

مولانا محمد حسن نالوتوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مؤلف

محمد الیوب قادری ایم اے

پوسٹل گھنٹہ لٹریٹری سوسائٹی بنی 'ون' ایریا ۱۱ یاقوت آباد کراچی ۱۹

مولانا احسن نانوتوی

مؤلف: ایوب قادری

بشکریہ: مولانا حبیب اللہ اختر

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

بار اول ایک ہزار نانوتوی فی حصہ

سال طباعت ۱۹۹۶ء

ملنے کے پتے

- پاکستان میں (۱) ادارہ اسلامیات انارکلی بازار، لاہور
 (۲) مولوی شمس الدین تاجر کتب خانہ، مسلم مسجد انارکلی چوک لاہور
 (۳) عظیم پبلشنگ ہاؤس غیر بازار پشاور
 (۴) مشتاق بک ہاؤس، نزد اردو کالج، شیڈن روڈ کراچی علی
 انڈیا میں (۱) مکتبہ نشاۃ ثانیہ مغلیہ جاہی، مارکیٹ حیدر آباد
 (۲) مکتبہ خانہ الفرقان پکری روڈ لکھنؤ یو پی
 (۳) مکتبہ تحفہ دیوبند یو پی
 (۴) مکتبہ خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی

مطبوعہ: حسابد پرپریس کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
------	-------

	انتساب
	تقریب
	تعارف
	پیش لفظ
۱۴	آغاز
۱۵	خاندان
۲۶	پیدائش
۲۲	تعلیم
۳۷	سلسلہ ملازمت
۳۸	قیام ہائرس
۴۱	بریلی کالج سے تعلق
۴۳	قیام بریلی
۴۹	انقلاب ۱۸۵۷ء
۵۷	احباب بریلی
۶۴	حج

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	مطبع مدنی بریلی	۶۷
	مطبعات مطبع مدنی	۷۰
	کتب خانہ مطبع مدنی	۸۰
	مدرسہ مصباح التہذیب	۸۱
	دردِ محالیت	۸۴
	ترک سکونت بریلی	۹۴
	قیام نانوتہ	۹۶
	احسن المدارس نانوتہ	۹۸
	وصال	۹۹
	علم و فضل	۱۰۳
	بیعت	۱۱۳
	اعزام کی خوشنودی	۱۱۷
	اعزام و اقرار کی فرمائشیں	۱۱۸
	خانگی حالات	۱۱۸
	تعلقات	۱۱۹
	زمینداری	۱۲۲
	تجارت	۱۲۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۳	خریداری حرلی بنگلہ دلی	
۱۲۹	علیہ	
۱۲۹	لباس	
۱۳۰	تصانیف و تراجم	
۱۴۴	حوائشی و تصحیح	
۱۵۲	اولاد و احفاد	
۱۵۴	مولانا محمد مظہر نانوتویؒ	
۱۵۷	مولانا محمد شیر نانوتویؒ	
۱۶۰	مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتہائی دہلی	
	ضمیمہ	
۱۷۰	مولانا ملک العلی نانوتویؒ	
۱۸۸	مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ	
۲۰۷	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	
	حوائشی میں جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے	
۲۲	(۱) منشی ظفر احمد نانوتوی	
۴۵	(۲) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی	
۴۷	(۳) مولوی فضل الرحمن دیوبندی	
۵۳	(۴) مولانا شیخ محمد یحیٰ زئی	

انتساب

مقدم و محترم مولوی حکیم محمد موسیٰ اترق سری صاحب
کے نام

جو غلوں و محبت کے پسیکر، علم و فضل کے مالک
اور اہل علم کے ستاروں ہیں،
میں اپنی تاجپز تالیف معنون کرنے میں مسرت
محسوس کرتا ہوں۔

نیا رنگین۔۔۔ محمد ایوب قادری

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۹	(۵) مولوی امیر حسن بہروانی	
۵۹	(۶) مولوی امیر احمد بہروانی	
۵۹	(۷) مولوی حضور احمد بہروانی	
۶۰	(۸) مولوی سید الدین بدایونی	
۶۰	(۹) منشی دیرپا پرستادہ مسخر	
۶۹	(۱۰) منشی جمال الدین بہروانی	
۸۵	(۱۱) مولوی نعیمی علی قاسم بریلوی	
۹۲	(۱۲) مولانا حافظ بخش بدایونی	
۱۲۰	(۱۳) مولوی رابع الدین کاکوروی	
۱۲۱	(۱۴) حکیم سید اللہ	
۱۲۱	(۱۵) حکیم سعادت علی قاسم	
۱۳۸	(۱۶) مولوی وصی علی ملیح آبادی	
۱۴۳	(۱۷) مولوی جعفر علی چارچوی	
۱۸۳	(۱۸) شمس العلماء ضیاء الدین دہلوی	
۱۸۴	(۱۹) مولوی سیح اللہ دہلوی	
۱۸۵	(۲۰) قاری عبدالرحمن پانی پتی	
۲۴۱	کتابیات اشعار	

خدا کا شکر ہے کہ برصغیر پاکستان و ہند کے علمی حلقوں میں یہ مقالہ پسند کیا گیا۔ مولانا محمد میاں (دہلی)، مولانا محبوب رضوی (دہلی)، مولانا محمد طیب بہتم دار (احلوم دہلی)، پروفیسر جلیسن قادری اور سید اشقی فرید آبادی مرحوم وغیرہ حضرات نے خاص طور سے ہمت افزائی فرمائی۔

اسی مقالہ کو نظر ثانی کے بعد کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے میں حضرت مفتی محمد شفیع اور مولانا عبدالرشید نعمانی کا شکر گزار ہوں کہ ان بزرگوں نے تعارف و پیش لفظ لکھ کر میری ہمت افزائی فرمائی۔
مولانا عید الخلیف حشتی، حکیم محمود احمد برکاتی اور فی احمد صاحب (دارالاشاعت کراچی) بھی شکر گزار ہوں کہ ان مجید و مخلصین کے ذخائر علمیہ سے میں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

اردو، کالج کراچی
اسپرست ۱۹۶۶ء

محمد ایوب قادری

تقریب

از محمد ایوب قادری، ایم۔ اے (مؤلف)

حائداً و معلیاً و مسلماً، خاکسار محمد ایوب بن میاں مشیت اللہ قادری مرحوم و مغفور عرض پرداز ہے کہ مولانا محمد احسن نانوتوی انیسویں صدی عیسوی کے مشاہیر علماء میں ہیں مگر انیسویں صدی کے دوسرے اکابر علماء کی طرح ان کے حالات بھی پردہ لگائی ہیں ہیں۔ میں سب سے پہلے ان کی دو کتابوں "قواعد اردو" اور "رسالہ عروض" کے ذریعہ ان سے متعارف ہوا اور معلوم ہوا کہ مولانا محمد احسن نانوتوی بریلی کالج عربی و فارسی کے پروفیسر تھے۔ جب میں نے دہلی کھنڈ کے علماء پر کام کرنے کا آغاز کیا تو مولانا محمد احسن نانوتوی کے علمی کارناموں کا علم ہوا کہ انہوں نے بریلی میں تفسیر و تالیف کا ایک مفید سلسلہ ضرور کیا، اپنا مطبع صدیقی قائم کر کے علوم اسلامیہ کی بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

خاص طور سے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مشہور مآثر کتب "تجربۃ اللہ الباقیہ اور ازالتہ الخفا" وغیرہ طبع و شائع کر کے وقت عام میں اس کے بعد مولانا محمد احسن کے حالات کی تلاش و جستجو ہوئی۔ اور صدقوں کی کوشش و کاوش کے بعد مولانا کے حالات پر مشتمل ایک طویل مقالہ تیار ہو گیا۔ جو "العلم" کراچی کی مختلف تین اشاعتوں میں شائع ہوا۔

تعارف

از مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی

حضرت مولانا محمد احسن صاحب دناؤی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مرتبہ محترم محمد الیوب صاحب قادری نظر نواز ہوا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ ایک ایسے بزرگ کے تذکرہ کو زندہ کیا جس کو زندہ کی تاریخ نے عکس فراموش کر دیا تھا حالانکہ ان کی نہایت مفید بیانات و تراجم ان کی زندہ جاوید خدمات ہیں مگر مصنف کا ترجمہ اور حالات سامنے نہ ہوں تو بہت سی تصانیف بھی بے اتفاقی اور خمول کے زادیہ میں پڑ جاتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد احسن صاحب قدس سرہ کا تذکرہ موجود زمانہ کے کسی مستقل تذکرہ میں موجود نہ ہونے کے سبب اس کا لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر ہمارے محترم دوست محمد الیوب صاحب قادری کو اللہ تعالیٰ نے تحقیق و تفتیش کا اچھا سلیقہ اور سلیس انداز میں لکھنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا ہے آپ نے نہایت مختصر و جاننا ہی سے حضرت ممد کے تذکرہ کے ضروری اجزاء سب ہی جمع کر کے فخرانہ اللہ تعالیٰ جن جمع المسلمین خیر الجزاء۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول و نافع بناوے، واللہ المستعان

بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ

دارالعلوم کراچی علی

۱۰ شوال ۱۳۳۵ھ

پیش لفظ

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی، جامعہ اسلامیہ بھاولپور
استاذ مرحوم مولانا قدیر بخش صاحب بریلوئی کے انتقال سے غالباً دو تین ماہ پیشہ کا ذکر ہے کہ موصوف کا ایک دوستی والا نامہ ہمارے دوست ڈاکٹر قسیم سعادت خاں صاحب کے مطب سے وصول ہوا۔ جس میں تحریر تھا کہ رسالہ ”محمد برائے الناس“ (مولفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دناؤی رحمۃ اللہ علیہ) حاصل رہے۔ جناب محمد الیوب صاحب قادری کو دیدہ یا جائے۔ چنانچہ مولانا کے ارشاد کی تعمیل کی گئی اور رسالہ مذکورہ مطب پر پہنچا دیا گیا۔ لیکن جناب قادری صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔ یہ مقدمہ میرے پاس ان کے برادر سبزی لطافت میاں لائے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون مولانا صاحب ہیں جنہیں اس رسالہ کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کہنے لگے مولانا انہیں ہمارے بہنوئی قادری صاحب ہیں جو بی۔ اے پاس تھے ہیں۔ میں نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ انہیں اس رسالہ سے کیا کام ہے اس پر انہوں نے بتایا کہ وہ تو بڑے بڑے مضمون لکھا کرتے ہیں اور تصنیف کیا کرتے ہیں اب ہمیں ان قادری صاحب کے دیکھنے کا اشتیاق

۱۰ استاذ مرحوم کی تاریخ وفات شب ستر شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ ہے

۱۰ اس کے بعد ایم۔ اے کیا اور اب اردو کالج میں لکچرار ہیں۔

پیدا ہوا اور لطافت میں سے کہا کہ ان سے ملاقات ضرور کرایے گا۔ اتفاق کی بات
دو چار دن کے بعد ہی مطب ہوا تو قادری صاحب وہاں فشریف فرما تھے۔ پہلی ہی
صحبت میں طبیعت ان کے علمی ذوق سے متاثر ہوئی، دیر تک علمی باتیں ہوتی رہیں۔
موصوف نے بتایا کہ وہ روسیل کھنڈ کے علماء پر کام کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں ان کو
حضرت نالوتوی علیہ الرحمۃ کا رسالہ مطلوب تھا۔ ذوق کی ہم آہنگی بھی عجیب شے ہے
کوئی صاحب ذوق مل جاتا ہے تو پھر اسے چھوڑنے کو ہی نہیں چاہتا۔ اسی مجلس سے
باہمی ارتباط قائم ہو گیا۔ ملاقاتیں بڑھتی گئیں اور کوئی مجلس مذاکرہ علیہ سے خالی
نہیں رہی۔ میں نے جب ان سے کوئی بات پوچھی ہمیشہ ان کو حاضر العلم پایا جس سے ان کے
ذوق طلب اور شخص کا تحقیق کا نقش دل پر قائم ہو گیا۔ مغرب کی غلامی سے اب شرق
میں بھی مبادی فضیلت و اکثریت کی ڈگری ہو گیا ہے۔ رہا اسے قادری صاحب کو یہ فضیلت
تو ابھی حاصل نہیں ممکن ہے آگے چل کر زمانہ کے ہاتھوں وہ بھی اس فضیلت کے حصول پر
مجبور ہو جائیں) لیکن کچھ بات یہ ہے کہ اس وقت اپنے موضوع پر ان کی جیسی عمیق اور
گہری نظر ہے اور حتمی اہم اور وسیع معلومات وہ رکھتے ہیں اس کے اعتبار سے جناب
محمد اویب صاحب قادری کے "تحقیق مجاہدہ" (ریسرچ اسکالر) ہونے میں کسی کا نظر
ہی کو شک ہو سکتا ہے۔ موصوف نے جو کارنامے اب تک منظر عام پر آچکے ہیں۔ وقائع
عبد القادر رام پوری اور تذکرہ علماء ہند پر ان کی جو تحقیق تعلیقات و خواہش ہیں
اور مختلف علماء پر جو نئے نئے علمی تحقیقی مقالات و فتاویٰ شائع ہوتے رہتے ہیں وہ
اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ قادری صاحب ریسرچ اور تحقیق میں یورپ کے بہترین
اسکالروں کے ہم پایہ ہیں۔

مولانا محمد احسن صاحب نالوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و حالات پر قادری
صاحب کی یکساں سبب بھی ان کی اسی تحقیق اور ریسرچ کا نمونہ ہے جس میں انہوں نے نہایت
تفصیل و جامعیت سے مولانا کے مددوح کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور ان کے علمی
کارناموں کو اجاگر کیا ہے۔ مولانا محمد احسن نالوتوی کا شمار گذشتہ صدی کے نامور اور
باکمال علماء میں ہے اور ان کی علمی خدمات سے عوام و خواص نے یکساں فائدہ اٹھایا ہے۔
چنانچہ جہاں انہوں نے ایک طرف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی
حجتہ اللہ الباقیہ اور ازالتہ الخفاء جیسی بے نظیر کتابوں کو جواب تک علمی موت
میں پڑی ہوئی تھیں اپنے مطبع صدیقی بریلی سے طبع کر کے شائع کیا۔ وہاں دوسری طرف
احیاء العلوم اور درمختار جیسی بیش بہا اور گر اللہ رکازوں کا ترجمہ کیے تصوف
فکر کی دولت کو وقفہ عام کیا۔ قادری صاحب کی یہ مہارت کو کشف بلاشبہ نہایت
لائق تحسین و باعث تشرف و آفرین ہے۔ اور گو بادی النظر میں یہ ایک چھوٹی سی کتاب
معلوم ہوئے لیکن اس کی ترتیب و تدوین میں موصوف نے جس محنت و جانفشانی سے
کام لیا ہے اس کا صحیح اندازہ درحقیقت دہی لوگ رکھا سکتے ہیں جن کو اس موضوع پر
خود بھی کچھ کام کرنے کا موقع ملا ہو۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ موصوف کی اس سعی ستم کو خرب قبولیت سے نوازے
اور ان کی عمر و علم میں برکت عطا کرے تاکہ ان کی مزید تحقیقات سے ملک و ملت کو فائدہ
ہو سکے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد عبدالرشید نعمانی غفر اللہ لہ

شب چہار شب، بعد نماز عشاء

۱۲ ربيع الثانی ۱۳۸۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا اقتدار حکومت کم و بیش آٹھ سو سال رہا۔ اس مدت میں انہوں نے بڑے بڑے شہر و قصبات آباد کئے، مسجدیں، مدرسے اور خانقاہیں بنائیں خاص خاص مرکزی مقامات دہلی، لاہور، ملتان، ٹھٹھہ، آگرہ، ہمایوں و جہانپور، گواڑ وغیرہ جیسے مقامات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبات و قریات بھی ملکہ فضلہ کی سکونت کی وجہ سے علوم و معارف کے مراکز بن گئے۔ دہلی سے قریب دامن کوہ کے علاقوں میں کئی ایسے قصبے کلیں، گنگوہ، انبہیشہ، جھنجھانا، تھانہ بھون، دیوبند، کاڑھلہ، منگورا، کیرانہ، پھلتیٹھ، رام پور (منہارن)، اورانوتہ وغیرہ وہ تمام آبادیاں ہیں جو مسلمانوں کے قیام و سکونت کے باعث ایک خاص اہمیت کی حامل ہو گئیں۔ ان قصبات میں شاہ علاؤ الدین مبارک خدوم (المتوفی ۶۱۲۹ھ) شاہ عبدالقدوس (المتوفی ۶۲۵۹ھ) شاہ ابوالمعالی (المتوفی ۶۱۱۶ھ) میا جیحون نور محمد (المتوفی ۱۲۵۹ھ) حاجی امداد اللہ (المتوفی ۱۲۳۳ھ) مولانا ذوالفقار علی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) مفتی ابی بخش (المتوفی ۱۲۵۳ھ) قاضی محمد اسماعیل (المتوفی ۱۳۱۸ھ) مولوی رحمت اللہ (المتوفی ۱۳۰۳ھ) شاہ محمد عاشق و تلمیذ رشید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (مولوی عبدالسیع بیل (المتوفی ۱۱۹۰ھ) اور مولانا مملوک الاعلیٰ (المتوفی ۱۲۹۴ھ) وغیرہ آسمان شریعت و طریقت کی دفا مومنتیاں

لے قصبہ پھلتیٹھ متعلقہ بزرگ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (وفت ۱۱۶۶ھ) کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

گوری میں جن کے نام برصغیر کی اسلامی تاریخ میں بقائے دوام کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہاں ہیں ان ہی مردم خیز مقامات میں سے قصبہ نافوتہ کے ایک نامور عالم مولانا محمد احسن نافوتی کا تذکرہ لکھنا مقصود ہے جس کی تمام زندگی ترویج و اشاعتِ علم کے لئے وقف رہی اور جنہوں نے دین و مذہب کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

سکندر لودی کے عہد میں خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **خاندان** کی اولاد میں ایک بزرگ قاضی مظہر الدین دہلی آئے اور جہاں آباد کے قاضی مقرر ہوئے ان کے بیٹے میراں بڑے نہایت جری اور بہادر تھے انہوں نے نافوتہ کے قرب و جوار کے سرکش راجپوتوں کو سلطنت دہلی کا مطیع و متقاد بنایا جس کے صلہ میں قاضی میراں بڑے علاوہ املاک و جاگیر عہدہ قضا پر سرفراز ہوئے اور شاہجہانی میں ان ہی قاضی میراں بڑے کی اولاد میں ایک بزرگ مولوی محمد ہاشم ہوئے جو دوبار شاہی میں مقرب تھے ان کو بھی چند دیہات جاگیر میں ملے تھے نافوتہ میں مولوی محمد ہاشم کی اولاد خوب بھولی بھولی مولانا محمد احسن ان ہی مولوی محمد ہاشم کی اولاد میں ہیں لے

مولوی محمد ہاشم کے پر پوتے شیخ ابوالفتح تھے جن کے تین بیٹے ہوئے حکیم عبداللہ شیخ محمد عاقل اور شیخ علاؤ الدین۔ حکیم عبداللہ کی اولاد علم و اہمیت کے اعتبار سے ممتاز رہی۔ شیخ محمد عاقل کی اولاد کو دہلوی اعزاز ملا۔ شیخ علاؤ الدین کی اولاد علم و اہمیت میں حکیم عبداللہ اور شیخ محمد عاقل کی اولاد کی برابری کو نہ پہنچ سکی۔

لے یہ تمام تر خانہ دانی روایات ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے مکتوبات مولانا محمد عتیق م۔ اہم و مطبع احمدی علی گڑھ (۱۳۷۶ھ)

ان ہی شیخ علاء الدین کے پر پوتے شیخ اسد علی تھے جن کے نامور فرزند مولانا محمد قاسم نافوقی ہوئے اور اس طرح اس شاخ کو خصوصی شرف و امتیاز حاصل ہوا۔ شیخ محمد عاتق کی اولاد دولت و مارت کے اعتبار سے خاندان میں مسآذہتی مگر اس شاخ نے شیعیت اختیار کر لی۔ اور وہ شیخ تفضل حسین (ابن شیخ علی محمد) تھے۔ شیخ تفضل حسین بعض خانہ دانی نزاعات کی وجہ سے مولانا محمد قاسم نافوقی کے ہاں نصیح الدین ولد وجہ الدین کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

حکیم عبداللہ کی اولاد نہ صرف خوش حال تھی بلکہ علم و حکمت کی دولت سے بھی مالا مال تھی حکیم عبداللہ کے بیٹے حکیم غلام شرف تھے جن کے تین بیٹے مولوی احمد علی، حکیم ولی محمد اور حافظ محمد حسن ہوئے مولوی احمد علی وہ خوش نصیب اور باقبال شخص تھے کہ جن کے فرزند

لے مغلوں کے عہد زوال میں دربار دہلی میں ایرانیوں کا اقتدار خاص طور سے بڑھ گیا تھا مملکت بادشاہ چھاپے ہوئے تھے اور وہی نوابان کھنؤ کا طوطی بول رہا تھا اس زمانہ میں شیعیت کی خوب شہادت ہوئی نوابان اور وہ لے ان سیکڑوں علماء و شایخ کے روزیے اور حمایت ضبط کر لیں جنہوں شیعیت اختیار نہ کی یہ غلام علی آزاد بگڑائی نے آثار اکرم میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ ملکینڈ میں خاص طور سے نوابان کھنؤ کے عہد میں شیعیت کو فروغ حاصل ہوا۔ رسالت مراد اور نوابان دام پور نے نوابان کھنؤ کے شہر سے امام مذہب اختیار کر لیا۔ دہلیوں میں حمیدی خاندان کے ایک حصے نے شیعیت اختیار کر لی۔ حالانکہ یہ خاندان خلیفہ اول سیدنا محمد علی اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے۔ تفضل کے علاوہ "نصائی صحابہ دہلی بیت" از شاہ عبدالغنی دہلوی کا مقدمہ رقم زدہ خاکسار محمد اصیب قادری جو یک کینیڈی کراچی عدنانے ابھی حال میں شایع کی ہے۔

شیخ العلامہ استاد والا سائڈہ مولانا ملک العلی نافوقی تھے۔ حکیم دلی محمد کے بیٹے حکیم لالت علی اور پوتے حکیم دلیان عبدالمسیح نافوقی کے مشہور طبیب گزرے ہیں۔

حافظ محمد حسن کے بیٹے حافظ لطف علی تھے۔ مولانا محمد احسن نافوقی کے والد ماجد تھے۔ حافظ لطف علی "حافظ ابن حافظ" تھے۔ لطف علی نہ صرف حفظ کلام اللہ کی دولت سے مالا مال تھے بلکہ انہوں نے مروجہ رسمی علوم بھی حاصل کئے تھے۔ خاندان میں علم و فضل تھا۔ حقیقی پچا زاد بھائی مولانا ملک العلی مرزا عالم و فاضل تھے جن کے علم و فضل کا ذکر دار الحکومت دہلی میں بچ رہا تھا اور جو مسلک دلی الہی کی تائیدی سے خدات انجام دے رہے تھے اس سلسلہ کا اجمالی غور اگلے صفحہ پر درج ہے۔

مولانا ملک العلی کا حلقہ درس بہت وسیع تھا، دلی کا بچہ میں شیعہ عربی کے مجدد تھے اس کے علاوہ گھر پر بھی طلباء کو تعلیم دیتے تھے مولوی کریم الدین بانی قیامت (۱۲۹۹ھ) لکھتے ہیں لے

"مدرس اول مدرسہ دہلی مولوی ملک العلی مظلہ عالم بے بدل و متقی بے مثل اور فاضل کامل ہیں۔ عہدہ میر مولوی بشمارہ سرور پیر ماہوار مدرسہ میں مقرر ہیں۔ حق یہ کہ اس فاضل کی جیسی قدر چاہیے ویسی نہیں۔ فارسی، اردو اور عربی تینوں زبانوں میں مکمل رکھتے ہیں۔ ہر ایک علم اور فن سے جوان زبانوں میں ہیں۔ ہمارے تلامذہ کو حاصل ہے اور جس فن کی کتاب اردو زبان میں انگریزی سے ترجمہ ہوتی اس سے چند روز کی نسبت پیدا کر لیتے ہیں۔"

لے حذکر طبقات اشعراء ہند اکبر کریم الدین صفحہ ۴۶۳ دہلی ۱۲۸۳ھ

”جناب مخدوم العالم حاجی امداد اللہ صاحب سے جو رولڈ انب
تھا۔ حضرت مخدوم حاجی صاحب کی ناہنل ہمارے خاندان
میں تھی اور بہن اُن کی یہاں بیابھی تھیں اکثر ناوۃ تشریف لائے
تھے دہم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ نہایت محبت و
اخلاص فرماتے جزو بندی کتاب کی حضرت سے ہم دونوں
مولانا محمد یعقوب مولانا محمد قاسم نے سیکھی“

مولانا محمد احسن کے خاندان سے حضرت حاجی صاحب کی نہ صرف رشتہ داریاں
تھیں بلکہ خود مولانا محمد احسن کی والدہ اور خالہ بھی حضرت حاجی صاحب سے بیعت
تھیں ایک دفعہ مولانا محمد احسن کے چھوٹے بھائی مولوی محمد منیر بیمار تھے اطباء نے
پرہیز کا سخت حکم دیا بہت دنوں تک نہ سہی کھانا کھاتے تھگ آگے اتفاق
سے حضرت حاجی صاحب نے ناوۃ درود فرمایا مولوی محمد منیر کی والدہ نے اُن کی
دعوت کی حاجی صاحب نے مولوی محمد منیر کو بھی دعوت میں شرکت کا حکم دیا اور کہا کہ
جی بھر کر کھاؤ دوسرے دن ان کی خالہ کے گھر بھی حاجی صاحب کا یہی حکم رہا اور اس
طرح مولوی محمد منیر پر بہتر سے چھوٹ گئے تھے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد احسن صاحب کے خاندان میں حاجی صاحب
کی نہ صرف مختلف رشتہ داریاں تھیں بلکہ خاندان کے اکثر حضرات حاجی صاحب
کے حلقہ بیعت و ارادت میں بھی منسلک تھے۔

لے گرامات اردو مرتبہ مولانا شرف علی نقوی (ص ۲۲-۲۵) مطبع انتظامیہ کانپور ۱۳۱۴ھ

بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ناوۃ میں درود کی
شہادتیں بھی ملتی ہیں۔

مولانا عاشق الہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ

”سید صاحب ناوۃ بھی تشریف لے گئے تھے وہاں بھی بہت
سے لوگ مرید ہوئے ایک مرید نے بیان کیا کہ میری آنکھوں میں
پھر رہا ہے کہ سید صاحب جاس مسجد کے وسطی دروازہ میں کھڑے
ہیں نہایت خشک و جمیل تھے اور آپ نے انجی بچڑی آواز کر لینے ہاتھ
میں لے کر باقی بیعت کرنے والوں کو بچڑادی لوگ برابر دوسرے
سرے تک اس کو بچڑے ہوئے تھے اور بچڑی کھنکھوڑے کی
شکل معلوم ہوتی تھی کیونکہ دونوں طرف اوس کو تھلے ہوئے تھے

ناوۃ میں شیعوں کے عالم، مولوی غلام حسین بھی سید صاحب سے ملے تھے تھے
سید احمد شہید کے دورہ سے ناوۃ وغیرہ تقبالت میں تبلیغ و اصلاح کے مفید اثرات
ظاہر ہوئے۔

مولانا محمد احسن کی تاریخ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہ ہو سکی۔ البتہ
پیدائش ارواح ثلاثہ میں مولانا محمد احسن کے بڑے بھائی مولانا محمد ظہیر
ناوۃ کی کے سلسلہ میں ایک روایت ہے کہ

لے تذکرۃ الرشید جلد دوم از مولانا عاشق الہی میرٹھی ص ۲۲، (میرٹھی ص ۱۹۰۵ھ)

لے تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۲۴

مولانا محمد مظہر نانوتوی ایثار العلوم وغیرہ جیسی مشہور کتابوں کے مترجم مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی دیوبند میں مولانا ذوالفقار علی حضرت شیخ الہند کے والد ماجد مولانا فضل الرحمن (مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد ماجد) اور اسی قسم کے مبیوں بزرگ جو ہم باتے ہی علم و فضل کے ساتھ مشہور ہیں ان میں بعض حضرات انگریزی حکومت کی طرف سے عہدہ قیادت کے انکسپکٹری تھے مثلاً شیخ الہند کے والد ماجد اور مولانا شبیر احمد کے والد ماجد دونوں حضرات کا جو حال ہے جہاں تک میر خیال ہے اس علاقہ کی اس جدید علمی روشنی میں بہت زیادہ وصل مولانا مملوک العلی کے وجود باجوہ و کوہے دلی پہنچنے اور وہاں کی تعلیمی سہولتوں سے مستفید ہونے کا موقع ان بزرگوں کو بظاہر مولانا مملوک العلی کی وجہ سے میر آ یا

مولانا محمد مظہر نانوتوی اور مولانا محمد احسن دونوں حقیقی بھائی اور مولانا مملوک العلی کے قریبی عزیز تھے ہر دونے تحصیل علم حضرت مولانا مملوک العلی سے دہلی میں کی مولانا ذوالفقار علی اور مولانا فضل الرحمن بھی مولانا مملوک العلی کے شاگردوں میں تھے اور ان ہر دو حضرات سے مولانا محمد احسن کے غامض تعلقات تھے بلکہ جب مرض الموت میں مولانا محمد احسن دہلی سے واپس ہوئے تو دیوبند میں مولوی ذوالفقار علی نے ٹھہرایا اور دیوبند ہی میں مولانا محمد احسن کا انتقال ہوا۔ یہ تمام تعلقات اس زمانہ کے تھے جب یہ حضرات مولانا مملوک العلی سے دہلی میں

تفصیل علم کرتے تھے اور زمانہ ملازمت میں یہ تعلقات اور بھی پختہ ہو گئے تھے بعض آثار و قرآن کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ مولانا محمد احسن نے دہلی کالج میں بھی تعلیم پائی۔ مولانا محمد احسن کی تعلیمی بیاض میں ۱۸۵۲ء کی ایک یادداشت میں دہلی کالج کے مشہور استاد "ماسٹر رام چندر دہلوی المتوفی ۱۸۸۸ء" کے تعلقات کا بھی ایک جگہ ذکر ہے ماسٹر رام چندر دہلوی سے تعلقات زمانہ طالب علمی ہی کے ہوں گے۔ مولانا محمد احسن نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کی تعلیمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں مولانا محمد احسن نے سر سید احمد خاں کی فرمائش پر گارڈ فری سیکش کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا دہلی کالج کے ایک استاد مولوی سچان بخش شکارپوری کے تلمذ کا بھی ذکر مولانا محمد احسن نے کیا ہے۔ مولانا محمد احسن نے نچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مشر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دوسرے طبع ہوا۔ لکھ

ہمارا خیال ہے کہ مولانا محمد احسن کے علاوہ ان کے دونوں بھائی مولوی محمد مظہر اور مولوی محمد منیر اور دوسرے حضرات مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمن

نے ماسٹر رام چندر دہلوی کے حالات کئے دیکھے مرحوم دہلی کالج انٹرویو عبد الحق صد ۱۵۹-۱۶۳ (انجمن ترقی اردو دہند) دہلی ۱۹۳۵ء

HISTOIRE DE LA LITTÉRATURE HINDOUE ET
HINDOUSTANIE BY M. GARCIN DE TASSY. VOL. I
P. 146. (PARIS. 1870)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ہی دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی ہے یہ تمام حضرات بقول مولانا سناقر احسن گیلانی تھے، مولانا مملوک علی سے تعلق کی وجہ سے دہلی پہنچے اور تعلیمی سہولتوں سے مستفید ہوئے باسٹشنا مولانا محمد قاسم نانوتوی دوسرے تمام حضرات نے سرکاری ملازمت، اختیاری۔

مولانا محمد احسن، مولوی محمد مظہر اور مولوی محمد شیر تو بنارس کالج، آگرہ کالج اور بریلی کالج میں ملازم ہوئے اور مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمن اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی، محکمہ تعلیم میں ڈپٹی انسپکٹر بھی رہے۔

مولانا ذوالفقار علی کے متعلق پھر رساں دہلی لکھا ہے کہ

لے دہلی کالج، دراصل مدرسہ غازی الدین کا نام ہے یہ مدرسہ غازی الدین خاں فیروز جنگ الملوکی نے ۱۲۳۲ھ و ۱۸۱۷ء نظام الملک آصف جاہ اول نے اجمیری دروازہ کے پاس قائم کیا تھا مدرسہ کی عمارت کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر کرائی تھی اور پاشا ہی مقبرہ بنوایا، جہاں وہ خود دفن ہوئے اس مدرسہ کا دوسرا دروازہ ۱۲۴۱ھ میں شروع ہوا اور ۱۲۵۲ھ میں یہ مدرسہ دہلی کالج میں تبدیل ہو گیا جو جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے دہلی کی ایک مشہور درسگاہ تھی مولوی بدیع الحق صاحب نے "تروجم دہلی کالج" میں مدرسہ غازی الدین کا بانی فیروز جنگ ثانی خاں نظام الملک آصف جاہ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے ملاحظہ فرمادوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں از ابو الحسنات قدسی ص ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ دہلی کالج انمولوی بدیع الحق صاحب دہلی لکھا ہے ۱۸۱۰ء سے سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۱۰

HISTOIRE DE LA LITTÉRATURE HINDOUE ET HINDOUSTANIE, VOL. I P. 461.

"وہ دہلی کالج کے طالب علم تھے، چند سال کے لئے بریلی کالج میں پروفیسر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں وہ میرٹھ میں ڈپٹی انسپکٹر بن گئے تھے میرٹھ لائن سے واقف تھے ان کا بیان ہے کہ ذوالفقار علی ذہین اور طباع ہونے کے علاوہ فارسی اور علوم مغربی سے بھی واقف تھے ان کے کلام سے قطع نظر انہوں نے اردو میں تسہیل الحساب کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو بریلی سے ۱۸۵۸ء میں چھپی ہے اس کو

FATE'S POSTOLOZZIAN ARITHMETIC BY

H. S. RAID.

کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

مولانا مملوک علی، دہلی کالج کے شعبہ عربی کے صدر مدرس تھے اس لئے نانوتو اور دیگر بندگان حضرات ان کی وجہ سے کالج کے تعلیمی وظائف اور دوسری سہولتوں سے بھی مستفید ہوئے ہوں گے۔ اور دہلی کالج کے فارغ التحصیل ہونے کی وجہ سے سرکاری اداروں میں منسلک ہونے میں بھی ان کو آسانی رہی ہوگی، بلکہ ان حضرات کے سرکاری اداروں میں تقرر کے لئے دہلی کالج میں تعلیم حاصل کرنے کو بھی ایک قسم کی سند بنائی گئی ہوگا اور یہ سمجھا گیا ہوگا کہ یہ حضرات دہلی کالج کے ذریعہ طریقہ تعلیم وغیرہ سے واقف ہو چکے ہیں۔ ورنہ اتنی آسانی سے تدریس طرز کے فارغ التحصیل علماء کو گورنمنٹ سرکاری اسکولوں، کالجوں اور محکمہ تعلیم کے ذمہ دار عہدوں پر مقرر نہیں کر سکتی تھی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی کالج میں تعلیم حاصل کرنے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں۔

”والد مرحوم (مولانا ملک العلی نانوتوی) نے مولوی صاحب
 (مولانا محمد قاسم نانوتوی) کو مدرسہ عربیہ سرکاری میں داخل کیا اور
 مدرسہ ریاضی کو فرمایا کہ ان کے حال سے معزز نہ ہو جو میں ان کو
 پڑھائی کا اور فرمایا کہ تم تقلید سے خود دوچکھو اور دو قواعد صاحب کی
 مشق کر۔ چند روز میں چچا ہوا کہ مولوی صاحب مولوی مقالے دیکھ
 گئے اور حساب پورا کر لیا انہیں یہ واقعہ نہایت تعجب انگیز تھا طلبہ
 نے پوچھا پوچھا شروع کی یہ کب عاری تھے۔ ہر بات کا جواب باہول
 تھا آخر منشی ذکار اللہ چند سوال نے کسی ماسٹر کے بھیجے ہوئے لائے
 وہ نہایت مشکل سوال تھے ان کے حل کر لینے پر مولانا کی نہایت شہرت
 ہوئی اور حساب میں کچھ ایسا ہی حال تھا جب امتحان سالانہ کے
 دن ہوئے مولوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ
 چھوڑ دیا۔ سب اہل مدرسہ کو علی الخصوص میڈیا ماسٹر صاحب کو کہ
 اس وقت میں درس اول انگریزی تھے نہایت افسوس ہوا۔

لے دہلی کالج مراد ہے، مولانا منظر احسن گوفانی نے اس کو بک کالج تحریر کیا ہے حالانکہ بک کالج کا
 اس وقت کوئی وجود نہ تھا دہلی کالج کو بک کالج کو تسلیم میں قائم ہوا ملاحظہ ہوا قصات
 دار الفکرت دہلی از مولوی بشیر الدین صف ۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸

چھوڑ دیا، یہ بات ان کے مزاج کے عین مطابق ہے۔
تقصیر الاکابر کے جامع نے مولانا اشرف علی تھانوی کی طرف یہ بیان منسوب کیا ہے کہ مولانا تھانوی فرماتے ہیں۔

”مولانا مملوک الحسی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے استاد ہیں، دہلی میں دارالبقار سرکاری مدرسہ تھا اس میں ملازم تھے، المبادی ماہ شعبان ۱۳۵۶ھ (صفحہ ۳۲) لے

اس بیان پر بھی مولانا مناظر احسن گیلانی نے بلاوجہ دے دی ہے اور مولانا حبیب الرحمن عثمانی کے بیان کو ملا کر ایک غلط نتیجہ اخذ کیا ہے بات صرف اتنی ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کو سرکاری مدرسہ کے نام میں تسامح ہوا۔ دارالبقار سرکاری مدرسہ کا نام تھا بلکہ یہ عہد شاہجہانی کا ایک دارالعلوم تھا جس کو مفتی صدر الدین خاں آذرہ نے اپنے زمانے میں دوبارہ نذرہ کیا تھا۔ اور وہ اس مدرسہ کے طلباء کے کفیل ہوتے تھے اور ان کو درس دیتے تھے، مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس مسئلہ میں یہ لکھا ہے کہ لے

لے بحوالہ سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۲۳

لے واقعات دارالکھیرت دہلی جلد دوم صفحہ ۱۱۳ و ہندوستان کی قدیم

اسلامی درس گاہیں صفحہ ۲۳

لے سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۲۳

”بہر حال دارالبقار سے تو حضرت نانوتوی مولانا محمد قاسم کو کسی قسم کا تعلق نہ تھا، اتنی بات تو قطعی ہے؟

ہمارے خیال میں مولانا گیلانی کا یہ بیان بھی بوجہ طور سے صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ مولانا گیلانی نے خود یہ بات مختلف آثار و قرائن کی روشنی میں ثابت کی ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے ساتھ مفتی صدر الدین آذرہ سے استفادہ علمی فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ امکان بھی ہے کہ یہ استفادہ مفتی صدر الدین سے مدرسہ دارالبقار کے علاوہ دوسرے اوقات میں کیا ہو لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مدرسہ دارالبقار میں استفادہ کیا ہو چنانچہ جب مولانا محمد یعقوب نانوتوی دہلی چھوڑ کر سرکاری ملازمت پر اجبر چلے گئے تو مولانا محمد قاسم مدرسہ دارالبقار میں کچھ دنوں رہے۔ ذکر تھا مولانا محمد احسن نانوتوی کی تعلیم اور دہلی کالج کے طالب علم ہونے کا منکر بات و اطویل ہو گئی بہر حال مولانا محمد احسن نانوتوی نے مولانا مملوک الحسی اور مولوی سیمان بخش کے علاوہ حضرت شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے بھی تعلیم حاصل کی حضرت شاہ عبد الغنی مجددی دہلی میں حدیث کی بڑی گراف قدر عزائم انجام دے رہے تھے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری دہلی میں سکونت پذیر تھے قبل انقلاب ۱۳۵۶ھ دہلی میں آپ کا مشہور مطبعہ احمدی تھا۔

حسن حصین کا اردو ترجمہ مولوی نواب قطب الدین دہلوی رالمستوفی

۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رالمستوفی (۱۲۹۲ھ) نے
۱۸۷۲ء
۱۸۷۲ء
۱۳۵۳ھ میں کیا تھا اسی ترجمہ کو ۱۳۵۳ھ میں مولانا محمد احسن
۱۸۷۲ء
۱۸۷۲ء

نا توڑی لے مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجبائی دہلی کی درخواست پر درست کیا اس کے شروع میں مولانا محمد احسن لکھتے ہیں لے

”میری اس تصحیح اور ترجمہ کو لوگ یہ سمجھیں کہ میں نے مترجم کو اصلاح دی ہے تو چھوٹا منہ اور بڑی بات کے قبیل سے ہے بلکہ یوں تصور کرنا چاہیے کہ ”پدر متواند سپر تمام کند“ کیونکہ جس خاندان سے مترجم کو فیض ہوا اسی خاندان کا یہ فقیر بھی نہ رہا ہے میری سند اس کتاب کی یہ ہے کہ مجھ کو اس کی اجازت تین شخصوں سے حاصل ہوئی اول مولانا احمد علی صاحب مہارپوری دوم مرشدی شاہ عبدالغنی صاحب مجددی سوم مولوی بکاش بخش شکارپوری۔ اور ان تینوں حضرات کو اجازت دیکھنا اتفاق مولانا محمد اسحاق دہلوی سے ہے۔“

مولوی محمد حسین مراد آبادی مولانا محمد احسن کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں لے

”مولوی محمد احسن حافظ قرآن و اعظ خوش مبیان عالم فروع و اصول و دانندہٴ باریکی و دلائل معقول و مدرس علم معانی و کلام و درس کشندہٴ بے نصاحت و بلاغت

لے خیر متین ترجمہ حسن حصین ترجمہ مولانا محمد احسن مقدس (دہلی ۱۲۱۰ھ / ۱۸۹۳ء)

لے انوار العارنین از محمد حسین مراد آبادی ص ۶-۷ دہلی ۱۲۹۰ھ

تمام مفسر کلام اللہ و محدث حدیث رسول و جامع جمیع علوم مترجم

ایضاً العلوم و متفہد باخلاق حسن مستند۔ لے

آگے چل کر مولف انوار العارنین پھر لکھتے ہیں لے

”تحصیل علوم ظاہر و در شاہجہاں آباد حاصل کردہ پورندہ“

یہ وہ زمانہ تھا کہ تلخہ دہلی آباد تھا آخری مثل بادشاہ انظر سورج الدین محمد بہادر شاہ زینت دہ تخت و تاج تھے۔ ہر فن کے علماء و فنکار، ادباء و شعراء دہلی میں موجود تھے غرض مسلم ثقافت و دانش کی شے سنبھالنے دہلی تھی، مولانا محمد احسن نے اسی دہلی میں تکمیل و تحصیل علم کی۔

مولانا محمد احسن کے تعلیمی حالات کی صرف اس قدر نشان دہی ہو سکی خلاصہ یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن نافذہ میں کیا پھر حضرت مولانا مملوک اعلیٰ کے پاس دہلی پہنچے اور دہلی کالج میں پڑھا اس وقت کے ممتاز علماء مولانا مملوک اعلیٰ ناٹوڑی مولانا احمد علی محدث مہارپوری، شاہ عبدالغنی مجددی اور ناٹوڑی سوان بخش شکارپوری وغیرہ سے تحصیل علم کیا یہ تمام حضرات مکرم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے فیض یافتہ تھے اور ان حضرات کا مسلک بھی دہلی تھا۔ مولانا محمد احسن کو بھی

لے مولانا محمد احسن کا جو ترجمہ مولوی محمد حسین مراد آبادی نے انوار العارنین میں درج کیا ہے وہی کا خلاصہ آفتاب بیگ عرف محمد زبیر مزائیگ نے نکلیات جدیدہ فی احوال اولیاء اللہ موسوم بہ تحفۃ الاولیاء (جلد پنجم ص ۱۶ دہلی ۱۳۲۲ھ) میں درج کر دیا ہے۔

لے انوار العارنین ص ۵۰۷

اسی خاندان سے علی فیض حاصل ہوا مولانا محمد احسن کے یہ الفاظ کسی کسی دستبرد
تاکیدی ہیں۔

”جس خاندان سے مترجم کو فیض ہوا اسی خاندان کا یہ فقیر
بھی نہ رہا ہے“

علم حدیث کی تکمیل و تحصیل حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (المتوفی ۱۲۹۹ھ)
سے کی شاہ عبدالغنی مجددی شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے نہایت متقی و پرہیزگار
بزرگ و عالم تھے لغتہندی سلسلہ کے مشہور شیخ اور خاندانہ حضرت مرزا مظہر جانجانی
کے مرشد فاضل تھے شاہ صاحب ہم سے مولانا محمد احسن بیعت ہوئے۔

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری بھی حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد
تھے علم حدیث کی انہوں نے بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں ان کے مطبع احمد علی سے
حدیث کی مشہور کتابیں جیسے ترمذی ۱۲۹۵ھ میں اور صحیح بخاری ۱۲۹۵ھ میں شائع
طبع ہوئیں ان کے علاوہ دیگر مطبوعات اسلامی بھی اس مطبع سے شائع ہوئیں مولانا
محمد احسن نے دوران ملازمت تجارت کتب کا بھی سلسلہ قائم رکھا تھا مولانا احمد علی
محدث سہارنپوری کے مطبع احمدی کی مطبوعات خاص طور سے مذکور فروخت کرتے
تھے۔ مولانا محمد احسن کے تعلقات مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے ساتھ ان کے
انتقال (۱۲۹۹ھ) تک رہے۔ مولانا محمد احسن کبھی کبھی مولانا احمد علی محدث

نے خیرین ترجمہ حسن حسین ”مقدمہ کتاب“

تفصیل کے لئے دیکھئے حیات نبوی اور مولانا سلیمان ندوی ص ۸۵-۸۶ (مظہر گوشت ۱۳۳۳ھ)

سہارنپوری سے قرض بھی لے لیتے تھے۔ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری فراموش کر کے اکثر اشار
برہیل سے مولانا محمد احسن کے ذریعہ منگواتے تھے ان روابط و تعلقات کا اندازہ قلبی بیانی
سے ہوتا ہے۔

مولوی سحان بخش شکار پوری کی کتاب ”محاورات ہند“ مشہور ہے اور متعدد بار
چھپ چکی ہے مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے دہلی کالج کے لائق اور کارگر
مدرس تھے۔ ابن خلدان اور ترک تیموری کا اردو ترجمہ کیا اس کے علاوہ مذکورہ مفسرین
اور مذکورہ مکمل بھی لکھا ہے مولانا محمد احسن سے اکثر کتابیں منگواتے مولانا محمد احسن اور
مولوی سحان بخش آپس میں ایک دوسرے سے قرض بھی لیتے دیتے تھے۔

مولانا مملوک العلوی سے مولانا محمد احسن کے خاندان، رابطہ نسب اور استاد و
شاگردی کے تعلقات تھے مولانا محمد احسن کو بعد فراغ علم زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ انہی الحج
۱۳۹۵ھ کو حضرت مولانا مملوک العلوی کا دہلی میں انتقال ہو گیا مولانا محمد احسن صاحب
کی قلبی بیانی میں مولانا مملوک العلوی کے متعلق دو تین جگہ ”جناب علی حضرت مولانا صاحب“
اور حضرت مولانا صاحب مرحوم جیسے تعظیمی الفاظ نظر سے گزرے مولانا مملوک العلوی کے
انتقال کے بعد فیض معاملات و رسالت مولانا محمد احسن نے نبھائے۔

مولانا محمد احسن کی کوئی سند علیحدہ ہمیں دستیاب نہ ہو سکی مولانا احمد علی محدث
سہارنپوری کی سند ”حیات نبوی“ میں اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددی کی اسانید

۱۔ مرحوم دہلی کالج ص ۱۵۳

۲۔ مولانا مملوک العلوی فوقی کے حالات میں میں شامل کر دیئے گئے ہیں

۳۔ حیات مشہلی ص ۸۵-۸۶

» ایضاً لکھی ہے میں شامل ہیں یہی اسانید مولانا محمد احسن کی بھی ہوتیں لیکن ہم ان کو یہاں درج کے مضمون کو طوالت نہیں دیں گے حصن حصین کی جو سند خود مولانا محمد احسن نے نقل کی ہے اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

» مولانا محمد احسن ناٹوئی کو مولانا احمد علی سہارنپوری، شاہ عبدالغنی مجددی اور مولوی سچان بخش شکارپوری سے حصن حصین کی سند ملی اور ان حضرات کو شاہ محمد اسحاق سے اور ان کو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے اور ان کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے اور ان کو شیخ ابوطاہر مدنی سے اور ان کو شیخ ابراہیم کردی سے اور ان کو شیخ احمد شاشی سے اور ان کو شیخ احمد بن قدوس ششادوی سے ان کو شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور ان کو شیخ زین الدین زکریا انصاری سے اور ان کو حافظ وقت قلی الدین محمد بن محمد بن فہر باغشی مکی سے اور ان کو مولف کتاب ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد جزری شافعی سے»

مولانا محمد احسن ناٹوئی نے شاہ عبدالغنی دہلوی کی ایک سند شیخ محمد عبدالرزاق کے ذریعہ سے بھی اپنی قلمی بیاض میں نقل کی ہے جس کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

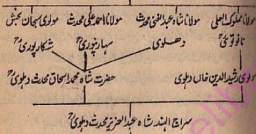
عن الشیخ المقدس العظیم الربانی المولانا عبدالغنی عن الشیخ محمد عبدالرزاق عن الامام المحدثین وقاتم المجتہدین الشیخ صالح بن محمد العمری المستوفی الشہیر

لے ایضاً لکھی ہے اسانید الشیخ عبدالغنی از محمد بن مطہر مطہر علی بریلی ۱۲۸۶ھ
تھ خیر متین ترجمہ حصن حصین "مقدمہ کتاب"

بالغزالی شیخ المر الحقیق محمد بن محمد بن سندہ العمری الشافعی عن المولی
الشریف محمد بن عبداللہ اولوالی الکفی بالی عبداللہ بن الشیخ محمد بن
محمد بن خلیل عزت بن ابی ارکاش الحنفی عن الحافظ ابن حجر العسقلانی
متوفی نفع الباری شرح النجاری وغیرہ

آخر میں مولانا محمد احسن کے ہر چہار اساتذہ کرام کا سلسلہ درج کیا جاتا ہے کس طرح امام الہند مکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پر پہنچی ہو آئے۔

مولانا محمد احسن ناٹوئی



سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

اریٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی دور میں محکمہ تعلیم کا کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی کمپنی نے اس طرف توجہ دینے کی کوئی ضرورت محسوس کی لیکن آخری زمانہ میں ہندوستان کی تعلیم کا خیال ضرور پیدا ہوا اور مشرقی علوم کی اعانت و حمایت کی گئی۔ دہلی، بنارس اور کلکتہ کے کالج اسی دور کی یادگار ہیں ان درس گاہوں

سے خاطر خواہ فائدہ ہوا ان تمام اوروں کی تعلیمی کوششوں اور ان کے نتائج کا تفصیلی جائزہ لینا ہمارا مقصود نہیں ہے دینی کالج کے مفید اثرات ملک میں ہندو پھیل رہے تھے اس کی دو شاخیں بریلی اور میرٹھ میں قائم کی گئیں وہی تعلیم کی اشاعت اور ترقی میں دینی کالج کے تعلیم یافتہ حضرات کا خاص ہتھکڑا ہے دینی کالج کے فاضل مدرس مولانا ملک العلی کے وطن ویراوی کے جن حضرات نے مولانا کی سرپرستی میں تعلیم پائی وہ حضرات بھی تعلیمی نظام میں منسلک نظر کرتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمن دلی مندی اور مولانا ذوالفقار علی دینوہندی ڈیوٹی اسپیکٹر مدراس رہے مولانا ملک العلی کے معاصر اور مولانا محمد یعقوب نالوڑی امبیکر کالج میں مدرس مقرر ہوئے پھر بنارس، بریلی اور بہانپور میں ڈیوٹی اسپیکٹر مدراس رہے اسی طرح مولانا ملک العلی کے عزیز و یلید مولانا محمد احسن جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو ۱۲۳۵ھ میں بنارس کالج میں بحیثیت مدرس اولی فارسی ان کا تقرر ہوا مولانا محمد احسن صاحب کی ملازمت کا آغاز بنارس سے ہوا مولانا

قیام بنارس

مولانا محمد احسن صاحب کی ملازمت کا آغاز بنارس سے ہوا مولانا محمد احسن صاحب نے پہلی تصنیف تحفۃ الحسنین کے آغاز میں لکھتے ہیں۔
 ”جب کارکنانِ تقدیر نے دوزی اس بے سرو پا کی مہر بنارس میں لکھ دی تو عہدہ اولیٰ مدرس کے مدرسہ بنارس پر مامور اور چندے یہاں رہ کر باشرحوں سے یہاں کے واقفیت حاصل کی تو بعد وصال کے ایک مہینے نے مجھ سے کہا کہ اگر بیان ان عورتوں کا جن سے مرد کا نکاح حرام ہے اردو میں ہو جائے تو نہایت مفید

لے مرحوم دینی کالج حصہ ۱

ہوے اول تو میں نے سببِ قلتِ بضاعت اور عدمِ فرصت کے اس امر سے اعراض کیا مگر جبکہ ان کا اصرار زیادہ ہوا تو میں نے بھی خیال کیا کہ کوئی رسالہ اردو میں اس باب میں تالیف نہیں ہوا تو اس امر خیر کے انجام دینے کو تیار ہوا اور خدا کے فضل سے یہ رسالہ ۱۲۳۵ھ میں مابین عیدین کے زیرِ اتمام سے آراستہ ہوا۔

عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد احسن صاحب کا تقرر ۱۲۳۵ھ سے ۱۸۳۹ء وصال قبل یعنی ۱۲۳۵ھ میں بنارس کالج میں بحیثیت مدرس اول ہوا اور یہ الفاظ کہ ”جب کارکنانِ تقدیر نے دوزی اس بے سرو پا کی شہسہ بنارس میں لکھ دی“

سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تحصیلِ علم کے بعد بنارس ہی سے مولانا محمد احسن صاحب کی ملازمت کا آغاز ہوا ورنہ یہ الفاظ نہ ہوتے بجا و وغیرہ کا ذکر ہوتا۔ بنارس کے قیام کی تفصیلات اپنی جگہ ہیں۔ مولانا محمد احسن نے بنارس کے قیام میں اپنے احباب کا ایک حلقہ قائم کر لیا تھا۔ ایک مہینے کی درخواست پر مولانا محمد احسن نے رسالہ ”تختہ المصنفین“ لکھا مولانا سے بحیثیت ایک عالم دین لوگ فائدہ اور مذہبی مسائل پوچھتے تھے آپ کے کئی فتوے تختہ المصنفین میں شامل ہیں۔

بنارس میں مولانا ۱۲۳۳ھ میں پہنچے اور مجاوی الاصول ۱۲۳۵ھ مطابق مارچ ۱۸۵۱ء میں مولانا محمد احسن کا تعلق بنارس سے یقیناً ختم ہو چکا تھا کیونکہ یہی زمانہ بریلی میں آنے کا ہے۔

مولانا محمد احسن کے اس چار پانچ سالہ قیام بنارس میں بنارس کالج کے طلباء نے

تعلیمی قائدے حاصل کئے مسلمانانِ بنارس نے مولانا سے مذہبی و دینی خدمات لیں لیکن اس کے سوا ایک اور اہم کارنامہ مولانا محمد احسن صاحب نے انجام دیا جس کا ذکر احسن طور سے ضروری ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے برصغیر پاک و ہند میں تجدید و احیاء دین اور کتاب و سنت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ دینی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں اس سلسلہ میں اس خاندان کے کارنامے بڑے روشن اور تابناک ہیں برصغیر میں یہاں کے غیر اسلامی معاشرے کے اثر سے نکاح بیوگان کو صیب خیال کیا جاتا تھا حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولوی محمد اسماعیل شہیدؒ کی سعی جمیل سے نکاح بیوگان کا خوب مشورع ہوا خاندان شاہ ولی اللہی کے متفہدین و فیض یافتگان نے قاص طور سے اپنے اپنے حلقوں میں نکاح بیوگان کو رواج دیا مولانا ملوک العلی نانوتویؒ نے باوجود خاندان کی مخالفت کے احیاء سنت کے خیال سے پہلا نکاح قصبہ منگور و ضلع سہارنپور کے کالمی سادات کے ممتاز و محرز رکن قاضی سید فدا حسین کی بیٹی "اسانت اللہ" سے کیا۔ آپ کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے اس نکاح کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ

"والد مرحوم نے اس (نکاح بیوگان) کو نہایت خوبصورتی سے اجراء فرمایا۔"

ہونے کو تو یہ نکاح ہو گیا مگر بقول شفیق منگور کے ملاقات کاغذ کی ناک کٹ گئی اور آئندہ نانوتو اور منگور سے رشتہ داری کے تعلقات جوڑے نہ گئے۔

لہذا مولانا محمد قاسم نانوتوی از مولانا محمد یعقوب نانوتوی صفحہ ۱۲

تعلق ہو گئے۔

مولانا محمد احسن صاحب بنارس میں مقیم تھے کہ ان کے عاتق احراب میں سے ایک شخص "سبی" غلام محمدؒ کا اشتغال ہوا۔ انہوں نے ایک جوان بیوہ، ایک لڑکی زمینب اور ایک شیر خوار بچہ اپنی یادگار جھوٹے یہ نیک اور پاکیزہ بیوہ خاتون پروردی اور خاندان کے محبوبے رسم و رواج کے مطابق نکاح ثانی نہیں کر سکتی تھی حالانکہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے صریح اجازت تھی اس بیوہ خاتون کا مولانا محمد احسن صاحب کے یہاں آمد و رفت کا سلسلہ تھا لیکن مولانا محمد احسن جیسے عالم دین و تلمیذ مولانا ملوک العلی اور فیض یافتہ خاندان شاہ ولی اللہ دہلوی کو یہ آمد و رفت کس طرح گوارا ہو سکتی تھی اس میں ہزار دینی و دنیوی مفاسد و خطرات پوشیدہ تھے مولانا محمد احسن صاحب نے ان ہر کان میں "کی دست گیری کی اور شریعت کے حکم کے مطابق "بیوہ غلام محمد بناری" کے ساتھ نکاح کر لیا اور شرعی طور سے ان کے کفیل و سرپرست بن گئے۔

اس بچے کا نام مولانا محمد احسن صاحب نے "عبداللہ" رکھا یہ کون عبد اللہ ہے یہی مطیع مجتہد دہلی کے مالک مولوی عبداللہ ہیں جو بڑی حیثیت اور شہرت کے مالک ہوئے۔

"مولانا مولوی حافظ خان بہادر عبداللہ صاحب مطیع مجتہد دہلی"

آزمیری بھٹریٹ و دین علم دہلی

شاہی ہندس و آجہ کا میدان تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے ہندوؤں کے عہد قدیم میں بھی اور مسلمانوں کے زائرِ اقتدار میں بھی مسلمانوں کے زمانہ میں بقول علامہ سلیمان ندوی مرحوم دہلی کے

تعلق

بعد علم کا موکب بدایوں آکر رکھلے اور سرزمین ہدایوں علم و فضل کے اعتبار سے منار
 رہی۔ وہ پہلوں کے عہد میں وہ پہلے گھنڈ کا علاقہ علماء و صلحا کی سکونت سے مشہور ہو کر
 چھوٹے چھوٹے قصبے اور قصبہ داروں کا علم بن گئے۔ وہ پہلوں کے معتبر آؤر کی خاص طور
 سے ترقی ہوئی بریلی کو "رشد دہلی" کا مقام ملا۔ اس لئے پورے "بخاری ہند" کا وہ
 پایاں پٹی بھیت "حافظ آباد" کے نام سے مشہور ہوا۔ اسے خاصی ترقی ہوئی۔
 ۱۸۵۷ء میں وہ پہلوں کے استیصال کے بعد نواب وزیر اودھ کے عہد میں یہ
 گنجانا اعلیٰ درجہ علاقہ بری طرح تاخت و تاراج اور ویران کیا گیا۔ مساجد و مدارس خالی
 اور مدرسے مسمار کر گئے۔ شہر اسلامی کی اعلیٰ تہذیب کے حرم کی گئی تھی۔
 وزیر ۱۸۵۷ء میں وہ پہلے گھنڈ کا علاقہ انگریزوں کی حکومت میں آیا۔ آہستہ آہستہ
 نظم و نسق قائم ہوا۔ تعلیم کی طرف بھی توجہ دی گئی۔ ۱۸۵۷ء میں بریلی میں اسکول کا قیام

۱۔ حیات شہابی از علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم ص ۷

۲۔ اخبار الصنادید جلد اول از تنظیم نجم الغنی رام پوری ص ۱۹۱ و گھنڈ ۱۸۵۷ء و پور
 نامہ مخلص مرتبہ ڈاکٹر ظہری ص ۲۷ (رام پور ۱۹۲۷ء)

۳۔ اخبار الصنادید جلد اول ص ۱۹۳

۴۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں از ابو الحسنات ندوی ص ۴۴

۵۔ اخبار الصنادید جلد دوم از تنظیم نجم الغنی رام پوری ص ۵۹

۶۔ حیات حافظ رشت خاں از سید الطاف علی بریلوی ص ۳۳ سہ کراچی ۱۹۶۷ء

۷۔ اخبار الصنادید جلد اول ص ۵۳ و تاریخ اودھ جلد دوم از تنظیم نجم الغنی رام پوری ص ۲۷
 و گھنڈ ۱۹۱۱ء

۱۸۵۷ء میں اسکول کی عمارت کی تعمیر شروع ہو گئی جو ۱۸۵۷ء میں اتمام کو پہنچی اس
 وقت کلارک گھنڈ بریلی تھے ان کی کوششوں کو بھی بریلی کی تعلیمی ترقی میں بڑا دخل تھا۔ بریلی
 کے اس اسکول کو خوب ترقی ہوئی نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی مولف، آریخہ و گھنڈ
 لکھتے ہیں کہ

"بریلی اسکول ۱۸۵۷ء میں زیادہ ترقی ہوئی"

اس کی وضاحت منشی مکراری لال اس طرح کرتے ہیں کہ

"اسکول گھر بیاں دہری کا کاش اسکول انگرہ اور دہلی نہایت
 مشہور اور نامی ہے"

بریلی کی یہ درس گاہ اور میرٹھ اسکول دہلی کالج کی شاخ قرار پائے ۱۸۵۷ء
 تک بریلی اسکول میں کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی ۱۸۵۷ء میں بریلی کا یہ اسکول کالج
 بنا دیا گیا۔ مولانا محمد احسن صاحب فارسی شہید کے صدر مقرر ہوئے اور مولانا بنارس سے
 "مدار الاول" ۱۸۶۷ء مطابق اربح ۱۸۵۷ء میں تبدیل ہو کر بریلی پہنچے

مولانا محمد احسن بریلی کالج میں شہید فارسی کے صدر مقرر ہوئے جب عربی
 قیام بریلی کا احراز ہوا تو دونوں شعبوں کی صدارت ان ہی کو تفویض ہو گئی جیسا
 کہ احسن القاعدی کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے عرب شاہی و مغربی کے ڈائریکٹرز آف پیبلک
 انٹرکشن و ناظم تعلیمات نے نصاب کی اکثر کتابیں مولانا محمد احسن سے لکھوائیں جن میں

۱۔ آریخہ و پہلے گھنڈ از نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی ص ۵۹ مطبوعہ

منشیہ و پہلے گھنڈ بریلی بریلی ۱۸۵۷ء

۲۔ آریخہ ضلع بریلی از منشی مکراری لال دہلی، منزومہ، نیشلی میوزیم آف پاکستان راولپنڈی

مولانا محمد یعقوب نانوتوی بمبئی میں ڈپٹی انسپٹر مدراس رہے مولانا محمد احسن کی
بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ شبانہ ۱۲۶۱ ھ میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی بمبئی میں تھے
شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد مولانا فضل الرحمن دیوبندی بھی
۱۲۶۳ ھ میں بمبئی میں ڈپٹی انسپٹر مدراس تھے۔ جب مولانا محمد احسن نے انقلاب
۱۸۵۰ء میں بمبئی کو چھوڑا تو بعض معاملات و استقامات ضروری مولانا فضل الرحمن
ہی کے سپرد کئے تھے جیسا کہ تحریر ذیل سے ظاہر ہے۔

”آپ نے عجب من ضرورت بجا نہ ام خود جناب ادا سازندہ پرچہ
کا غنہ یادداشت ارقام کی کردہ باشندہ نمونہ احقر نزد خواجگی
جمع وارندہ از اگر نہ نزد خود جمع کی کردہ باشندہ در جمعیت
نزد خواجگی احتال است و فیہ نامیہ و رقمہ شیخ محمد نسیم ہم لید
و مولیٰ تنخواہ ادا باید فرمودہ و اگر ڈاک سہارنپور جاری باشد
از مولوی محمد حسین دریافتہ خط بنام مولوی احمد علی نویسنده“
پھر مزید تحریر ہے

”مولوی فضل الرحمن صاحب ان روپیوں کو وصول کریں گے۔“

مولوی بیوا محمد بابت قیمت مسلم متقی غایت احمد بابت مسلم

مولوی عزیز الدین بابت کلام مجید مولوی شمس الدین تقی حسین علی احمد

۱۰ ۱۵ ۱۵

اسی سلسلہ میں یہ بھی تحریر ہے

”ہاں روپیہ ہار دور آخر ہاں وعدہ کردہ اند اگر بد مہند
در اہمال وہ دوازدہ روز فہما والا معرفت عبدالرشید
پیام فرستادہ دہندہ کچل فلائس در اینجا نیست و اما اختیار
اہمال نداده است بزودی مبالغہ مرحمت فرمائید“

”تیزیک مسلم پیش یا دلی و فزی کلاں برلے جلد است از و
آقا نہ کردہ گرفتہ آید و نزد قادی بخش و فزی لوگ جلد اداوند
است اگر بد مہند نہ والا بتقاضا و قادی بخش و یا دلی را و دو و
روپیہ بد مہند نہ آمدن خود خواہم نہید، و اگر کے حساب گویا
مکان پر سد حوالہ محمد نسیم صاحب سوداگر کنند و از انشاں خواہم
گفت و اگر خرچ بجا نہ مطلوب شود از اہل خاں صاحب یا از
خواجگی گرفتہ غایت فرمائید و از خواجگی مگر نیک نہ فیصلہ دہی مثنی
ہند دلی و بخلاہ کار نیست لہذا دیکھ کہ نقد جمع کردہ بدم واپس
فرمائید کہ بغیر دات صرف شونہ لے

مولانا فضل الرحمن کے صاحب زادے مولانا حبیب الرحمن بمبئی میں پیدا ہوئے مولانا محمد احسن

لے یہ تحریر مولانا محمد احسن صاحب کی تعلیمی یا خانہ سے مقتبس ہیں

مولانا فضل الرحمن ولد شیخ مراد بخش دیوبند وطن تحصیل علم دہلی مولانا مملوک علی سے کی ڈپٹی

الکھنڈ مدرسہ بریل، پہلی بحیثیت ادرہ سہارنپور وغیرہ میں ہے مولانا حبیب الرحمن ہندوستان و بیرونیہ
(دلی و قادیان)

کو مولانا حبیب الرحمن سے بڑی محبت تھی۔ مولانا احسن نے اپنی قلمی بیاضیں حبیب الرحمن کا اکثر جگہ بڑی محبت سے ذکر کیا ہے۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب کے بعض نسخے تحریر ہیں مولانا حبیب الرحمن دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے اور ۱۳۳۴ھ میں انتقال ہوا۔ مولانا حبیب الرحمن کے بڑے بھائی دارالعلوم دیوبند کے مشہور مفتی مولانا عزیز الرحمن کا ابتدائی زمانہ بھی بریلی میں گزارا ہے۔ مفتی صاحب کا انتقال ۱۳۴۵ھ میں ہوا۔

ان حضرات کے علاوہ اس وقت بریلی میں مفتی خاتہ احمد کوردی مسدد امین (المتوفی ۱۳۶۹ھ) مولانا لطف اللہ علی گڑھی رشتہ دار صدر امین (المتوفی ۱۳۳۳ھ) مولوی رفی الدین کوردی صدر الصدور (المتوفی ۱۳۴۶ھ) مولوی امیر حسن سہسوانی (المتوفی ۱۳۹۱ھ) اور شمس العلماء مولانا امیر احمد سہسوانی (المتوفی ۱۳۰۶ھ) جیسے ممتاز علماء موجود تھے مفتی خاتہ احمد کوردی مولوی امیر حسن سہسوانی اور شمس العلماء مولانا امیر احمد سہسوانی سے مولانا محمد احسن صاحب کے خاص تعلقات تھے مفتی خاتہ احمد صاحب کی بابت قلمی بیاضیں تحریر ہے۔

دبیر فوٹ ص ۴۴ مفتی عزیز الرحمن شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد مفتی، مولوی یعقوب الرحمن اور مولوی منظور الرحمن ان کے تمام فرزند علی دینا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ مولانا فضل الرحمن دارالعلوم دیوبند کے قیام میں شروع سے شریک رہے ۱۳۲۰ھ میں انتقال ہوا مفتی عزیز الرحمن کے نامور فرزند مفتی عتیق الرحمن بیحد مدظلہ العالی نے گزشتہ مہینہ اسلامی گران قدر خدمات انجام دیے ہیں۔ مولوی منظور الرحمن کے فرزند مولوی محمد عرفان خانی مدظلہ بھی (دیوبند) ہیں۔

مولانا محمد احسن صاحب مولانا حبیب الرحمن کے حقیقہ کار فرماں خاص طور سے اپنی بیاضیوں کیلئے خود بھی اللہ تعالیٰ سے تعریف و ثناء حاصل کرتے ہیں۔

”عصرِ محرونت عبدالصمد خاں دربر میں از مفتی خاتہ احمد وصول شدہ“
یہ تحریر ۱۳۰۶ھ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ کی ہے۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مسلمانان برصغیر پاک و ہند کی وہ نظم
القلاب ۱۸۵۷ء اور مہاجر تحریک تھی کہ جس کے ذریعہ انہوں نے غیر ملکی اقتدار

سے ملک و قوم کو آزاد کرانے کی پوری پوری کوشش کی روپ میں کھنڈ کا صندوق بریل دیوبندوں کا دارالحکومت رہ چکا تھا۔ لہذا یہ مقام جلد ہی تحریک آزادی کا خاص مرکز بن گیا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اہل دیوبند کھنڈ پیش پیش رہے۔ اور انہوں نے غری جان بازی، شجاعت اور ضبط و نظم کا ثبوت دینا شروع کیا۔

”جن ضلعوں میں بغاوت ہوئی وہ روپل کھنڈ کی بنیاد کے آگے خفیہ تھے۔“
انقلاب ۱۸۵۷ء کی تحریک شروع ہوتے ہی انگریزوں کے خلاف بریلی میں فوری شورش ہو گئی۔ مگر انگریزی حکام مطمئن تھے البتہ جب ملحقہ اضلاع سے انگریزی حکومت ختم ہونے کی خبریں آنے لگیں تو بریلی کے انگریز حکام خاص طور سے خوف زدہ ہوئے مگر وہ لوگ جب ظاہری حالات کا جائزہ لیتے تھے تو کوئی بے اطمینانی کی بات فوج یا پولیس میں معلوم نہ ہوتی تھی، تحریک کے خاص ارکان خاں بہادر خاں، کنت خاں، محمد شفیع رسالہ دار اور مفتی خاتہ احمد وغیرہ اپنا کام بڑے ضبط و نظم سے کر رہے تھے۔

روپل کھنڈ کے سابق حکمران حافظ رحمت خاں کے خاندان میں خاں بہادر خاں

۱۸۰۰ء تاریخ عروج سلطنت انگلشیر از مولوی ذکار اللہ ص ۳۸۰ (دہلی سلاسل ۱۸۰۰ء)

نہاں حیثیت کے مالک تھے وہ انگریزی حکومت میں صدیاں ہی رہ چکے تھے اور حکومت کے چٹن یافتہ تھے الگزینڈر کشر برہیل کھنڈنے خان بہادر خاں کو اپنا معتد علیہ سمجھا اور خیال کیا کہ خان بہادر خاں میرے دل سے خیر خواہ ہیں اور نواب خاں بہادر خاں نے بھی کشر کے اعتماد کو آخر وقت تک برقرار رکھا ہے

۳۱ مئی ۱۸۵۷ء کے دوسرے ہفتے میں جب دیگر مقامات کی دشت ناک خبریں بریلی پہنچیں تو انگریزی حکام بہت خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے اپنے اہل و عیال کو احتیاطاً ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء کو نجی تال پور چھوڑ دیا ہے

۳۲ مئی کو نواز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد و محل میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے سب نواب بہادر خاں کشر بریلی مٹر الگزمینڈر کے بطور مددگار تھے اور نواب صاحب پر کشر بریلی کو پورا اعتماد تھا اس سلسلہ میں ایک انگریز مورخ رقمطراز ہے۔

۱۰ FIFTY SEVEN BY HENRY GEORGE KEENE

P. 128 (London 1883)

۱۱ علامہ بنظیر احمد نیالال مد ۲۸۰ (دول کشر پریس کمپنیشن ۱۹۱۶ء)

۱۲ مولانا محمد احسن صاحب کی اس جانت مسجد کی تقریر آزاد اولیں قیم کے متعلق حالات واقف نے حکیم معظم علی خاں عوف کو کیا مرحوم رئیس اعظم دولہ خاں بریلی سے سب سے بعد کو تحریر شہادت کی بھی تھی۔ حکیم معظم علی خاں (راجپوت) داد علی خاں حکیم سعادت علی خاں مدد اللہ بھام براست رام پور کے پوتے تھے بڑے دھندلار رئیس تھے ابراہیم چ ۱۸۵۷ء کو ان کا انتقال ہوا۔

۱۳ ”پچھلے مہدی کے..... محافظ رمانظر رحمت خاں) کے پوتے قان بہادر خاں نے کشر بریلی کی کوششوں کی پوری پوری تائید کی اور بریلی کا کلچے سے منسلک ایک مولوی (محمد احسن) نے مسجد میں تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے

اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگادی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے۔ اگر کوئی شہر شیخ بدرد الدین کی نباش پر مولانا بریلی زچھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا

اس تقریر کا رد عمل یہ بھی ہوا کہ ۲۵ مئی ۱۸۵۷ء کو بروز عید فوجہ کی مسجد میں مولوی رحیم اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف سخت تقریر کی، اس موقع پر بخت خاں بھی موجود تھے۔ مسلمانوں میں بیت جوش پیدا ہو گیا تھا۔ سب کو تو الی شہر نے اپنی حکمت علی سے اس جوش کو کھنڈ کر دیا ہے

بریلی کا کلچے کے شہر فارسیک استاد مولوی قطب شاہ نے مطیع بہادری کے نام سے ایک پریس قلم کیا جس میں انقلاب سے متعلق لڑ پھر شائع و طبع ہوا۔

۱۴ FIFTY SEVEN BY HENRY GEORGE KEENE

KEENE. P. 128 (London 1883) & FREEDOM STRUGGLE IN U.P. VOL. V. P. 170

۱۵ FREEDOM STRUGGLE IN U.P. VOL. V. P. 171

۱۶ Do. P. 173,

۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو مولانا محمد احسن نے بریلی چھوڑ دی مولانا نے بریلی چھوڑنے وقت مولوی فضل الرحمن صاحب کے بعض ہدایات و اشارات قسمی یا جن میں لکھنؤ میں جوتی نپلی ہیں

۱۔ اچھ عجب میں ضرورت نہانہ نام خود جناب ادا سازہ برہمچر
کا غلط طور ادا داشت ارقام می کردہ باشند و تنخواہ احرار نزد خانی مج
دار نہ یا اذ گرفتہ نزد خود جی می کردہ باشند کہ در محبت نزد خانی
احتمال است و نیز مانیہ و قرضہ شیخ محمد نسیم صاحب ہم بعد وصول
تنخواہ ادا باید فرمود و اگر ایک سہارنپور جاری باشند مولوی محمد حسن
دیانت خطے بنام مولوی احمد علی صاحب نویسندہ کہ فلاں کس بنڈوی بنا شیخ
ظفر علی فرستادہ بود مگر بسبب شور و غوغا اہل بواخر رسید و چون رسیدن
سہارنپور ہم ظالی از شاہدہ و شک نیست و خوش مبتلا مصائب
گردیدہ بریلی را گذاشت و سرگردان شد لا جرم فرستاد بنا شیخ
موقوف بروقت و دیگرانہ، اگر ہرج جناب باشند از مبلغ مائے
کہ نزد جناب جمع ہستند یکدم حیلہ شرعی بعد تجدید وغیرہ کار وروائی
کردہ گیرند نشان مولوی احمد علی این است کہ در سہارن پور محلہ عثمانیہ

در سیدہ نزد مولوی احمد علی صاحب برسد

مولانا محمد احسن بریلی سے آکر لکھنؤ کے حکیم سادات علی خاں رئیس عظیم اولیہ دارالہمام
ریاست رام پور کے صاحبزادے حکیم دلائی علی صاحب کے پاس ٹھہرے اور پھر دلائی
رام پور افغان خان، ہوکر نالوتہ (سہارنپور) پہنچے۔

انقلاب شہیدان کے آغاؤں کے تین چار ماہ بعد سہارنپور میں شرپاکی SPANKIE

کے مظالم اور نا عاقبت اندیشی نے مسلمانوں کو مشتعل کر دیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی کہ قلعہ بھون
کے رئیس قاضی عنایت علی کے برادر عبدالرحیم سے چند (صاحب) سہارنپور گئے تھے ایک
گاہک نے بخبری کی کہ یہ لوگ باقی خرید کر جہاد کیے وہی جائیں گے سزا سبکی نے حقیقت
حال معلوم کرنی چاہی مگر جوابات قابل اطمینان نہ تھے اسلئے اس نے قاضی عبدالرحیم کو اور
ان کے ساتھیوں کو کچانسی دیدی۔ اس خبر و حثت اثر سے بھلاہ بھون، دیوبند نیز دیگر
فراموشیوں میں ایک ایک لگ گئی۔ بھلاہ بھون میں حضرت حاجی امدا د اللہ صاحب کی
حفاظت محمد خاں، مولانا شیخ محمد عثمانی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد سیر نانوتوی،
مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا احمد قاسم نانوتوی اور قاضی عنایت علی وغیرہ نے مجلس
مشاورت عقد کی اس مجلس میں مولانا محمد احسن بھی شریک ہوئے۔ مولانا شیخ محمد عثمانی نے
جہاد کے خلاف رائے دی اور فرمایا ہے

”جب قاضی عنایت علی عام جنگ کے دور میں خاموش رہے

۱۔ مولانا شیخ محمد شیخ مراد، بھلاہ بھون میں مظفر علی وطن ہے ظہور اس میں قادیانی نام، ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء میں
پہنچا ہے۔ جہادی تقسیم و مختلف فرقان تھا بھون میں کیا ہو رہی تھی حضرت شاہ محمد اسماعیل دہلوی کی خدمت
میں رہ کر فتنہ و تبذیر و عداوت وغیرہ علوم و دینی کے منہ حاصل کی صورت میں جو خود محمد صاحب نانوتوی سے
بعیت تھے ۱۸۵۹ء میں انتقال ہوا مولانا عثمانی کے متعلق حالات، ان کے رسالہ تحقیق وحدت الوجود
الشہود میں سادہ سوزی شہر اہل دایم، لے لے شہر کر کے ہیں مولانا شیخ محمد عثمانی کی تصنیفات میں
ارشاد محمدی، بیاض محمدی، التور محمدی اور فتنہ بنڈوی مولانا درم شہر ہیں۔

۲۔ تحقیق وحدت الوجود الشہود مرتبہ شہر اہل دایم ص ۵۰ (پاک ایڈیشن کراچی ۱۳۸۷ھ)

اور حاضرین مجلس میں سے بھی اس وقت کسی نے اس کو جہاد کچھ کر
اس میں حصہ نہیں لیا تو اس وقت جب کہ انتظام کا جذبہ کارفرما ہے اس
طوائف کو جہاد کیسے کہا جاسکتا ہے۔" لے

بعض روایات میں ہے کہ مسلمانوں کی کزوری اور بے سرو سامانی کو عدم جہاد کا
سبب قرار دیا گیا کہ

مولانا محمد احسن نے مولانا شیخ محمد یحیٰوی کی تائید کی کہ اس پر ان کے بڑے بھائی
مولانا محمد مظہر صاحب نالٹوی نے مولانا محمد احسن کو ڈانٹا آخر فیصلہ جہاد کے حق میں ہوا
مولانا محمد احسن نالوہ آگئے۔

مقامہ بھون کی مجلس مشاورت کے بعد ان حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ
صاحب کو امیر تہاد مقرر کر کے انگریزوں سے شامی رشتہ مظفر لکھی میں جہاد کیا حافظ
محمد رضاں مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد قاسم نالٹوی اور مولانا محمد منیر نالٹوی نے
خوب داد و شجاعت دی میدان شامی میں منافق محمد رضاں صاحب نے درجہ شہادت پایا
مجاہدین سخت مقابلہ کے بعد واپس آگئے۔

لے مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی یہ رائے ظاہر کی ہے

- نیت کا حال تو عوامی جاننے بظاہر تو اس کو جہاد کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ دقتیں درجہ وجود اللہ موجود

لے سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۲۳ - ۱۲۵

لے مکتوب مشفی عزیز حسن نالٹوی و منیر شمس محمد اسٹیل، ابن مولانا محمد احسن صاحب نالٹوی

بنام راقم مورخہ ۱۴/۱۲/۱۳۹۹

سر سید احمد خاں کے رسالہ لائق مجلس آف اثبات سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا
ہے جس میں انہوں نے محمد ابراہیم خاں تحصیلدار شامی کی، انگریز خیر خواہی اور وفاداری کا ذکر
کیا ہے مگر اس سے مجاہدین کے کارناموں کا بھی اندازہ ہوتا ہے لے

"ابتداءً غلے سے اس افسر محمد ابراہیم خاں تحصیلدار شامی متوطن
رام پور دھناران نے سرکار کی خیر خواہی اور قیام عملداری سرکار
پر بہت چست کرنا بھی جتنے رسائل کے سواروں نے جب بغاوت
کی اور تحصیل شامی پر قبضہ کرنا چاہا تو یہ افسر کمال بہادری سے بمقابلہ
چشمی آیا اور اپنی تحصیل کو بھٹیوں کے ہاتھ سے بچایا جہاں تک ممکن ہوا
انتظام گورنمنٹ میں مدد کی اور جس قدر مال گورنمنٹ اور حکام
کا بعد میں دستیاب ہوا سب کو برآمد کیا اور پہنچایا۔ آخر کچھ مندرہ
زیادہ ہو گیا اور انتظام کے لئے ممتاز آدمی زیادہ دیکر دھڑے تو اس افسر
نے رام پور سے تمام اپنے خاندان کو شامی میں بولایا اور سب کو کارہ کرائی
مہر و فکد چپس آدمی اس افسر کے خاندان کے مو اکبر خاں اس افسر
کے بھائی کے شامی میں تھے جن میں سے اکثر بمقابلہ بغیان سرکار کی خیر
خواہی میں مارے گئے اور خود اس افسر نے بھی خیر خواہی سرکاری اپنی
جانب نشا رکھی۔ زمانہ غدر میں انتظام ڈاک کا جائزہ دیا اور اس کا
قائم کرنا اس زمانہ میں کچھ آسان امر نہ تھا اس افسر نے جو جب حکم

لے لائق مجلس آف انڈیا از سر سید احمد خاں ص ۵۵ (مضامین میں) اگر ۱۳۹۸

کا اندر خفیہ بہادر کے کمال سعی و کوشش سے شاملی سے کربال تک
ڈاک قائم کی اور انتہائی محنتی باری لگی جس سے گورنمنٹ کو
نبایت فائدہ انتظام میں حاصل ہوا۔

ستمبر ۱۸۵۷ء میں دفعتاً مسلمان ساکنین تھانہ بھون نے جن کا انسر
قاضی حیات علی تھا فساد برپا کیا اور ایک بڑے گروہ نے تحصیل شمالی
پر حملہ کیا اس وقت تحصیل شمالی میں تقریباً دس سو انگریزیوں کا رسالہ اور
انٹھائیس سپاہی جیل خانہ کے اندر پچاس سے زائد سپاہی تھانہ و
تحصیل کے باقی آدمی اس انسر کے خاندان کے تھے مگر انہیں اس کے
بیانی حرام پور سے گئے تھے اور وہاں موجود تھے یہ انسر بہ کمال لاداری و
بہادری بمقابلہ پیش آیا اور تحصیل شمالی کو مستحکم کر کے اور اس میں محصور
ہو کر نجی لڑا اور ہر دفعہ مسعودوں کے حملہ کراں کو ٹھایا اور بہت سے
آدمی ان کے مارے گئے۔ آخر کو گولی بارود تحصیل میں ختم ہو چکی اور
نبایت مجبور کی کا وقت آیا اور مسعودوں کو قابو ہو گیا اور وہ لوگ تحصیل
میں گھس گئے وہاں بھی مقابلہ ہوا اور یہ انسر نبایت بہادری سے سو
اکڑ آدمیوں اپنے خاندان کے کام آیا اور شرط نمک حلالی کو پورا کر دیا
یہ قتل و غارتگری شمالی میں ۴ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو واقع ہوئی جو دن
کو فتح دہلی کا تھا مگر نبایت انوس ہے کہ اس انسر کے کان تک مغزوہ
فتح دہلی جس کا وہ دم روم مشاق تھا پہنچنے نہیں پایا تھا۔

انگریزوں نے سخت انتقام لیا۔ حضرت حاجی صاحب ^{۱۲۷۶}/_{۱۸۵۹} میں مکہ معظمہ ہجرت

کئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی چھ ماہ حوالات میں رہے مولانا محمد قاسم نانوتوی کا رشتہ
گرفتاری جاری ہوا مولانا محمد منیر نانوتوی اور مولانا محمد مظفر نانوتوی دونوں رہے مولانا محمد مظفر
نانوتوی کے تختے میں گولی لگی تھی۔ قاضی حیات علی بہاؤدین کی طرف جا کر مقننہ و نظریہ ہو گئے
اولیٰ پستیر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا مگر روسیل کھنڈ میں جنگ آزادی
۱۸۵۷ء میں ان کے کچھ لوگ رہے۔ ۱۸۵۷ء کو بریلی پر انگریزوں
کا قبضہ و تسلط ہو گیا۔

مولانا محمد احسن صاحب آخری ذی قعدہ ۱۲۷۶ھ میں بریلی پہنچے تھے کہ چونکہ
ان کی علمی ریاض سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۸۵۷ء
ہر روز در شب نہ کو انہوں نے بریلی میں مکان کو ایہ پر لیا اور دوبارہ ملازمت کا سلسلہ
شروع ہو گیا۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں بریلی کا کالج کے پرنسپل ڈاکٹر ایک
مارے گئے اور پٹن ۱۸۵۷ء کا قیام کالج میں رہا۔ جب دوبارہ کالج کھولا گیا تو
۱۸۵۷ء میں سکول کی نوپوری سے اس کا الحاق ہوا۔

مولانا محمد احسن نے ایک وسیع اخلاق پایا تھا ہر ایک کے
معلقہ احباب بریلی | ساتھ محبت سے پیش آتے بریلی کے مسلمانوں میں مولانا کا

۱۷ قاضی حیات علی کے حالات لکھ دیکھے ۱۸۵۷ء اور جاننا ان حیرت و عطا رہنما کا شاندار اعلیٰ جلد
چہارم (۱) از مولانا محمد میاں صد ۵۳۴ - ۵۴۳ و ۵۴۴ (۱) نیز وصیت الودع و ۵۴۳ - ۶۳ - ۶۴

۱۷ بریلی کالج بریلی دپارٹمنٹ ۱۹۶۰ء محمد ادرنگ پریس بریلی ۱۹۶۰ء

خاص اثر و نفوذ تھا۔ باشندگان بریلی خصوصاً اعلم شہر گنہ درہلی، مولانا محمد حسن
پرچا اعتماد فرماتے تھے۔ بعض خاص معاملات میں مولانا کے مکان پر اکثر بریلی کے علماء و
اکابر کی مجلس مشورت منعقد ہوتی۔ ایک موقع پر بریلی میں اسکا بارالہ کی وجہ سے جب
سخت پریشانی ہوئی تو مولانا محمد حسن نے "هو الذی یسئل الغیث..... الخ
کا ختم کروایا۔ وعظ و تذکرہ کا سلسلہ بھی جاری تھا لوگ مذہبی مسائل و مسائل دینیات کرتے
مولانا نہ صرف اپنے محلہ کی مسجد میں، البتہ کے فرانس انجام دیتے بلکہ عیدین کی نماز بھی
عید گاہ میں پڑھاتے تھے۔ گویا مسلمانان بریلی کی مذہبی قیادت مولانا محمد حسن کے ہاتھ میں
تھی مولانا کی تعلیمی بیاضی میں اکثر ایسے حضرات کے نام ملتے ہیں جن سے مولانا کے تعلقات تھے
مگر انہوں کو آج ان حضرات کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ بریلی میں مولانا محمد حسن صاحب کے
تعلقات مندرجہ ذیل حضرات سے تھے۔

مولوی امیر حسن سہسوانی، شمس العلماء مولوی امیر احمد سہسوانی، مولوی حضور احمد
سہسوانی، مولوی سید الدین عثمانی بدایونی، منشی دینی پرشاد سحر بدایونی، مولوی الہیارقال،
مولوی دزد علی، مولوی ابی بخش عرف مولوی رنگیں، محمد نسیم آبر، شیخ علی بخش محمد حسین
تاجران، فواب عبدالعزیز خاں، سید سعادت علی عیش، مولوی محمد حسن عثمانی، سید الصدور،
قاضی فلام حمزہ عثمانی، حاجی حسن علی، مولوی یعقوب علی خاں، مولوی سید احمد شاہ، مولوی
سید کلب علی شاہ، مولوی عبدالحکیم، منشی عبدالودود، حافظ احمد حسین، مولوی عبدالعزیز،
سید مقبول حسین، ارمغان خاں، مولوی عبدالوہاب وغیرہ وغیرہ

لے تنبیہ انجیل، باب ہدایا سلاست الشفاء از مولانا مفتی حافظ بدایونی ص ۱۵۰ طبع بیارکین کفر کھنڈ ۱۳۸۵ھ

انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد سہسوان کے مشہور عالم مولوی امیر حسن امدان کے
مداح و اوسے شمس العلماء مولوی امیر احمد سہسوانی کا قیام بریلی میں رہا ان ہر دو حضرات
مولانا محمد حسن کی علمی صحبتیں رہتی تھیں۔
مولوی حضور احمد سہسوانی کی کتاب حکایات الصالحین مولانا محمد حسن نے خاص
استہام و تصنیع کے ساتھ مطبع حدیثی بریلی سے طبع و شائع کی۔

مولوی امیر حسن ابن میر زیات علی، سہسوان وطن ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے مولانا بدر الجلیل شہید
علی گامی، مولوی بشیر الدین قنوجی، مولانا تراب علی دکنی علی، مفتی سید الدین آزرہ، شمس العلماء
ہاشم ندوی حسین، شاہ عبدالغنی مجددی اور شیخ عبدالرحمن ندوی نے تحصیل علم کی۔ جسے عالم فاضل تھے
۱۳۹۱ھ میں انتقال ہوا (ملاحظہ ہو حیات العلماء از عبداللہ قاسمی سہسوانی ص ۹۷-۹۸، کھنڈ ۱۳۹۲ھ)

مولوی امیر احمد ابن مولوی امیر حسن سہسوانی وطن ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد سے تحصیل
علم کی مولانا نے دینی، فکری، فقہی، بریلی، دایوں مختلف اوقات میں قیام فرمایا اور ہر جگہ طلباء علم
اور تعلیم سے مستفید ہوئے اگرچہ یہ تعلیم غریب ملازم ہے جامعیت مشغول و مشغول میں مجبے گذر
تھے۔ گذشتہ سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ۱۳۸۹ھ میں دایوں انتقال ہوا۔

(حیات العلماء ص ۵۵-۵۷)

مولوی حضور احمد ولد مولوی نور احمد ۱۲۳۲ھ کے بعد پیدا ہوئے وعظ و خوش بیان تھے ان کی
تصانیف سے فتاویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود و ش حکایات الصالحین
دارود ترجمہ احوال الصالحین، اور سالہ نکاح ثنائی دارود یا دیگر ہیں۔ ۱۲۹۹ھ میں انتقال
ہوا (حیات العلماء ص ۹۷-۹۸)

صاحب لازوال کا محمد ناصر الدین و منصور، آمین، باب العالین
 بندہ، کثرین محمد قاسم سلام و نیاز کے بعد عرض پر دانا ہے، پرسوں
 بندہ کثرین نواسہ بیٹے لٹ کر آیا اور کل آپ کا عنایت نامہ بعد لپی
 یہیں مجھ کو ملا، مثنوی اور مطالعے مشرف ہوا۔ مہر و رشال کے دولوں
 پہلے اور رسالہ تہیان آپ کے عنایت کے جسے تو بری ہی رہے، مہر و رشال
 کے پہلے تو مولوی محمد منیر صاحب نے رکھ لئے اور سالہ مذکور مولوی دین
 صاحب نے مطالعہ کے لئے رکھا، پر ہنگام تقدیر بری، دیوبند میں دولوں
 پہلے بری نظر سے گزرے تھے مضامین دل نشین دیکھ کر ساتھ لے
 لئے۔ جہاں مجمع احباب دیکھا میں نے، بیٹھا پڑھا اور ان کو سنایا
 جو مذاق تھا محفوظ ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ مولوی محمد منیر صاحب نے
 آپ کے بیجے جسے پہلے رکھ لئے، خیر زیادہ کیا گدازش کروں اور
 کہاں تک عرض کروں، مختصر یہ ہے کہ یہ مضامین خدا تعالیٰ نے آپ ہی کے
 لئے رکھ چھڑے تھے پر انہوں نے یہ کہ اس زمانے میں کوئی قدر شاں نہیں
 رسالہ تمیایں بھی سن اولہ الی آخرہ دیکھا، کیا عرض کروں، یہ جواب آپ
 ہی سے دیئے گئے۔ یہ آپ ہی کا کام تھا خداوند کریم قبول فرمائے اور
 خیر غایت فرمائے، المرقوم سی ام محرم ۱۲۹۵ھ از دیوبند
 محمد منیر صاحب پنجابی سوداگر بن بری سے تھے۔ مولانا کے نہایت مستند تھے انقلاب
 ۱۸۵۶ء میں بعض مالی امور محمد منیر صاحب ہی سے متعلق رہے تھے

لے قلمی بیاض مولانا محمد اسحاق صاحب تالووی

شیخ علی بخش و محمد حسین بھی بری کے سوداگر تھے۔ ان کے متعلق قلمی بیاض میں
 ایک جگہ تحریر ہے۔

”صاحب دودھ درویش کو برائے تہمت بوجہ کالت شیخ علی بخش و

محمد حسین تاجران بری، تاریخ ۱۲ محرم ۱۲۹۵ء پر درویش مذکور

زاد عبدالعزیز زلال (المتوفی ۱۳۰۹ھ) حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے پوتے تھے
 بری کے عائد سے تھے عزیز تخلص کرتے تھے۔

سید سادات علی عیش میر غلام علی عشرت صاحب دیوات (المتوفی ۱۳۰۹ھ)

کے صاحبزادے تھے بری میں صیفہ تعلیم میں منسلک تھے بعد کو ریاست دام پور میں ملازم رہے۔

مولوی محمد حسن عثمانی صدر الصدور ابن مفتی ابوالحسن بریلوی علامہ بری سے تھے

درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا بھی مشغول رکھتے تھے۔ مولوی محمد حسن صاحب کی

دو کتابیں رسالہ اصل الاموال اور غایۃ الکلام فی حقیقتہ المقصدین عند الحکماء والامام

علیہ صدیقی بری ہی میں ملے ہوئیں۔

اسی خاندان کے ایک دوسرے ممتاز رکن قاضی غلام حمزہ ابن حافظ

غلام احمد تھے مولانا محمد اسحاق صاحب قاضی غلام حمزہ صاحب کے علم و زہد اور

سلامت روی کے بہت محترم تھے۔

حاجی حسن علی بری کے ایک متبع شرع صوفی بزرگ تھے ان ہی کی تحریک

پر یہ آسنی کتاب شائع ہوئی۔

مولوی یعقوب علی خاں بری کے مشہور عالم، صدر مدرس مدرسہ اکبری

اور پھولپلی میں قاضی شرع رہے۔

مولوی سید احمد شاہ، مولوی سید ملک علی شاہ، مولوی عبدالکریم، منشی
عبدالودود، حافظ احمد حسین، مولوی عبدالعزیز، سید مقبول حسین، رمضان خاں
اور مولوی عبدالوہاب کے حالات کی بالکل نشاندہی نہ ہو سکی۔

ج مولانا محمد احسن ۱۵ دسمبر ۱۸۸۹ء کو بریلی سے حج کئے روانہ ہوئے پانچ
مہینے اس مقدس سفر میں لگے چنانچہ قلمی بیاض میں ایک جگہ تحریر ہے۔
”تاریخ ۱۵ دسمبر (۱۲۸۷ھ) سفر حج افتادہ و پنج ماہ در آمد
رفت صرف شد آنچه کہ بود در مدت صرف گردید“

فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
پر حاضری دی صاحب انوار العارفین سفر حج کے متعلق لکھتے ہیں کہ
”ایشان در سن یک ہزار و صد و ہشتاد و سوم ہجرت آستانہ
بیت اللہ الحرام احرام بستہ مسجدہ کووند و پیشانی سود و نواز
شوق و ذوق طواف منورہ و عمرہ آوردہ و از غلبہ شوق لبیک
گوئی ہوا دی عرفات و دینزد حج ادا کرد پس اذان ہدینہ
منورہ حاضر شدہ بر دہلیز باب السلام سید خیسر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام بوسہ داند و بر نیاز تمام آداب و
کورنش و سلام آوردند و بمصادق حدیث شریف ”من زار
قبری وجب لہ شفاعتی“ بزیارت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ و

النجیات سادات اندوز گشت شدہ در مسجد قدس نماز با جماعت
ادا کردند“

مولانا محمد احسن اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ اور حضرت
حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے خاص طور سے حضرت حاجی صاحب نے اپنے ایک
مکتوب بنام مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ میں مولانا محمد احسن کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ
مولانا محمد احسن ان کے رسالہ ضیاء القلوب کو چھاپنا چاہتے ہیں۔ حاجی صاحب کا یہ خط
یہاں پورا نقل کیا جاتا ہے کہ اس میں بعض مفید معلومات درج ہیں۔

”فیقر ہر طرے سے خوش و خرم ہے اور تمام احباب کے حق میں دعا ہے
خیر کر رہے خطوط متواتر ہر ایک کے پیچھے مدینہ شریف سے آکر ان
کا مطالعہ کیا اور مرت حاصل ہوئی۔ جواب خطوط ہر ایک مفصل
نام بنام ہم دست مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کے پیچھے گا اس
وقت بیاعت جلدی کے اندر اس سبب سے کہ سبب بیماری
کے جو مدینہ شریف میں لاحق ہوئی تھی ہاتھ میں کسی قدر لغزش
ہو گئی ہے خطوط مفصل نہ بھیج سکا اور حال مفصل اس
جگہ کا بانی مولوی محمد احسن صاحب کے معلوم ہوگا حاجت تحریر نہیں
ہے مولوی عبدالعظیم سہیل میرٹھ نے لکھا ہے کہ رسالہ ضیاء القلوب
اب تک میرے پاس نہیں پہنچا کہ چھاپا جاتا ہے لکھا جاتا ہے کہ اگر سال
مذکور کا چھپنا منظور ہے تو پاس مولوی عبدالعظیم کے بھیج دیجئے وہ
اپنے صرف سے چھپائیں گے اور تمہارے پاس بھیج دیں گے۔ مولوی

محمد قاسم صاحب سے دریافت فرمادیں کہ آپ کا میرٹھ میں جانا ہو تو
بہتر ہے کہ رسالہ مذکور تمہارا ہے، اہتمام سے چھپے مولوی یعقوب صاحب
علوم کریں، آپ نے لکھا ہے کہ شجرہ سہروردی میں لہذا شاہ عبدالعزیز
دہلوی کے نام حاجی عبدالرحیم صاحب کا تحریر ہوا۔ معلوم نہیں حاجی
صاحب کو بلا واسطہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے انتساب ہے یا
بواسطہ سید صاحب کے، سو اس مقدمہ میں ہم کو یہ پہنچانے کے حاجی
صاحب کو شاہ صاحب سے بواسطہ اور بلا واسطہ سید صاحب کے
انتساب ہے، اس واسطے میں نے دونوں طرح سے لکھنا مناسب نہیں
جانا سبب طول کے، اب تم کو اختیار ہے جس طرح چاہو تحریر کرو اور
حضرت مرشد مایا جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا واسطہ
حاجی صاحب کے سید صاحب سے انتساب ہے حاجی صاحب کا بیچ
میں لکھنا ضرور نہیں، اور شجرہ سہروردی میں جو خاندان مولانا شاہ
عبدالعزیز سے لکھا ہے مجھ کو شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی عن ایسے
عن بدوہ اسی قدر معلوم ہوا ہے نام آپ اور دادا کا معلوم نہیں اور جو
شجرہ بزرگوں امر دہی سے ہم کو دریافت ہوا یعنی عبدالرشید عبداللہادی
کے جو نام شاہ عزالدین کا لکھا ہے کہ صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
بجائے نام شاہ نصیر الدین نام شاہ عضد الدین صحیح ہے اور
بجائے محمد مکی کے نام محمد مامد بھی غالباً صحیح ہے اس طرح سے ان
ناموں سے شجرہ کو مرتب کر دینا باقی جوابات تمہارے خطوط

کے انشاء اللہ تعالیٰ متعاقب متعاقب پہنچیں گے۔ مکرر یہ کہ اگر
رسالہ مذکور کو چھپانے میں مولوی عبدالحمید تامل کریں تو مولوی
محمد احسن صاحب اس کا چھپانا چاہتے ہیں ان کو رسالہ دیدو
مگر رسالہ کی سبب جلدوں سے کم نہ چھپیں اور غالباً سوروپیوں
میں تیار ہو جاویں تم اس کے صرف کا فکر نہ کرنا مولوی محمد احسن سے
ذکر اس کا آگیا ہے ۱۱

مولانا محمد احسن صاحب ۱۳ مئی ۱۸۸۷ء کو بریلی واپس پہنچے چنانچہ
بیاض میں تحریر ہے

”آمد و خرچ بعد مراجعت از سفر حج اذ ابتداء تاریخ ۱۳ مئی
۱۸۸۷ء تا آخر جولائی ۱۸۸۷ء“

مطبوعہ صدیقی بریلی | انگریزی حکومت کے قیام اور مغربی علوم فنون کی اشاعت
کے ساتھ جیسیفر باک و ہندوئی پر پس بھی قائم ہوئے
اور جلد ہی ملک میں پرسوں کا ایک جال پھیل گیا۔ بریلی درجہ اول کھنڈ میں سب
سے پہلا مطبع ۱۸۵۷ء میں قائم ہوا ۱۱ یہ مطبع مدرسہ بریلی (بریلی کالج) سے
متعلق تھا یہ گویا گورنمنٹ پرسس تھا مراد آباد اور بدایوں کا سرکار کا کام یہی مطبع میں ہوا تھا

۱۱ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی ص ۲۵۶
۲۵۷ و تھا نہ بھون ۱۳۳۳ھ

۱۱ تاریخ ضمیمہ بریلی (از منشی گزدار علی راقمی، دھڑوہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی)

اس مطبع سے عمدۃ الاخبار نام کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا جس کے پہلے ایڈیٹر مولوی عبدالرحمن تھے۔ بریلی کالج کے شعبہ تدریس کے مدرس مولوی قطب شاہ نے مطبع بہادری کے نام سے ایک پریس قائم کیا تھا جس میں انقلاب سوشلہ کا لٹریچر اور اشتہار اعلان چھپتے تھے۔

انقلاب سوشلہ کے بعد مولانا محمد احسن نے بریلی میں مطبع صدیقی قائم کیا اس مطبع کا صحیح سال قیام تو معلوم نہ ہو سکا مگر مولانا کی قلمی بیانی سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ مطبع صدیقی کا قیام ستمبر ۱۹۴۷ء سے قبل ہوا تھا۔ یہ مطبع مولانا محمد احسن اور ان کے بھائی مولوی محمد منیر کی شرکت میں تھا۔ مطبع کے مہتمم مولوی محمد منیر تھے، مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعات پر مولوی محمد منیر ہی کا نام بطور مہتمم چھپتا تھا۔ مولانا محمد احسن کا قیام خواجہ قطب (بریلی) میں تھا اور اسی محلہ میں مطبع صدیقی بھی تھا۔ مطبع میں دو سستی مشینیں تھیں جس مکان میں مطبع تھا وہ لکھنؤ سے تھیں۔ ”چھاپہ خانہ والا مکان“

۱۔ مطبع عمدۃ الاخبار بریلی کی ایک مطبوعہ کتاب ”تاریخ پنجاب مسمیٰ بخش پنجاب مولفہ پنڈت دی پی پرشا و طالب علم سابق مدرسہ سرکاری بریلی“ (۱۹۴۸ء) پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی کے کتب خانہ کولکچی، میں موجود ہے۔ مشہور مستشرق کارکن داس کا یہ بیان بدلت نہیں کہ ۱۹۴۷ء تک بریلی میں صرف ایک ہی مطبع تھا، جیسا کہ خطبات نگار سرتاسی صحت و مطبوعہ انجمن ترقی اردو اور دیگر آباد ۱۹۴۷ء میں تحریر ہے۔

۲۔ مولوی غلامی وغیرہ کے اخبارات و مطبوعات ص ۷۸

۳۔ FREEDOM STRUGGLE IN UTTAR PRADESH Vol. 8, Part 1

مشہور رہا ہے۔ شروع میں یہ مطبع بازار درزی چوک میں قائم ہوا تھا۔ مطبع صدیقی بریلی میں مستقل کتاب ”منشی سہلولال بریلوی“ تھے، انہوں نے ازالۃ الخفا اور عن خلافت الخلفاء وغیرہ کی کتابت کی ہے۔

مولانا محمد احسن کے مطبع صدیقی کا مقصد صرف تجارت کتب نہ تھا بلکہ دراصل یہ ”ولی اللہی اکبر الہی“ تھی اس مطبع سے ولی اللہی حکمت و فلسفہ کی خوب نشر و اشاعت ہوئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی اکثر معرکہ آراء تصنیفات حجۃ اللہ الہ اللہ اور ازالۃ الخفا من خلافت الخلفاء وغیرہ مطبع و شائع ہوئیں ان کتابوں کی اشاعت میں منشی جمال الدین تھے

۱۔ مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی نے بریلی میں علوم ولی اللہی کی خوب نشر و اشاعت کی اور یہ معلوم اور در اشاعت العلوم اسی سلسلہ کی نگار ہیں بریلی میں علوم، افکار، ولی اللہی کی اشاعت کا دوسرا اور مولانا محمد منظور نعمانی مسمیٰ کے قیام کا دور تھا مولانا محمد منظور نعمانی نے بریلی میں یہ کہ اس سلسلہ میں خوب کام کیا ہے ان کا مقرر حمیدہ ”الفرقان“ جاری ہوا اور پھر اس کے خصوصی نمبر موجود ہوئے شاہ اسماعیل حمید نیر اور شاہ ولی اللہ نیر پیشوا دیگر مدرس تھے مولانا محمد منظور نعمانی نے بہت سی کتابیں شائع کیں شاہ ولی اللہ منبر کی جدت ذکر شاہ ولی اللہ اور مولانا خان غلام حسن گیلانی شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک اور مولانا عبداللہ سمجدی حمیدہ و احیاء دین اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک اور مولانا مسعود عالم ندوی وغیرہ کتب میں مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی مکمل لکھنؤ میں قائم ہے اور وہیں سے ان کا رسالہ ”الفرقان“ نکلتا ہے۔

۲۔ منشی جمال الدین ابن شیخ وحید الدین قصہ کہانہ متصل شاہ جمال آباد وطن تھا بزرگوں کا وطن ہے یہ بہار پونہ تھا ۱۳۱۴ھ میں پیدا ہوئے مولانا مملوک علی شاہ رفیع الدین (باقی صفحہ ۶۸)

مدارالمہام ریاست بھوپال نے مولانا محمد احسن کی بڑی مدد کی۔ خود منشی جمال الدین بھی ولی اللہی خاں اور اسے مستند تھے منشی صاحب کی بدولت ریاست بھوپال میں تبلیغ دین و سنت کا خوب کام ہوا اور مولانا نواب صدیق حسن خاں (المتوفی ۱۳۹۹ھ) نے تو اس کام کو اور بھی آگے بڑھایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف کے علاوہ بہت سا مذہبی، علمی اور تاریخی لٹریچر مطبع صدیقی سے طبع و شائع ہوا۔ مطبع صدیقی بریلی میں جو کتاب چھپتی تھی اس پر حسب ضرورت مولانا محمد احسن حاشیہ لکھتے اس کی تصحیح فرماتے، اس طرح کتاب کی افادیت بڑھ جاتی تھی، مطبع صدیقی بریلی مولانا محمد احسن کے قیام پر بریلی تک جاری رہا۔

ہماری معلومات کے مطابق یہ مطبع کم و بیش سولہ سال رہا اور اس عرصہ میں اس مطبع نے علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں بڑا کام کیا اس مطبع صدیقی بریلی کی شاخ ”مطبع بھوپالی دہلی“ نے بھی علوم اسلامیہ کی بڑی خدمت انجام دی کیونکہ مطبع مجتہبی دہلی مولانا محمد احسن کے ربیب مولوی عبدالاحد نے قائم کیا تھا۔

مطبوعات مطبع صدیقی بریلی | اب ہم مطبع صدیقی بریلی کی ان مطبوعات کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے مطالعہ و علم کی

لبنہ نوشہ (۱) شاہ محمد اسحاق شاہ خرمو سے تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۲۶۳ھ میں بھوپال میں ملازمت اختیار کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے خاص ملاقات تھی۔ شاہ صاحب کی تصنیفات شائع و طبع کراہیں منشی صاحب نے ایک کتاب ”ترجمہ قرآن نامہ“ کو بک درہی بھی منشی صاحب کی کما حقہ لکھی و دیگر سب نواب صدیق حسن خاں کی پہلی بیوی ایتھیں جس سے نواب علی حسن خاں اور نواب ذوالفقار علی محمد ۱۲۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ ”ریختہ و غم“ نامہ تاریخ و مطالعہ ہوا۔ شریعتی جلد دوم از نواب علی حسن خاں ۱۳۰۰ھ، ۵۰ روکشور پریس بکھنوسٹر

سراج السالکین | مولوی محمد مزین نانوتوی (برادر مولانا محمد احسن) نے امام غزالی کے رسالہ ”منہاج العابدین“ کا اردو ترجمہ سراج السالکین

کے نام سے ۱۲۸۳ھ میں مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوا۔

خلعتہ الہنود (جواب تحفۃ الاسلام) | راجہ دوسید حسین شاہ بخاری بت شکن کی فارسی

تالیف ہے ۱۲۸۷ھ میں بریلی صدیقی بریلی میں طبع ہوئی۔

خفی علانی | زین اسماعیل جرجانی کی علم طب میں نہایت قابل قدر کتاب ہے ۱۲۸۳ھ میں محلہ خواجہ قطب مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی۔

حجۃ اللہ البالغہ | حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی محرکہ آثار تصنیف حسب فرائض منشی جمال الدین مدارالمہام بھوپال سب سے

اول مطبع صدیقی بریلی میں ربیع الاول ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۹۹ھ میں طبع ہوئی پھر

طریک ۶۶ سال کے بعد حجۃ اللہ الباقی مصر میں طبع ہوئی خدا کی قدرت دیکھئے کہ مصر

کی علمی جماعت محی العلم والا اصلاح کی طرف سے بھی محمد مزین دشتی نے یہ کتاب شائع کی اور

بریلی میں بھی مولوی محمد مزین (برادر مولانا محمد احسن) کے اہتمام سے طبع ہوئی محمد مزین دشتی

دہلی بریلی ہی کے ڈپٹن کچھا پاپا سے حاشیہ مولانا محمد احسن کہے مگر انوسر سب کو

اس کا ذکر نہیں کیا اس کے بعد یہ کتاب متعدد بار

لے فہرست مطبوعات سبحان اللہ اردبیل لاہوری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (جلد دوم)

صد ۵۰ مطبوعہ مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۳۳ء

پہلی لے اس کتاب کا انگریزی ترجمہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (کراچی)
شائع کرنا چاہتی ہے۔ انگریزی ترجمہ محمود حسن خاں ایم اے نے کیا ہے۔

ازالۃ المخالف عن خلافتہ الخلفاء | حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
کی دوسری محرکۃ اور تصنیف

ہے یہ بھی سب سے اول مطبع مدنی بریلی میں حب فرمائش جمال الدین دارالمہام
بھوپال مطبع ہوئی۔ شوال ۱۳۱۳ھ میں منشی انصار اللہ نے حمید یہ اسٹیم پریس
لاہور سے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جو کثیر الاغلاط ہے۔ یہ کتاب آج تک

۱۳۱۳ھ میں مولوی عبدالحق صاحب تغیر حقانی نے مولوی فضل الرحمن دس ڈھری ضلع پٹنہ
کی فرمائش پر مجتہ اللہ البانہ کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا جو بغیر متن عربی ۱۳۱۳ھ میں
نعمت اللہ السابغ کے نام سے مطبع رحمانی پٹنہ سے شائع ہوا۔ مولوی عبدالحق صاحب حقانی کا
یہی ترجمہ نور محمد اصح المطابع لاہور نے ۱۹۵۵ء میں دوبارہ چھاپا ہے ۱۳۱۵ھ میں مولوی
خلیل احمد اسراہلی نے آیات اللہ الکاملہ کے نام سے ترجمہ کیا جو لاہور سے بغیر متن شائع ہوا ہے
اس کے بعد لاہور ہی سے ایک اور ترجمہ مولوی عبدالحق ہزاروی نے عربی متن شمس اللہ
البازغ کے نام سے شائع کیا جو آیات اللہ الکاملہ کی نقل ہے اس کے علاوہ لاہور سے
محمد بشیر صاحب کا ترجمہ مع تشریحی فوائد شائع ہوا یہ ترجمہ نامکمل ہے اور بحث دوم پر
ختم ہوا ہے ۱۹۵۵ء میں مجتہ اللہ البانہ کا ترجمہ مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم صدر
شعبہ عربی و فارسی اسلامیہ کالج پشاور المتوفی ۱۹ ستمبر ۱۹۵۰ء نے کیا جو نہایت
اہتمام سے لاہور سے شائع ہوا ہے۔

دوبارہ شائع نہیں ہوئی حالانکہ اس کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ اس کا تنقیدی اردو بحثی
اڈیشن شائع کیا جائے۔

سوط الجبار علی متن الکفایہ (کامل) | مولوی محمد علی بکچر الہی دہلوی
۱۳۰۵ھ کی تالیف ہے ۱۲۸۹ھ

یہ مطبع مدنی بریلی میں طبع ہوئی اس کتاب میں اینڈرسن صیانی کے اعتراضات کے
جواب دیئے گئے ہیں۔

الیانہ الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی | محمد حسن بہاری تربتی کی تالیف
تصنیف ہے حضرت شاہ عبدالغنی

مہدی دہلوی کی اسانید کو اس رسالہ میں جمع کیا گیا ہے۔ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے والد
شاہ ابوسعید مہدی رحمہ اللہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے مختصر حالات بھی
شامل ہیں آخر میں نقشبندیہ سلسلہ کا ایک منظم شجرہ ہے۔ مطبع مدنی بریلی ہے ۱۲۵۵ھ
میں طبع ہوئی ہے مولانا محمد حسن نے قطب آرائہ لکھا ہے۔

مال اللہ احسن تحفہ من حسن | اکرام بن لونڈی معتقد
اتتمہا طبعاً وقلت تبسمنا | اعنی اہدام الطبع عن عبد الغنی
مفتی محمد شفیع دیوبندی دہلوی کے پاس اس کتاب کا وہ تاریخی نسخہ محفوظ ہے جو
مولانا محمد حسن خانووی نے مولوی محمد قاسم خانووی کو اپنی تحریر کے ساتھ بھیجا تھا چنانچہ
اس نسخہ پر لکھا ہے۔

”مولوی محمد قاسم صاحب“
مفتی محمد شفیع نے الیانہ الجنی کو کشف الاستار عن رجال مغانی التتار کے

حاشیہ پر بھی طبع کو ادیا ہے کشف الاستار کا یہ نسخہ جدید برقی پریس دہلی میں ۱۲۳۹ھ میں چھپا ہے۔ ۱۳۳۹ھ میں مفتی محمد شفیع نے ایک مختصر رسالہ بطور تہذیب الیاف لکھی معطائی پریس مظفرنگر سے طبع کر دیا دارالاشاعت دہلی نے شائع کیا جس کا نام الازدیا داسنی علی الیاف النجی المسمی الدر المنصود فی اسانید شیخ احمد محمود ہے الازدیا کا دوسرا اڈیشن ابھی حال میں کراچی سے شائع ہو رہا ہے۔

کتاب کا مضمون سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے **ریاض الحیات** منشی نصیر الدین نقیر مراد آبادی نے کسی عربی کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا ہے زبان سلیس اور باخود ہے ۱۲۸۶ھ میں مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی قطع تاریخ طباعت درج ذیل ہے۔

بہر تاریخ ابن رسالہ کہست مؤلف العقب فی الخوات
پے سر آہ آمد این مصرع قلت بالحق احدا الصلوات

۱۲۸۶ھ
۱۸۶۹ء

مشہور چشتی بزرگ شاہ خوالدین دہلوی ابن شاہ نظام الدین **عقائد نظامیہ** اورنگ آبادی کی فارسی تالیف ہے مطبع صدیقی بریلی میں ۱۳۹۵ھ میں طبع ہوئی۔

شمار قاضی عیاض ۱۲۸۶ھ میں مولانا محمد احسن نے مطبع صدیقی بریلی میں طبع کیا۔

لہ تاریخ شائع چشت میں اس کتاب کا نام پر نقیر طلیق احمد نظامی نے نظام العقائد لکھا ہے ہمارا مطبوعہ نسخہ بریلی عقائد نظامیہ کے نام سے ہے۔

بدیہ انشی ترجمہ بدایتہ الاعمال **حسین کشمیری** کی فارسی تصنیف بدایتہ الاعمال اردو ترجمہ مولوی محمد نظام دہلوی قلمب لکھی

اس کتاب کا شایعہاں پیدر پیدر دہلی کنڈل نے حاجی حسن علی بریلوی کی تحریک پر غور ۱۲۸۹ھ میں کیا یہ اردو ترجمہ بدیہ انشی کے نام سے مولوی حافظ خلیل حسین وغلام حسین سرمد شہر علی شرف خانہ جات سرکار کی کسی کوکوشش سے مطبع صدیقی بریلی میں ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوا کتاب تصوف سے متعلق ہے۔ بدعات اور فحش کاروں کی گتہ ہے دنیا پرست مومن و پیر جو احوال دے دینی اعتبار رکھتے ہیں ان کو شریعت کی پابندی کی ترغیب دی گئی ہے۔ آخر میں مولوی قاسم علی خواجہ مرحوم کا قطعہ تاریخ درج ہے۔

تصوف کا دریا ہے کوزہ میں بند کہوں کیا میں خواہاں کہ ہے کیا کتاب
بہ سال از دہے ایساں کہو حقیقت میں چھاپی یہ اعلیٰ کتاب

۱۲۸۹ھ
۱۸۷۲ء

شرف العلماء میاں فخر حسین دہلوی داتونی **انصار الحق مع معیار الحق** ۱۳۰۹ھ کی مشہور کتاب معیار الحق کا

جواب مولانا ارشد حسین رام پوری نے انصار الحق لکھا مولانا محمد احسن خان نظام الحق مع معیار الحق اپنے اہتمام سے ۱۲۹۰ھ میں مطبع صدیقی بریلی سے شائع کی انصار الحق در عرض اور معیار الحق برعاشیہ ہے آخر میں مولوی قاسم علی خواجہ کا قطعہ تاریخ درج ہے کیا خوب لکھا ثبوت تقلید مسرور زکس طرح ہو خاطر بے مثل ہے یہ کتاب نادور لکھا خواہاں نے سال تاریخ

۱۲۹۰ھ
۱۸۷۳ء

انوار العارفین مولوی محمد حسین چشتی قدوسی صابری ملاذکبادی نے جو مولوی محمد امانت علی امر دہوی (المتوفی ۱۲۹۰ھ) کے مرید تھے صوفیاء کرام کے حالات میں ایک ضخیم کتاب بزبان فارسی انوار العارفین لکھی ہے یہ کتاب ۱۲۹۰ھ میں مطبع مدنی بریلی میں طبع ہوئی مولوی قاسم علی خواجہاں بریلوی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

کیوں نہ مرغوب ہو ز ملسنے کو
مخزن ذکر اصفیاء ہے یہ
سر اسرار سے تو اسے خواباں
لکھ کہ تاریخ اولیاء ہے یہ

۱۲۹۰ھ
۱۸۴۳ء

اس کتاب کا دوسرا ڈیشن نو کشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔

ارشاد محمدی اردو میں ایک مختصر مار سالہ مشہور عالم مولانا شیخ محمد تقی نوئی کی تصنیف ہے جو انہوں نے اپنے ارادت مند مولوی نذیر علی علیگری اور منشی محراب علی انوپ شہری کی درخواست پر ۱۲۹۰ھ میں لکھی اس رسالہ میں مولانا شیخ محمد تقی نوئی نے اپنے سلسلہ کے مشائخ کے ارشادات کو درج کیا ہے اور تصوف کے مفہامی بیان کئے ہیں۔ مولانا شیخ محمد تقی نوئی نے لکھا ہے کہ بصر مفت ساقی یعنی ۱۸۳۱ء میں اول شرف بیعت حضرت سید احمد شہید بریلوی سے ہوا یہ کتاب ۱۲۹۰ھ میں مطبع مدنی بریلی میں طبع ہوئی آخر میں قطعات ذیل درج ہیں۔

از مولوی غلام بسیم الشیر بریلوی

از شیخ محمد انجھلا یافت
دہ دہ چہ در علوم باطن
ارشاد محمدی نہفتہ
در سلک سطور شیخ سفت

۱۲۹۰ھ
۱۸۴۳ء

از منشی محمد احسان اللہ مخیر

ہیں شیخ محمد اعلم عصر
در یافت مخیر از سر قدس
ارشاد محمدی رستم دو
تاریخ ذات پاک احمد

۱۲۹۰ھ
۱۸۴۳ء

از مولوی قاسم علی خواجہاں بریلوی

ہے کے تیار فضل حق سے ہوا
سال اس کا ہے باسر بھجت
طسراذکار اولیائے کرام
نادر اصلی چھپی کتاب تمام

۱۲۹۰ھ
۱۸۴۳ء

سعادت دارین مولوی سعد الدین عثمانی بریلوی نے اردو زبان میں یہ کتاب لکھی ہے انداز بیان نہایت سلیما ہوا ہے مراسم و بدعات کی کتاب بیخ کنی کی گئی ہے ۱۲۹۰ھ میں مطبع مدنی بریلی میں طبع ہوئی۔

تذییر الناس مولوی محمد قاسم نانوتوی کا مشہور رسالہ تذییر الناس در صحت و اثر ابن عباس (سب سے پہلے مطبع مدنی بریلی میں طبع ہوا) رسالہ ایک استفادہ کا جواب ہے جس میں مستفیق مولانا محمد حسن میں اس سلسلہ میں بحث آئے ہیں یہ رسالہ سب سے پہلے ۱۲۹۰ھ میں طبع ہوا اس کا ایک نسخہ حاجی عبدالمعین صاحب کفر لکھنؤ دیکھنے کو ملا ہے یہ رسالہ متعدد بار مختلف مطابع

تنبیہ الجہال بابام ابی اسحاق الہی از مولانا منشی حافظ بخش بریلوی مصدق
مالک مکتبہ احمدیہ، مشن روڈ، لکھنؤ

میں چھپتا رہا ہے۔ اس کے آخر میں مولانا عبدالحی اور دیگر علماء کی تصدیقات بھی شامل ہیں۔

یہ رسالہ مولوی محمد علی بکھریوئی کی تالیف ہے ۱۲۹۰ھ میں مطبع صدیقی بریلی میں چھپی، اس کتاب میں اینڈرسن عیسائی کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

شہداء محمد اسحاق دہلوی رح کے مشہور رسالہ مسائل اربعین کا

رفاہ المسلمین

شوال ۱۲۵۰ھ میں مولف "سعادۃ دارین" مولوی

سعد الدین عثمانی بدایونی (مولوی فضل رسول بدایونی) المتوفی ۱۲۸۹ھ کے

رشتہ کے چچا) نے اردو ترجمہ کیا اور اس میں مزوری اضافہ کر کے بطور شرح

رفاہ المسلمین نام کتاب مختلف مطالع میں متعدد بار چھپ چکی ہے۔ مطبع

صدیقی بریلی میں بھی چھپی ہے لے

تحفۃ العجم فی فقہ الامام الاعظم

فقہ کے مشہور کتاب کنز الدقائق کا

اردو ترجمہ مولوی محمد سلطان شاہ جہانپوری

(مولف تذکرہ الاخوان) نے مولوی ہدایت یار خاں (ابن مولوی الشہداء خاں) تاجسر

کتب بریلی کی فرمائش پر تحفۃ العجم فی فقہ الامام الاعظم کے نام سے کیا جو کہ مطبع صدیقی

بریلی میں طبع ہوا ہے۔

رسالہ اصل الاصول

علم نجومیں مولوی محمد حسن عثمانی بریلوی صدر الصدوقی

لے مطبع صدیقی ہاؤس میں دستیاب نہ ہو سکا۔ تعلیمی بیاض میں اس کی طبعیت کا ذکر ہے۔

لے اکل الاریحہ جلد اول مولف مولوی محمد یعقوب حسین بدایونی صدر

غایۃ الکلام فی تحقیقہ التصدیق عند الحکماء والامام

مدرسہ اہل حق کے مولوی محمد حسن

کتابت الصالحین فی احوال الصادقین

مولوی حضور احمد ہسوانی نے

ہے علماء و صوفیاء کی سبق آموز حکایات ہیں چند سال میں اس کتاب کے تین ادیشن نکلیں

گئے اور تینوں ادیشن مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئے۔ مولف کتاب مولوی حضور احمد نے

حسن طبعیت کے سلسلہ میں خاص طور سے مولانا محمد احسن کا مقدمہ میں ذکر کیا ہے ہمارے

پیش نظر قسیر لائسنس ہے۔

مطبع صدیقی بریلی سے ایک ہفتہ وار اخبار احسن الاخبار

احسن الاخبار بریلی کے نام سے، اربستمبر ۱۳۱۰ھ سے نکلتا شروع ہوا۔ اس

اخبار کے مالک و مدیر مولوی محمد احسن تھے اور اس کا دفتر وزی چوک بریلی میں تھا۔ یہ اخبار

بالموم جمعہ کو شائع ہوا تھا سالانہ چندہ سات روپے دس آنے تھا لے

مولانا محمد احسن کی اپنی تصنیفات بھی مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئیں جن

میں سے نژاد الخدرا ت، حمایت الاسلام، تہذیب الایمان، احسن المساکین اور

غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعہ میں مل سکیں۔ ان کتابوں

کی مزید تفصیل تصنیف کے زیر عنوان لکھی جائے گی۔ یہ مختصر ترین فہرست مطبوعات

لے اختر شہنشاہی از حاجی محمد اشرف ص ۱۴ دیکھو ۱۳۸۸ھ

مطبع صدیقی بریلی کی صرف ان کتابوں کی ہے جو ہمارے مطالعہ و علم میں آئیں اور ان تمام مطبوعات کی فہرست مرتب کرنا بہت مشکل ہے بقیہ سال کے عرصہ میں اس مطبع میں طبع ہوں گی۔

کتب خانہ مطبع صدیقی | بریلی میں مولانا محمد احسن کالیک تجار کی کتب خانہ بھی تھا جس میں ہر قسم کی کتابیں رہتی تھیں

مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعات کے علاوہ نول کشور پریس لکھنؤ، احمدی پریس دہلی، نظامی پریس کانپور، حسینی پریس ممبئی نیز دیگر مطابع کی مطبوعات بھی فروخت ہوتی تھیں۔ مولانا محمد احسن جملہ حسابات نہایت احتیاط اور ذمہ داری سے رکھتے تھے کی مجال کو حساب میں کسی قسم کی گڑبڑ ہو جائے باہر کے آجروں کے معاملات نہایت دبانڈاری اور حسن معاملہ کے ساتھ طے ہوتے تھے جیسا کہ قلمی بیاض سے معلوم ہوا ہے مولانا محمد احسن کے کتب خانے سے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولوی سچان بخش شکر پوری، مولانا محمد نعیم نازکی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد حسن سہارنپوری، مولوی عبد العیوم بھوپالی، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، مولانا محمد مظہر نازکی، مولانا فضل الرحمن دیوبندی وغیرہ حضرات کتابیں منگواتے تھے۔ ان جلیل القدر علماء سے مولانا محمد احسن کے خصوصی تعلقات تھے۔ اور چونکہ ان حضرات کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ اسی نے مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعات تمام پریس میں مشہور و مقبول تھیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی نے باریہ الشیخ میں خود کو کتب فروش کی حیثیت سے ظاہر کیا ہے اور اپنی کثرت الجمود بھی ہے۔

بو شنگ آباد، کانپور، الہ آباد، رنگون، گوالیار، انبالہ، جیلپور، آگرہ، بنارس، ممبئی، بھوپال، سہارنپوری، غازی پور، مظفر پور، دیوبند، ملتان، پور، ملتان، جھانسی، جھانسی، عظیم آباد، سہارنپور، ملتان، بھوپال، دہلی، جھانسی، وغیرہ جاتی تھیں جیسا کہ قلمی بیاض سے معلوم ہوتا ہے بعض مطابع اپنی فہرست کتب میں خاص طور سے مطبوعات مطبع صدیقی بریلی کا حوالہ لکھتے تھے۔

بریلی میں مولوی الیاد خاں اور مولوی وزیر علی مولانا محمد احسن صاحب کی کتابیں فروخت کرتے تھے اس کے علاوہ، بریلی کالج، مدرسہ مصباح التہذیب بریلی نیز بریلی کے دیگر مدارس میں کتابیں خریدی جاتی تھیں۔ بریلی کے اہل علم حضرات کالیک خاص حلقہ مولانا محمد احسن کے کتب خانہ کی کتابوں کا خریدار تھا۔ مولانا محمد احسن کے اس کاروبار میں ان کے بھائی مولوی محمد نعیم بھی شریک تھے۔

بریلی میں مختلف علماء کرام انفرادی طور **مدرسہ مصباح التہذیب بریلی** سے مذہبی تعلیم دیتے تھے جہاں مولوی ہدایت علی فاروقی، مولوی لائق علی، مولوی یعقوب علی اور مولانا محمد احسن وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مولوی ہدایت علی فاروقی، ساکن محلہ قروان (بریلی)، مولانا فضل حق شیر آبادی کے شاگرد تھے۔ نواب مشتاق علی کے زمانے میں ۱۳۰۳ھ سے ۱۳۰۶ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور میں پرنسپل رہے۔ مولانا فضل حق رام پوری (دست ۱۳۰۶ھ) ان کے شاگرد رشید تھے، منطبق دماغ کا درس خوب دیتے تھے، مولوی فضل حق رام پوری (دست ۱۳۰۶ھ) اور مولوی یونس علی بدایونی (دست ۱۳۰۶ھ) ان کے شاگرد تھے،

نے سرائے خام بریلی میں ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا ان دونوں درسگاہوں میں علوم و افکار دینی الہی کی خاص طور سے نشر و اشاعت ہوتی رہی۔

مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
دور مخالفت
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔

دقیقہ ۸) سے بھی داخل تھی۔ خیر ان شباب میں مدرسہ فنیعہ نام بہن پور میں درس دیتے رہے۔
 بریلی میں مدرسہ قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
 ان کے معلقہ تمامہ میں مولانا خیر محمد بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔

گزشتہ آہ مولانا نے لیسٹن
 برآمد جان نرسر سال فوت
 زمزم کو برسر کوہ غم افاد
 مقام تو بہشت با وداں باد

۱۳۶۶-۳ = ۱۳۶۶ھ

مولانا محمد حسین نے جن صاحبزادے قاری عبدالعزیز، مولوی عبدالرشید اور عطاء اللہ علی بیگوار
 جھڑے نقاد عبدالعزیز، خاکسار نام پر کم فریاد تھے ان کی ذکر و نثر حضرات کا انتقال پر کچھ عرصہ
 بعد اشاعت العلوم بریلی کے بہترین علمائے دین کے خواجہ مولوی عبدالعزیز صاحب دساک چندی صاحب بلوچ
 تہذیب و مکتوب گزنی مولانا خیر محمد جالندھری مہتمم قائم ہوا اور آخری سال ۱۳۶۶ھ

ایک کا سلسلہ قائم تھا مدرسہ مصباح التہذیب بریلی کے ذریعہ اسلامی علوم و فنون
 کی تعلیم جاری تھی مولانا محمد احسن کی یہ مذہبی و علمی خدمات بعض مسائل میں اختلاف
 کی وجہ سے بعض علماء کو ناگوار ہوئیں جن میں مولوی نقی علی خاں بریلی خاص طور سے
 قابل ذکر ہیں۔ صورت یہ ہوئی کہ ۱۲۸۵ھ میں شیخ نور علی بدایوں میں مسئلہ امکان و
 اشاعت نظر پر مولانا عبدالقادر بدایونی (المتوفی ۱۳۱۹ھ) اور فاضل العلماء امیر احمد
 سہسوانی کے درمیان ایک مناظرہ منعقد ہوا مولوی محمد زبیر سہسوانی (المتوفی ۱۳۱۹ھ)
 نے ہر دو فرقہ کے مفصل حالات و تحریرات پر مشتمل ایک کتاب "مناظرہ احمدیہ" کے
 اسے طبع کروائی تحریرات مناظرہ میں اثر ابن عباسؓ

"ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کا و حکم و لوح
 و حکم و املاہم کا بواہیمکم و موسیٰ کو سکیم و عیسیٰ کو سکیم و نبی کو سکیم"
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔

مولوی محمد احسن صدیقی نالٹوئی بھی اسی صحبت اثر ابن عباسؓ
 کے متفقہ میں اور اسی مضمون پر ان کی مہر ثبت ہے اور اسی کے

مولوی نقی علی خاں بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔
 مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی ترقی و ترقی و اشاعت کے لیے ایک اور مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا اور تا وفات اسی مدرسہ میں علوم و دینیہ کا درس دیتے رہے۔

اور علمائے دین قابل اور معتقد ہیں؟

صحت اثر ابن عباسؓ کے متعلق مولانا عبدالحی فرنگی علی نے لکھا فتویٰ رب
کیا تھا جس پر مفتی سعد اللہ مراد آبادی کی تصدیق تھی مولانا عبدالحی فرنگی علی نے اس
فتویٰ پر مولانا محمد احسن سے بھی تصدیق و تقویب کے لئے ممبر کرائی تھی اسی کا حوالہ محمد
سہسوانی نے مندرجہ بالا اقتباس میں دیا ہے۔

محمد نذیر سہسوانی کے نقل کردہ اقتباس پر مولانا محمد احسن کی تکمیل کی گئی۔

رجب ۱۴۱۸ھ میں مدرسہ مصباح التہذیب ختم ہو گیا۔ مخالفت کا سلسلہ یہیں
ختم نہیں ہوا بلکہ نماز عبد العطر (شوال ۱۴۱۹ھ) کے موقع پر مولوی فتی علی خاں
نے عید گاہ میں مولانا محمد احسن کے نماز پڑھانے کو بھی پسند نہیں کیا اگرچہ مولانا محمد احسن
ایک مدت سے عیدین کی امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مولانا محمد احسن نے اس
صورت حال کو دیکھ کر درج ذیل تحریر لکھنی ضروری سمجھی ہے

اگر سید احمد شاہ صاحب نماز عید گاہ میں پڑھا دیں گے تو کسی طرح
کا نزاع اور تکرار پیش نہ ہوگا نہ ہماری طرف سے نہ ہمارے دوستوں
کی طرف سے اور دوسرے نہ ہونے یا انکار کرنے میں صاحب کے تابعی
غلام حمزہ صاحب کا امام ہونا مناسب ہے اس پر بھی کچھ تکرار نہ
ہوگی اگر انہوں نے بھی قبول نہ کیا تو ہم کو کچھ بحث نہیں کسی کی ملالت
سے ہماری طرف سے نزاع نہ ہوگی؟

مگر صورت حال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو پھر مولانا محمد احسن نے مولوی فتی علی
خاں کو عید گاہ سے یہ پیغام بھیجا یا کس نے

”میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا آپ تشریف لائیے
جیسے چاہیے امام کیجئے میں اس کا اقتدار کروں گا۔“

مگر عید گاہ میں نماز مولانا محمد احسن ہی نے پڑھائی۔ دوسرے لوگوں نے
مولوی فتی علی خاں کے اقتدار میں حسین باغ دہلویؒ میں نماز عید ادا کی۔ نماز عید کے بعد
مولوی فتی علی خاں نے خرابی ابن عباسؓ کی صحت تسلیم کرنے کی وجہ سے مولانا محمد احسن کی تکمیل
کی مولانا محمد احسن نے آخر میں مولوی فتی علی خاں کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا تھا

”جناب مخدوم و مکرم بندہ دام محمد ہم۔ پس از سلام مسنون اتماس
یہ ہے کہ واقع میں جو اب مدرسہ مولوی فتی علی خاں صاحب میری
تحریر کے مطابق ہے میں نے یہ جواب اس جواب کا خلاصہ لکھا تھا جو
مولوی عبدالحی فرنگی علی نے لکھا تھا اور اس پر تصدیق مفتی سعد اللہ
صاحب کی بھی ہے اور مطبع علوی علی بخش خاں دکنھٹوں میں چھپا ہے۔
اور زبانی سامنے شاہ نظام حسین صاحب کے میں نے یہ اقرار کیا کہ
مجھ کو اس تحریر پر اسرار نہیں جس وقت علامہ کے اقوال اکتب شدہ
سے آئیں غلطی ثابت ہوگی میں فوراً اس کو ان لوگ مگر مولوی صاحب

نے براہِ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی بلکہ ادلی ہی کفر کا حکم شائع فرمایا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح کہتے پھرتے کہ خیر میں نے خدا کے حوالے کیا اگر اس تحریر سے میں عند اللہ کافر ہوں تو تو بہ کرنا ہوں خدا تعالیٰ قبول کرے زیادہ نیاز — عاسی محمد احسن عفی عنہ "

مولوی تقی علی خاں اس تحریر سے بھی مطمئن نہ ہوئے ان کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے لئے مولانا محمد احسن منکر قائم الدین بنی ٹھہرتے تھے اس لئے مولوی تقی علی خاں نے رام پور سے ایک فتویٰ منگوا یا جس کی رو سے مولانا محمد احسن کی تکفیر مشہور کی گئی تھی اس کے بعد مولانا محمد احسن نے اپنی منافی براہِ اشتہار ذیل پیش کی کہ "عبد النضر کے دوسرے چرچا بود ہا تھا کہ مولوی تقی علی خاں صاحب نے ایک استفتاء رام پور سے منگوا یا ہے جس کی رو سے میری تکفیر مشہور کی وہ استفتاء میری نظر سے بالتفصیل نہیں گزرا بعد تشریف آوری مولوی محمد یعقوب علی خاں صاحب کے اس کی نقل میں نے منسل دیکھی اور اس عقیدہ والے کی تکفیر پر میں بھی علماء کے ساتھ متفق ہوں یعنی جو شخص قائم الدین سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کو جانے اور آپ کی

۱۔ اس فتوے کے لئے دیکھیے تنبیہ الجہال ص ۲۵-۲۹

۲۔ تنبیہ الجہال ص ۲۲-۲۳

نبوت کو مخصوص کسی طبقے کے ساتھ مانے وہ شخص میرے نزدیک بھی خارج از دائرہ اسلام اور کافر ہے لہذا بر نظر دور کرنے مطلقہ عوام کے یہ اشتہار دیتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی قائم الدین ہوا نہ ہوگا پس خلافت اس عقیدہ کے غیر صحیح اور غلط تصور کیا جائے۔

المشہر محمد احسن مدنی

مولانا محمد احسن نے مندرجہ ذیل استفتا مارا اثر ابن عباس کے متعلق مولانا محمد احسن لکھی اور مولانا عبدالحی فرحتی علی کو بھیجا ہے

"کیا قرآن ہی علمائے دین اس باب میں کہ زید نے بتیبتہ ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دوبارہ قول ابن عباس "جو در مشرور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبب ارضیہ فی کل ارض آدم کا آدم کو تو سب کو حکم و ابراہیم کا بڑا اہم حکم و عیسیٰ کی عیسٰی کے حکم دینی کہ عیسٰی کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں مخلوق الہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک قائم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوئے مگر اس کا شل ہونا

۱۔ مجموعہ الفتاویٰ از مولانا عبدالحی فرحتی علی مدارالمرام ص ۱۴۵ (مطبعہ یونیورسٹی کھٹوارہ ۱۳۳۱ھ)

ہمارے خاتم النبیین کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم ماثلیٰ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے ہوں اس لئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر لحد کہ صنادیجی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے ماثلیٰ کی طرح نہیں ہو سکتے انتہی اور باوجود اس تحریف کے مزید یہ کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اس کو مان لوں گے۔ **امرا اس تحریف پر نہیں پس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کے متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریف کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہو گیا یا نہیں**۔ **بینو تو ہر۔**

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس کے جواب میں ایک مکمل رسالہ تحذیر الناس تحریر فرمایا۔ تحذیر الناس کے آخر میں مولانا عبدالحی فرنگی علی کا جواب بھی شامل ہے اور اس پر مولانا محمد نسیم کی بھی تصویب ہے۔

مولانا عبدالحی فرنگی علی (۱۳۰۴ھ) نے اس موضوع پر زبور الناس علی انکار اشرار میں عباس (۲) آیات البیانات علی وجود الانبیاء فی الطبقات (۳) دافع الوساوس فی اشرار عباس تین مستقل رسالے لکھے ہیں۔ آخر الذکر رسالہ ہمارے پیش نظر ہے یہ رسالہ مولانا عبدالحی نے کشف الالتماس فی اشرار عباس کے رد

لے مقدمہ ارمایہ فی فعل شرع الوقتیہ از مولانا عبدالحی فرنگی علی (۳۴۶) ص ۱۳۷ طبع دہلی ۱۳۶۳ھ

یہ لکھا ہے اس موضوع پر مولانا عبدالحی فرنگی کے مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول میں تین فتوے بھی شامل ہیں جن پر مولانا عبدالحی فرنگی علی کے علاوہ دوسرے علماء علمی محمد سواد اللہ، محمد لطیف اللہ، محمد نسیم، محمد ابراہیم بن مولوی علی محمد، مولوی محمد عبداللہ حسینی، ابوالخیر محمد معین الدین، مولوی امیر احمد ہسوانی، مولوی محمد حسین علی اللہ، خرافت حسین، محمد عبدالعلی، محمد عبدالعزیز شہاب الدین غزنوی، عبدالغفور لاہوری اور محمد عبدالغفار ٹوٹکی کی تصدیق و تصویب موجود ہیں۔ اس مسئلہ کی آئندہ میں ایک رسالہ لفر المومنین فی رد قول الجاہلین بھی لکھا گیا مگر اس کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی تھی۔

اشرار بن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں کئی رسالے لکھے گئے ہمارے مطالعہ و علم میں درج ذیل رسالے آئے ہیں۔

تحقیقات محمدیہ حل اوایام بخیر ۱۸۴۲ھ مولوی المنو (۳۲۶) طبع مولانا عبدالقادر بدایونی نے مناظرہ احمدیہ کے جواب میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ یہ رسالہ مطبع الہی الگو میں چھاپا ہے۔

الکلام الاحسن مولانا محسن نانوتوی کے دیس مولوی ذریعہ علی برہنوی کا رسالہ ہے۔

۱۳۵۰ھ واثق الوساوس فی اشرار بن عباس از مولانا عبدالحی (۲) طبع مولوی لکھنؤ ۱۳۵۰ھ

مجموعۃ الفتاویٰ از مولانا عبدالحی فرنگی علی جلد اول ص ۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۵

تنبیہ الجہال ص ۶۱

(۲) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال
 بدایونی ۱۸۴۳ء تلمیذ مولانا عبدالقادر
 بدایونی کے ہم سے مطبع بہارستان کھنڈ میں چھاپے اس رسالہ میں بھی مناظرہ احمدیہ اور
 تحفہ کار دی گایا ہے مولوی فتح علی خاں کی حمایت کی گئی ہے اور مولانا محمد احسن اور مولوی
 امیر حسن سہروردی کی مذمت کی گئی ہے۔

(۳) قول الفصح
 مولوی فیض الدین بدایونی تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی نے
 تحفہ اناس کے جواب میں یہ رسالہ مطبع بہارستان ہند میرٹھ سے
 ۱۸۸۲ء میں شائع کیا اس رسالہ کا جواب مولانا محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے یہ نقلی رسالہ
 دستخطی مولانا محمد قاسم نانوتوی انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے
 اس مخطوطہ کا نمبر ۱۰۴۰ ہے۔

سہ مولانا حافظ بخش ولد شیخ خدا بخش ۱۳۳۸ھ میں قصبہ نور علی بریلی میں پیدا ہوئے حفظ قرآن
 اور ابتدائی تعلیم کے تحصیل اپنے نانا مولوی قاری حافظ غلام بخش سے کی ۱۳۵۸ھ میں مدرسہ قادریہ
 بدایونہ میں ملازم ہوئے ۱۳۶۸ھ میں جلاوطن ہوئے ۱۳۷۸ھ میں کراچی کے مولانا فضل الرحمن صاحب
 مظلما عبدالقادر بدایونی اور مولوی احمد بدایونی کی خاص مدد سے قادیان میں مدرسہ محمدیہ بدایون میں ملازم
 مدرسہ احمدیہ کے بانیوں کے مفتی اور نائب قاضی رہے جمادی الاول ۱۳۷۳ھ میں انتقال ہوا درگاہ قادریہ
 بدایون میں دفن ہوئے آپ کے نامور فرزند مولانا قدیر بخش بدایونی تھے جو مدرسہ تعلیم الاسلام میں مولوی
 صدر مدرس تھے بذریعہ تعلیم، ایک خدمت اور درفشہ خصال تھے ۱۳۷۵ھ کو حیدرآباد سندھ
 انتقال ہوا مولانا مفتی حافظ بخش پر ہتم اکبر مفتی مظلما العلم حیدری تمارچ سلسلہ میں شائع ہوا ہے۔

مولوی عبدالصمد سہروردی المتوفی ۱۳۷۴ھ
 (۴) افادات صدیہ
 تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی نے مولوی امیر حسن
 سہروردی کے رد میں لکھا ہے اس میں افادات تراسیمہ کا جواب دیا گیا ہے اسے بحث اشاعت
 الخیر کہتے ہیں۔

مولوی عبدالصمد سہروردی کے شاگرد ہی انجمن
 (۵) رد رسالہ قانون شریعت
 ساکن پھونڈہ ضلع اٹارہ نے مولوی امیر حسن
 سہروردی کے رد میں یہ رسالہ لکھا ہے۔

(۶) البطل اغلاط قاسمیہ
 ۱۸۸۲ء مولوی عبداللہ ام جامع مسجد
 بدایونی نے مولانا فضل رسول بدایونی کے
 ایما پر ایک شخص عبدالغفار نے تحفہ اناس کے رد میں یہ رسالہ ترتیب دیا ہے مرتب
 رسالہ بدایونی لکھا ہے کہ یہ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولوی محمد شاہ بدایونی (ف ۱۳۳۸ھ) کے
 درمیان دینی میں تحفہ اناس کے معانی پر مناظرہ ہوا دونوں صاحبوں کے اقوال سے
 ایک استغناء مرتب کر کے مولانا محمد قاسم کے خلاف عبدالغفار نے علمائے دستخط کرائے
 اس رسالہ پر دوسرے حضرات کے ساتھ مولانا عبدالقادر بدایونی، مولوی محمد احمد
 بدایونی تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی، مولوی فیض الدین (مولف قول الفصح)
 مولوی عبداللہ ام جامع مسجد بدایونی وغیرہ کے دستخط ہیں۔

(۷) فتاویٰ بے نظیر درفی آخرت بشیر و نذیر
 اس رسالہ میں ان

طوائف الافراد نے مولوی افتخار الحق بدایونی ۸۹ھ صبح صادق پور سینا پور ۱۳۹۹ھ

فتوے بجا مثالیں جو صحت اثر ابن عباس رحمہ کے قائل نہ تھے بدایوں اور بریلی کے علماء خاص طور سے قابل ذکر ہیں یہ رسالہ مطبع اسدی میں چھپا ہے۔

(۸) کشف الالتباس فی اثر ابن عباس اس رسالہ کی تفصیل موقوف ہو چکی

(۹) قطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس مولانا شیخ محمد صفائی کی اس موضوع پر کتابی قدر تصنیف ہے

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیر آبادی دن ۱۲۹۱ھ میں

تقریباً الامان (مسنف مولوی اسماعیل دہلوی شہید ۱۳۱۸ھ) کی ایک عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان.... کی برابر پیدا کر ڈانے پر امتناع نظیر اور اسکان نظیر کی بجائے چھوڑی اور ایک مختصر رسالہ اس کے رد میں لکھا پھر تو اس مسئلہ نے اس قدر طول پکڑا کہ برصغیر پاک و ہند کے علماء نے اس مسئلہ پر بہت سے رسائل لکھے اور مناظرے کئے یہاں تک کہ بیجا پورے غالب دہلوی (دف ۱۳۱۸ھ) سے بھی مولانا فضل حق نے اس سلسلے میں ایک مثنوی لکھوائی، تقریباً پانچ صدی تک اس مسئلہ سے برصغیر پاک و ہند کی نصفاً گونجی رہی۔

یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی، بریلی میں اس مخالف قیادت مولوی غلامی علی خاں کر رہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر جہاوی بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخسلی جماعت تھے، یہی بریلی اور بدایوں کی مخالفت کا نقطہ آغاز تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع فطیح کی شکل اختیار کر گیا۔

ترک سکونت بریلی | مولانا محمد احسن نے بریلی کا گچے سے کب پنشن

صلی کی اور کب بریلی چھوڑی۔ اس کے متعلق کوئی صحیح تاریخ نہیں ملتی شاید پانچ سو سالہ میلہ خدا شناسی، مثنوی ۱۳۱۸ھ کو مشعقہ ہوا تھا اس میں مولانا محمد احسن اور مولوی محمد زبیری کی تحریک پر مولانا محمد قاسم نانوتوی بلانے لگے اور واسطی میں مولانا محمد قاسم نانوتوی بریلی مولانا محمد احسن کی یہاں مقیم تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد ابوالمنصور دہلوی کو اپنے ایک خط مودعہ ۱۳۹۴ھ میں لکھتے ہیں کہ

در پرسوں بندہ مکرمین نواح بریلی سے لوٹ کر آیا اور کل آپ کا عنایت نامہ لید واسطی یہیں مجھ کو ملا اور مطالعہ میں شرف ہوا مہر و خشاں کے دونوں پرچے اور رسالہ بیان آپ کے عنایت کئے ہوئے بریلی ہی رہے مہر و خشاں کے پرچے تو مولوی محمد زبیر دہلوی (اسن) نے رکھ لئے۔

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۹۴ھ فروری ۱۳۱۸ھ تک مولوی محمد زبیر اور مولانا محمد احسن بریلی میں تھے ۱۳۱۸ھ میں بریلی کا گچے ناقابل پرواشت مصادف کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھے لہذا معلوم ایسا ہوتا ہے ۱۳۱۸ھ کے تقیمی سال کے اختتام کے بعد مولانا محمد احسن نے بریلی چھوڑی ہوگی۔ اس کے بعد بھی مولانا محمد احسن بریلی میں بریلی آتے رہے۔

میں البتین مرتہ ہدی جس ۳۳-۳۴

بریلی کا گچے، بریلی ص ۱

قیامِ نالوتہ

مولانا محمد احسن نے بریلی سے اکر نالوتہ قیام کیا مولانا کے بھراؤں کے بھائی مولوی محمد مزین بھی نالوتہ آ گئے یہاں بھی اصلاح و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کا کام شروع ہو گیا۔ مولانا کے مکان کی عمارت بہت وسیع تھی یہ مکان ”بنگلہ والی حویلی“ کے نام سے مشہور تھا۔ اس مکان کے دروازے کے بیٹھوی گنبد میں ایک گودرس قرآن و حدیث ہوا تھا۔ باقی اوقات میں مولانا محمد احسن تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے۔ زیادہ تر کام مولوی عبدالاحد کے مطبع مجتہبی کی کتابوں کی صحت و درستی وغیرہ کا ہوا تھا اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسائل انصاف اور عقد الجید کا ترجمہ کثافت اور سلک مراد کے نام سے کیا۔ حصن حصین کے ترجمہ کو درست اور باحاورہ بنایا قرۃ العین فی تفضیل الشیخ فقاویٰ عزیزی اور جہاں القرآن (داعل و داعیہ) کی ترتیب و تصحیح کی۔

مولانا محمد احسن کی زیر نگرانی ان کے صاحبزادے مولوی فضل الرحمن بھی ترجمہ وغیرہ کا کام کرتے تھے چنانچہ مولوی فضل الرحمن نے ۱۳۱۸ھ میں انیس اوغلیں (فارسی) مولف ابوکریم سنہی کا اردو ترجمہ نافع المسلمین کے نام سے کیا۔ جو بیس سو کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا۔ ۱۳۱۸ھ میں مولوی محمد یونس نے مکمل کیا اور ۱۳۱۹ھ میں مولوی فضل الرحمن نے ”کلمات طیبات“ کو مرتب کیا۔

مولانا محمد احسن کے صاحبزادے مفتی محمد اسماعیل قانون گو کی اہلیہ مدلیقہ بیگم فرمایا کرتی تھیں کہ مذاکِ قدرت ہے کہ شیخ تفضل حسین (دینی) کے جس مکان میں فتویٰ و علم رکھے جاتے تھے۔ وہیں قرآن و حدیث کے درس و تخریر کا کام ہوا۔ یہ قانون محمد احسن کی شاگرد تھیں، اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب وہ بیاہ کر آئیں تو پڑھتے

اولیٰ نہ جانتی تھیں تمام گھر میں دینا کا چرچا تھا صبح کے وقت گھر کے سب لوگ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے ہر طرف سے کلامِ ربانی کی دودھ پودا آواز ہی آتی تھیں اس صورت حال سے ان کو اپنے حال پر محنت شرمندگی ہوئی آخر ایک روز محبت کے اپنے خسر مولانا محمد احسن سے درخواست کی کہ

”مولوی صاحب! مجھے بہت مذمت ہے کہ یہی اچھا ہو کہ آپ

مجھے قرآن شریف پڑھا دیا کریں؟“

مولانا نے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا

”اس سے بہتر کیا بات ہو سکتی ہے میں ہنوز پڑھا دیا کروں گا؟“

چنانچہ انہوں نے قرآن شریف مولانا محمد احسن سے پڑھا ان ہی کا بیان ہے کہ

”مولوی صاحب! اتنی شفقت و محبت سے کلامِ پاک کاروں دیا

کرتے تھے کہ گھر میں حقیقی والدین کے پاس بھی پڑھنے بیٹھتی تو وہ

بھی اتنی شفقت سے نہ پڑھاتے کیا بچال کہ کبھی ترش رو ہو کر کچھ

کہا ہو ملاک سبق دیر سے یاد ہو کر آتھا؟“

تعبِ نالوتہ کی بہت سی بچیاں صدیقہ بیگم کی شاگرد تھیں۔ مولانا نے وصیت

کی تھی کہ قرآن مجید کی تفسیر کا سلسلہ بلا واسطہ جاری رکھا جائے کیونکہ یہ صدقہ جاریہ

ہے، قانون اس پر حاجات قائم رہیں مولانا محمد احسن کی تفسیر سے ان فلاح کو اس

قدر دینی مسائل یاد ہو گئے تھے کہ تفسیرِ نافذہ لوگوں کو بھی شائد آسنے پڑیں۔

احبابِ نالوتہ میں شیخ اسد علی (والد مولانا محمد قاسم نالوتوی) شیخ غلام حسین،

مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد یعقوب نالوتوی، عمول امامت علی، احمد حسین، محمد حسین

عظیم نصیر الدین۔ منشی حسین بخش، منشی لطف علی، مولوی غلام حیدر، مولوی محمد
مولوی سخاوت علی، ویدار بخش، مولوی محمد رفیع، محمد جان، شیخ نصیر الدین، قلاوٹی
ابوالحسن، حاجی علی محمد، میر امام علی، مولوی عبدالحی، محمد صنیف، مولوی امام بخش،
شاہ کبیر الدین اور مولوی جعفر حسین وغیرہ کے نام نمایاں ہیں انوس کئی حضرات
میں سے چند کے سراپاتی کے حالات پر ذہن خفا میں ہیں۔

مولانا محمد احسن اپنے محلہ کی مسجد (نانوتہ) کے مہتمم تھے اسی کی عزت و درستی
دی کرتے تھے۔ عید گاہ نانوتہ کا انتظام بھی مولانا محمد احسن ہی کے سپرد تھا۔

احسن المدارس نانوتہ | مولانا محمد احسن نے جب نانوتہ میں قیام کیا تو
وہاں بھی ایک مدرسہ قائم کیا جو مولانا

نام پر "احسن المدارس" موسوم ہوا مدتوں یہ مدرسہ جاری رہا ریاست بھوپال
سے اس کو امداد ملتی تھی یہ امداد منشی جمال الدین مدار المہام کی معارف پروردگار
مولانا کے تعلقات کے نتیجے میں ہوئی منشی غلام احمد نانوتوی دکن، اس مدرسے متعلق
لکھتے ہیں کہ

"میرے سامنے آپ (مولانا محمد احسن) کے نام پر مدرسہ
موسوم "احسن المدارس" مسجد میں قائم ہوا چیز کے ایک تختہ
پر شیخ ابوالحسن صاحب نے عرف امام محمد نے جو خوشنویس تھے

نے مکتوب منشی غلام احمد دکن نانوتوی بنام راقم مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۹ء
میں شیخ ابوالحسن بن شیخ فضل حسین شیخی نانوتوی شیخ ابوالحسن کا ایک کتاب دکن لکھی

مدرسہ کا نام میرے سامنے لکھ کر لٹکایا یہ مدرسہ جنوبی سرحدی
مسجد واقع محلہ شیخ زادگان) میں قائم ہوا۔ مدرسہ میں کلام
مجید چارخ دین صاحب پیش امام اور ابتدائی کتاب فارسی کی
امام جی (مولوی ابوالحسن) پڑھاتے تھے برسوں یہ مدرسہ چلتا
رہا۔ مدرسہ کے ختم ہونے کے اسباب میرے خاندان میں نہیں
ساعت میں ہیں کہ باہمی شیخ زادگان کی رسرکشی اس کا باعث ہوئی۔

۱۹۳۷ء تک نانوتہ میں یہ مدرسہ قائم رہا جب ۱۹۳۷ء میں مولوی
پہلی مرتبہ کانگرسی ڈاراق قائم ہوئے تو حکیم محمد احمد نانوتوی ولد علامہ اسلم
اور دولت یہ مدرسہ ختم ہو گیا اور ایک دوسرے مدرسہ "امدادیہ پرانہ" اسکول
قائم کیا گیا اور اس جدید اسکول کے کانگرسی حکومت سے امداد
میں کی گئی۔

رسالہ | مولانا محمد احسن کی عمر تقریباً ستر سال ہوئی شروع ۱۳۱۲ھ
میں بیمار ہوئے علاج کی غرض سے دہلی گئے۔ لیکن آفاقہ ہوا رفت
دہلی سے واپس آئے راستہ میں مولانا ذوالفقار علی نے دیوبند میں بظہیر نے کے
اصرار کیا۔ مولوی محمد منیر حبیبیت بہت دارالعلوم اس وقت دیوبند میں

۱۹۲۹ء) علی نامہ مطبوعہ "مطبع اختر ہند" ۱۳۴۸ھ ہمارے کتب خانہ میں ہے جس سے معلوم
ہوگا کہ شیخ ابوالحسن نانوتوی نے شیعین السیدی کے دور خلافت کی خدمات کے حالات کو فاضل بن شیعین
کا مکتوب کیا جس میں ۱۳۴۸ھ شوال شمار میں فتوحات عثمانیہ علی کو پیش کی شیخ ابوالحسن کا مذہب اہل سنت و جماعت

مقیم تھے۔ مولانا محمد احسن اپنے بارہ عزیز مولوی محمد منیر کے یہاں ٹھہر گئے۔

زمانہ مرض الموت کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ جب مولانا محمد احسن کے ہاں منشی محمد اسماعیل گرد اور قانون گو جو قصبہ باغیت یا سردھن میں تعینات تھے کہ اطلاع ملی تو انہوں نے رخصت لے کر دیوبند آ جایا۔ حاکم ضلع نے رخصت دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر منشی محمد اسماعیل نے استعفاء دیدیا اور اس کی منظوری یا عدم منظوری کا انتظار کئے بغیر دیوبند چلے گئے جب مولانا محمد احسن کو محمد اسماعیل دعا کا یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ

”یاد رکھو روزگار بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے قیامت

میں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی دیگر نعمتوں کے متعلق سوال کرے گا وہاں بندے سے روزگار کے متعلق بھی پوچھے گا کہ میں نے تجھے روزگار کی نعمت دی اور تو نے اسے شکریا تو اس وقت کیا جواب دو گے یہ ظفران نعمت ہے دلیہ جاؤ میں تم سے بے حد خوش ہوں۔“

۱۔ مکتوب مولانا سید محبوب رضوی دیوبندی بنام راقم حوضہ، ہر فردی ۱۹۵۹ء و

تاریخ دیوبند از مولوی محبوب رضوی ص ۱۶۳ (دیوبند ۱۹۵۷ء)

۲۔ مکتوب منشی عزیز حسن ناٹووی دنیہ منشی محمد اسماعیل ولد مولانا محمد احسن (ظفران)

بنام راقم حوضہ، ۳ دسمبر ۱۹۵۹ء

۳۔ مکتوب مولانا سید محبوب رضوی بنام راقم حوضہ، ۲۸ فروری ۱۹۵۹ء

مولوی محمد منیر نے دیوبند کے اس مختصر سے قیام میں مولانا محمد احسن کی ہر قسم کا خدمت کی مگر نبوت کا وقت معین ہے منشی محمد اسماعیل کی واپسی کے دو روز بعد آخر مقدمہ رضوانی ۳۱/۱۸۹۵ء میں مولانا محمد احسن کا انتقال ہو گیا۔

قریب نصف صدی مولانا محمد احسن کی ذات بابرکات سے علم و فضل کی شمع روشن رہی۔ دارالعلوم دیوبند کے قبرستان میں اس مجسمہ فضل و کمال کا جسد فانی سپرد خاک کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا سید محبوب رضوی دارالعلوم دیوبند کی سند ۳۲/۱۸۹۵ء کی رو داد کے حوالے سے راقم کو لکھتے ہیں۔

”آپ نے کسی خط میں مولانا محمد احسن ناٹووی کی قبر کے بارے میں

دریافت کیا تھا اور یاد پڑا ہے کہ اس وقت میں نے جواب بھی دے دیا تھا جس میں دارالعلوم کی رو داد ۳۲/۱۸۹۵ء میں ایک شعر نظر سے گذرا جس میں صراحت کے ساتھ قبر کی نشان دہی کی گئی ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ شعر لکھ رہا ہوں۔

مولانا محمد احسن ناٹووی، قبرستان قاسمی میں آسودہ خراب ہیں
حضرت ناٹووی کے برابر میں جانب مشرق ایک قبر چھوڑ کر ان کی قبر
بے دریغ میں قبر مولانا ذوالفقار علی (والد عبد شمس الهند) کی ہے
مولانا فضل الرحمن (والد ماجد مولانا شبیر احمد عثمانی) نے ذیل کے
شعر میں اس کی نشان دہی فرمائی ہے۔

۱۔ مکتوب مولانا سید محبوب رضوی بنام راقم حوضہ، ہر فردی ۱۹۵۹ء

ہاں! پنجپ آسودہ تر مابین دیواران خوش
قاسم بزم مودت، احسن شائستہ خو

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء بروز جمعہ خاکسار مولف محمد یوسف قادیان قریب
قاسمی دیوبند میں فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوا۔ اور ان صحابہ ملت کی توجہ مبارک
کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا ذوالفقار علی
مزارات پر کھتے نصیب ہیں۔ اگر ارباب دارالعلوم، مولانا محمد احسن کے مزار پر
بھی کتبہ نصیب کرادیں تو بہت مناسب رہے ہم اس سلسلہ میں خاص طور پر
حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی توجہ اس طرف
مبذول کرتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا محمد احسن کی خبر وصال حضرت حاجی
امداد اللہ صاحب کو مکہ معظمہ بھیجی حضرت حاجی صاحب ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ
کے خط میں لکھتے ہیں اے

”خط آپ کا بخیر اور شوال بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔۔۔۔
مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی۔۔۔۔ کے انتقال سے بہت
مدم ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا مغفرت
نصیب کرے اور پس ماندوں کو صبر عطا فرما دے“

اے مکتوبات امدادیہ مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی ص ۱۱۳ - ۱۱۴
(مطبع احمدی گنگوڑا ۱۹۱۵ء)

علم و فضل | مولانا محمد احسن جامع فضائل و کمالات تھے انہوں نے
علوم متداولہ کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔ تصنیف و

تالیف سے ان کو خاص شغف رہا۔ انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی
مذکرہ آراء تعانیف حجتہ الشہداء اور ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء
کی تصحیح و ترتیب بہت محنت سے کی اور حسب ضرورت حاشیے بھی لکھے۔
مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے رسالہ عقد الحید پر مفید اور تنقیدی
حاشیے لکھے ہیں۔

مولانا محمد احسن کے شغف علمی کا اندازہ اس سے کیجئے کہ امام غزالیؒ کی
مشہور کتاب احیاء العلوم کا اردو ترجمہ منشی ذلی کشتور انجمنی کی فرمائش پر
چار ضخیم جلدوں میں کیا اسی درمیان میں صرف سات ماہ کے اندر ابن قیم کی
مشہور کتاب اغاثنۃ اللہ عن کاتبہ و خلاصہ تہذیب الایمان کے نام سے
کیا یہ کتاب ۶۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبع حدیقلی بریلی سے طبع ہوئی ہے

علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے برسیل تذکرہ الکریم مرتبہ فرمایا

”مولانا محمد احسن مرحوم نے احیاء العلوم کے ترجمہ میں بڑا کام
یہ کیا ہے کہ موضوعات کی نشاندہی کرتے چلے گئے ہیں۔“

اسی طرح دو مختار کا بیقہ ترجمہ کتاب الاذکار کے بعد ایک قلیل عرصہ میں
کیا ان ضخیم اور اہم کتابوں کے تراجم کا کام مولانا محمد احسن نے بڑی قابلیت اور
حسن تدوین کے ساتھ انجام کو پہنچایا۔

مولانا محمد احسن کے پاس اکثر فتوے آتے تھے مولانا ان کے جوابات نہایت

مدلل تحریر فرماتے ان کے فتاویٰ میں طویل تمہیدات و مقدمات نہیں ملتے بلکہ وہ نفس جواب اور صریح سہ پر گفت کرتے ہیں۔ برہنہ میں وہ حضرات بھی ہیں کہ مولانا سے اختلاف رائے تھا فتاویٰ فرمولانا محمد احسن کی نہر منورہ سے لے کر آج تک جیسا کہ تلبیہ الجبال سے اندازہ ہو جائے۔
مولانا محمد احسن صاحب نے انگریزی زبان کی بھی باقاعدہ تحصیل کی تھی آپ کی قلمی بیانی میں اکثر یادداشتیں انگریزی میں تحریر ہیں۔ سرسید اور خان بہادر کی تحریک پرگٹ ڈفری ہیگس کی کتاب کا ترجمہ حمایت الاسلام کے نام سے کیا۔

مولانا کے تراجم کے متعلق منظر المظاہر تحریر فرماتے ہیں کہ
”مولوی محمد احسن نانوتوی، فرید العصر، وحید الدہلوی، مترجم
لاٹانی، بیگنہ روزگار، مشہور سردار دامصار، ایک دفتر عظیم
کتب دینیات و نبیہ کا ترجمہ نہایت دلچسپ و پیرایہ میں تالیف
قیامت آپ سے یادگار رہے گا۔“

مولانا محمد احسن کو شہر و شہر کی کبھی ذوق تھا احسن خلع فرماتے تھے مولانا کی تصنیفات میں اکثر قطعات تاریخ ان کے اپنے لکھے ہوئے ہیں و سال و موضع میں مثالوں میں بعض جگہ خود مولانا کے اشعار میں انشاء اللہ ان اور احیاء العلوم کے ترجمہ میں اشعار کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے

منظر المظاہر فی تراجم العلماء و الکلام و قلمی، ص ۳۰۸

فرمولانا خود لکھتے ہیں کہ

”اس ترجمہ (احیاء العلوم) میں اشعار کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے اور یہ التزام نہیں کہ اشعار اردو ہی ہوں بلکہ بعض جا فارسی میں ہیں جہاں چندش فارسی کے الفاظ کی ہی چوٹی ہے اور یہ ترجمہ سب اس طرح لکھا ہے کہ نوبت مسودہ کی نہیں آتی فکر اول ہی میں جو عبارت ذہن میں گزری قلم برداشتہ لکھ دی اور یہ ہیں وجہ چرا اشعار کتاب میں منکر واقع ہوتے ہیں ان کا ترجمہ ہر جگہ مختلف ہوا ہے۔“

چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں کہ

تم نے بات نہ میری مانی کس کام آئی یہ نادانی

غرض کیا کہوں کیا ہے میرا سوال کہ ظاہر ہے دل پتھر سے سب کمال

الہی گو دیکھ گیس سے ہا التچھا عینایت نہ ہو تجھ سے گودھا

گوئی ہے گل سے یوں ہا کیوں نذرہ بھیجا اس کی غرض میں چاک ہے تیری بھاکا پیر بن

منظر المظاہر فی تراجم العلماء و الکلام، از مولانا محمد احسن نانوتوی جلد اول، مطبعہ نقشبندیہ، لاہور، دہ ہا جہاں خاں صاحب نے لکھی ہے ایسی ہی تمام اشعار درالعرض سے منقش ہیں۔

ہر چہ ظاہر تہمتی سب غفلت میں ہے بالیاں
لہٰذا زمین میں سبھی سے ملو کہ چالاکاں

ہے بڑا تو ہی اگر کتاب سے سب کی خطائیں
تو ہی اچھا ہے تری غلوں میں گزربالیاں

ہاتھوں سے چھٹ گیا ہے کیسے کجا کا داناں
جو مثل تار رہے ٹکڑے میرا اگر بیاں

غم کے عالم میں بڑا رہتا ہوں
جو کچھ گزرے اسے سدا بہتا ہوں

اس غم میں یاں نہیں جو کوئی مونس
دل ہی دل میں خدا خدا کہتا ہوں

گر کیسا ہی پیدا کر طاعت میں کمال
دن رات رہے ذکر و عبادت کا خیال

کچھ فائدہ احسن نہ اس محنت سے
کھانے کے لئے گرنے ہو مالِ حلال

احسن غفلت میں کسے ہے دن رات
لا تعلم ان ما مضیٰ لیس مات

کھوتا ہے خرافات میں کیوں عمر عزیز
فاعد ہوا لگائی فصیح الاوقات

مولانا محمد احسن فن تاریخ کوئی میں بھی بہت جہارت رکھتے تھے مولانا نے
اپنی تصنیفات نیز اکثر مطبوعات مطبع صدیقی بریلی پر قطعات تاریخ خود

لکھے ہیں جن کی تفصیل حسب موقعہ درج ہے۔ اس کے سوا ایک خاص بات یہ

ہے کہ مولانا محمد احسن صاحب مطبوعات مطبع صدیقی کی لوح کی عنوان سطرطی

عبادت سے ترتیب دیتے تھے حمید سے سطرطیات نکلتا تھا۔ یہ بڑے کمال کی

ات مٹی۔ ازالتہ الخفاہر کی سطرطی غزلوں

”اللہ لطیف العبادۃ یرزق من یشاء ھو العزیز“

(۱۲۸۵ھ) غازیہ الاوطار کی ”تقبہ واحد اشد علی الشیاطین من الف

باب“ (۱۲۸۵ھ) اور عقائد نظیریہ کی ”بہن ایزد متال اعدیہ مثال“

(۱۲۸۵ھ) ہے جس سے سال طباعت ظاہر ہوتا ہے۔

آخر میں ہم ادیب شہیر مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کا ایک عربی قصیدہ

ملک کرتے ہیں جس میں مولانا محمد احسن کے فضائل و کمالات کا اعتراف کیا گیا ہے

عنسی الغدا ولذا لکتاب الالاقی من یاری فی احسن الاوقات

میری روح اس خط پر قربان ہو جو ایک فاضل شخص کی طرف سے بہترین وقت

میں آ رہا ہے۔

وہذا کتاب علی الکیف فحذوہ فہا حاد اشقی من عضال مہات

یہ خط ایک غزوہ کے پاس آیا اور اس میں فرحت و انبساط سے حبش پیدا

کردی اور جان یو اموت سے شفا دی۔

لانا الذی یبذل المات من الامی حنن الحیوۃ بہ دائی حیات

کیونکر میں وہ شخص ہوں جس نے غم کے ہاتھوں مرنے کے بعد اس (خط) کے

لہجہ زندگانی اور یہ زندگی کی ہی خوب ہے۔

ما مکتسوا لاسیاقینا احنیوہم من ذلک المات وکلکم الشکرات

اے زندہ رہنے والو! بظہور میں تمہیں اس موت سے اور اس سمرات

(کی سی حالت) سے باخبر کرتا ہوں۔

وَدَدْتُ عَلَى نَيْفَةٍ فَوَاسَتْهَا وَوَدَدْتُ عَلَى الْقَهْقَرَى الْأَهْمَ النَّاتِ
میرے پاس ایک الباطل آیا ہے کہ اگر وہ کسی سخت، محسوس اور مرتفع
چٹان پر پہنچتا۔

لَا هَمَّ مَوْلًى مِنْ طَرَبٍ دَامَسِي بَغِيضٍ قَبْ كَمَا لَمْ يَجْعَلْ عَلَى اللَّهِ هَبَابًا
تو وہ خوشی سے حرکت کرنے لگتا اور غایتِ مسرت سے پارہ ہائے زور پر فخر کرنے لگتا
دو آئینہ و دودھ علی شجراتی جھنڈی پر دو مرجا ہوا الاصوات
اگر وہ کسی درخت کے پاس آتا تو وہ چلا کر کہنے لگتا

صَاغِرُ الْغُرَى مِنْ أَصْلَابِ مَعْطَفٍ فُطْنٌ فَصِيحٌ مَحَلِّي الظَّلَامَاتِ
عجوبہ کہ یہ وہ پانی تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتانِ مبارک
سے بہ نکلا تھا جو بڑے دانشمند نہایت فصیح اور اندھیروں کا اجالہ کرنے
والے تھے۔

وَالْقَلْبُ كَانَ مِنَ الْجَارِ مَشِيئًا مَضْطَبِي فَاَنْقَضَ عَامِي الْعُجُوتِ
اور دل بجز میں سرگرداں اور بیمار تھا سو اس خط نے اسے آنکھِ عشق
سے نجات دلائی۔

مَسْتُ يَفْرَحُ كَسْتُ اخْلَاقَ حِلَّتِ مِنْ اَسْوَةِ الْعَامِ اَوْ كَسِي عَصَفَاتِ
یہ وہ مشک ہے جو سونڈوہ صفاتِ علماء کے اخلاقِ عالیہ کے مشک کی طرح
مہکتا ہے۔

اَحْسِنَ عَيْنَ قَدْرِهِ خَصَّهُ اللَّهُ اَكْرَمَ بِذَرِّهِ قَدْرَ الْقَهْقَرَى مِنَ الْحَنَاتِ
وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جس کو خدا نے کریم نے حسنات کی بلند ترین چوٹی پر

کسی خصوصیت بخشی ہے۔

الْبَغِيضُ مُحَمَّدٌ أَحْسَنُ الَّذِي دَلَّتِ السَّجَابَةُ مِنْ كَرَامِ هَدَاتِ
وہ حیدرِ فاضل محمد احسن ہے جس نے بزرگ رہنماؤں سے شرافت کو وراثت
کے پالیا ہے۔

مَا زَا جَرَّالًا هَوَاءَ وَالشَّهَوَاتِ مَا زَا سَادَةً وَالْمُرَادَ فَيَالَهُ
انہوں نے سعادت و ہدایتِ صحیح کی وہ اعراضِ نفس اور خواہشات کے کیسے
جھٹکے والے روہانے والے رہے۔

لِلَّهِ دَرَكٌ لَهُ وَفَعَالُهُ مِنْ صَوْمِهِ وَدَوَائِمِ الصَّلَوَاتِ
اُن کے کمال اور روزہ دہری اور نمازوں کی مداومت سے متعلق اُن کے
افعال پر آفرین ہے۔

لَمْ يَنْتَأَمِ الْعَصْفَابُ إِذَا ضَلُّوا طَرِيقَ الرِّشْدِ وَالطَّاعَاتِ
وہ ایک ایسا ستارہ بھی کہیں پاک باز نبی و طاہر کی راہ سے جھکنے لگتے
یہ قرآن کی اقتدار کرتے ہیں۔

بِهِ الْمَحَادِثُ ذُو النُّصَالِ وَالْقَهْقَرَى شَمْسُ الْعُلُومِ وَقَدْوَةُ السَّادَةِ
وہ عظیم و مسافر کے سمندر میں فضائل و پرہیزگاری کے مالکِ سببِ علوم
کے آفتاب اور سرداروں کے پیشوا ہیں۔

كَتَبْنَا الْفَخْرَ وَتَقَرَّرْنَا دَسْ فَحَوْلَهُ تَجَلَّى الْكَلَامُ مَنَابِعِ الْخَيْرَاتِ
وہ فخر و شرف کے خزانہ اور سردارِ درود حضرت کے ہمسر، ایسے شرفاء کی
اولاد ہیں جو نیکوں کا سرچشمہ تھے۔

رَبَّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ تَعْلَمُ مَا تَدْرُجَاتِ
انہیں رب العالمین نے اپنے فضل و کرم سے ہر علم کے بلند ترین درجے پر سرفراز فرمایا ہے۔

فَهَذَا بَابُ الْمَعْقُولِ وَالْمَنْقُولِ وَالْإِلَافِ الرَّشِيقِ وَذَا فَنُونُ لُغَاتِ
سویہ وہ صاحب ہی کہ جن پر مقول و منقول ادب عالیہ فنون لغت
ہذا الحباب وذا المعانی والبدیع و علم معروف و اصطلاح مخات
علم حساب، علم معانی، بدیع، علم صرف اور اصطلاح مخات
سیرھو بیابھی بالفاخر ساطعاً مثل الشیخ باکر النحویات
ناٹاں ہیں۔ اور ان کے معاصر پر آفتاب نیم روز کی طرح نہایت آب و آب
کے ساتھ نکل رہے ہیں۔

مَاتَ الْكَمَالُ بِمَوْتِ سَحَابٍ وَدَدَ أَحْيَاةَ هَذَا الْحَيَاةِ الْمُنْقَطَاتِ
سحاب کی موت سے کمال کا خاتمہ ہو گیا اس نرد شریف نے اپنی بیوہوں سے
پھر اسے زندہ کر دیا۔

إِنَّا لَلسَّيِّئِينَ الْأَصْحَى وَمِنْ هَذَا مَنْ لَا كَابِرَ سَالِحِي الْقَصَبَاتِ
کہاں ہیں احمی زبانوں؟ اور جو اکابر اس کے ہمسر تھے اور اس
میدان میں گئے سبقت لے گئے تھے۔

وَأَخْبَرُ عُبَيْدَةَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَاتَ الْأَنَامَ وَسَاوِ الطَّبَقَاتِ
اور ابو عبیدہ اور وہ حریری جو ساری خلق اور تمام طبقات

تِ ساق کلام اپنے الطراوت (جنہوں نے نہایت لطیف و داد دلا دی ہے۔)

وَالْبَحْرَيْنِ وَوَعْدِ الْبُؤْسِ سَالِحِي الشَّعْرِ رِبَا حَمُوعِ
اور بحرِی و وعدی اور بؤس جو یا وہ گوئی میں شعراء سے سبقت
لے جاتے تھے۔

وَكُنْ الَّذِي زَعَمَ الْغُبُورَ حَقَّهُ لِرَشَاقَةِ الْأَلْفَاظِ وَالْكَلِمَاتِ
اور اسی طرح وہ شخص (متنبی) جس نے الفاظ و کلمات کے شان و شکوہ
کی وجہ سے نبوت کو اپنا حق خیال کر لیا تھا و دعوی نبوت کر بیٹھا تھا کہاں ہے
میں میرا شان و فصاحتہ بالغاً من ذالْفَصِيحِ بِأَبْلَغِ الْغَايَاتِ
کہ اس فصاحت کی شان و بھیمیں۔ انتہائی مدارج پر فائز ہونے والا شخص
کیا فصیح ہے۔

وَأَرَى الْبُصَاءَ الزَّمَانَ بِرَوَاعَةِ يَحْيَى الْقَلُوبَ بِافْضَحِ الْكَلِمَاتِ
وہ بصحاء زمانہ کو کلام کی بلندی میں داخل کر دیتا ہے اور فصیح ترین
الفاظ کے ذریعہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

أَهْلَى لِقَطَانِ الْبِلَادِ وَطَوْنِ السَّاكِنِينَ مَجْدَ الرَّجَعَاتِ
اس ملک کے باشندوں کے لئے خوش خبری ہو اور اس دیار کے ساکنوں
کے لئے مژدہ۔

هَذَا الْمَسِيحُ يَجَالِجُ الْقَلْبَ السَّقِيمَ بِدَاوُدَ حَمَلٍ وَاسْقَمَ الشَّجَابَاتِ
یہ مسیح ایسے بیماروں کا علاج کرتا ہے جو بہالت اور نہایت دوا کی شبیہات
کے مرض میں مبتلا ہوں۔

أَهْلُ الْفَضَائِلِ وَالْمَوُوتِ وَالَّذِي الشَّانُ عَيْنَ الْمَجْدِ عَيْنَ حَيَاتِ

وہ فضائل اور مناقح و سخاوت کا اہل ہے وہ مردِ حشمِ سخا اور
زندگی کا سرچشمہ ہے۔

نال المنیٰ من کل شوق داما حیاہ رب العرش بالعبوکات
اس نے ہمیشہ ہر شرف میں سے اپنی تم کو پلایا عرش کا پروردگار اسے برکتوں
کے ساتھ زندہ رکھے

یلعادنا عہلاً فان مدیحہ کفخادم لا یبلغ الغایات
اے مدح کرنے والے تھیرا کیونکہ اس کی مدح کی اس کے فزود
مہابت کی طرح کوئی حد نہیں ہے۔

یا من تشف من جہان کا مدہ اذ ان اعلام اولی الدرجات
اے وہ اگر جس کے کلام کے موتیوں کو بجز مرتبہ مشاہیر نے آفریدہ گوش
نہا لیا ہے۔

عش ماہل امانوت قمریہ فوق النصوص یا نفع السجعات
تعرن کے ساتھ زندہ رہ جب تک کہ ایک قمری بھی درختوں کی
شاخوں پر خوش کن نعمات کے ساتھ چڑھائی رہے۔

وما منظوت مثل العیون غمامۃ قضا و مض البوق فی الظلمات
اور جب تک کہ کوئی بدلی بھی آنکھوں کی طرح سے برستی رہے اور
جب تک کہ اندھیروں میں بجلی کو نہتی رہے۔

وما فرقة الاحباب افنی ہاشما رسالت عیون الصب بالخلوات
اور جب تک کہ احباب کی جدائی شوریدہ سروں کو مٹاتی رہے کہ چشم

سروں سے رونق رہے۔

عجیب رب العالمین محمدی من جاء بالاحکام والآیات
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے جو رب العالمین کے عجیب تھے اور
جو احکام اور معجزات لائے تھے۔

وبالہ و بصیحة خیم الہدی اور ان کی آمل و اصحاب کے طفیل میں جو مہابت کے ساتھ تھے اور ان
کی شکیوں کے جمع کرنے والے تابعین کے واسطے سے

علیہ من ربی کنک علیہم اذکی سلام و امیرک الصلوٰت
پس اس پر اور اسی طرح ان (حضرات) پر میرے رب کی طرف سے
مہابت پاکیزہ سلام اور نہایت متبرک درود نازل ہوں۔

اس تفسیر کا اردو ترجمہ ہمارے محترم بزرگ جناب مولوی محمد ذکریا
مائل ریسرچ اسکالرز اردو ٹریولینٹ بورڈ دگرچی اے کیا ہے جس کے لئے ہم
ان کے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مولانا محمد احسن علوم ظاہری کے ساتھ علم باطن کا بھی ذوق
رکھتے تھے اور کسی صاحبِ نظر شیخ کے متلاشی تھے کہ شیخ کی صحبت
اور اثر سے بے قرار طبیعت کو سکون حاصل ہو جائے یا اس زمانے کے دو تین

منازل طریقت کی طسرف ان کا خیال گیا بالآخر اپنے استادِ علوم ظاہری
مفت شاہ عبدالغنی مجیدی نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ سیرت کا
شرف بخش جائے۔

حضرت شاہ عبدالغنی مجددی، مولانا محمد احسن کے علم و فضل سے خوب واقف تھے کیونکہ علم و حدیث کی تحصیل مولانا محمد احسن نے حضرت شاہ عبدالغنیؒ ہی سے کی تھی لہذا حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے فرمایا کہ جماعت درویشاں میں دعویٰ علم و فضل کی گنجائش نہیں یہاں تو "انا" کو شاکر بقا کی منزل ملتی ہے۔ مولانا محمد احسن، عقیدت و ارادت کے ساتھ خدمت شیخ میں حاضر ہوئے تھے۔ لہذا حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے دست حق پرست پر نقلتہ بندہ کی سلسلہ میں بیعت ہو گئے صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں کہ

”چوں چش علم در سینه بیکینہ ایساں خورش آمدو
ملاشی درویشے گردید سمند بہت خود را در میان خدمت و ہم
درویش! افتد آخر کار بخدمت صاحبزادہ مولانا عبدالغنی
موصوف رسید و مقصود خود را عرض داشتند اوشاں
فرمودند طالب را باید کہ اعتقاد خود را راسخ نموده بخدمت
درویشے رسد تا فائدہ تمام حاصل آید و لا بغیر ای مانعے
نیا شد لہذا انظار اخلاص ایساں را استخارہ پر داختند و ارشاد ساختند
ایساں حب الامر استخارہ پر داختند لہذا ازاں ارادت
را نسخ خود را بخدمت اوشاں عرض کرد و نمود دست ارادت
باسدق عقیدت در دست حق پرست اوشاں دادند و

بیعت طریقت کرد و دوا از برکت صحبت اوشاں برعکس
کہ علم با سوا حجاب آں علم است علم یا فتنہ دوز تعلیم توجہ
خاص از اسم بمسمیٰ پے بردند“
جب مولانا محمد احسن صاحب ۱۲۸۳ھ میں حج بیت اللہ کو گئے تو
شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالغنیؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے
اور شیخ پر مولانا محمد احسن شرف اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔
صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں کہ

دو در صحبت شیخ خود از کیفیت نسبت لطیف اثر بلین
ہوا شدند و اجازت یا فتنہ دنازاں گردید

مولانا محمد احسن کے ذکر اللہ کا یہ عالم تھا کہ کسی وقت یا دلہی سے غافل نہ
ہوئے جب عشاء کی نماز کے بعد مولانا محمد احسن لیٹ جاتے تو گھر کے لوگ سمجھتے کہ
مولانا سو رہے ہیں مگر مولانا ذکر الہی میں مشغول ہوتے تھے اور سیرۃ حافلہ تجذیب
ہو رہا معلوم ہوتا۔ مولانا اکثر شب بیداری کرتے تھے جب ۱۲۸۶ھ میں مولانا
موصوف بہ مقبوت بنے تو قوی نے حج بیت اللہ کو جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنے مرید
علی محمد قاسم نیا نگر (دہلی) کی اصلاح و تربیت کے لئے مولانا محمد احسن کو
فرمایا کہ مولانا محمد مقبوت نا قوی اس سلسلے میں اپنے ایک مکتوب مودعہ سفر
۱۲۸۶ھ میں لکھتے ہیں کہ

انوار العارفین ص ۵۰

مکتوب مقبوتی مکتوب علیٰ مطہرہ دلی ہنگری رسید فی ۱۲۸۶ھ

انوار العارفین ص ۵۰

”انشاء اللہ جب میں روانہ ہوں گا تم کو اطلاع دوں گا اور جو
 اوقات اس وقت کے مناسب ہوں گے عرض کروں گا مولوی
 محمد امین صاحب اور مولوی محمد رفیع صاحب بریلی کا کالج میں لوکر
 میں اور ان کا لیکچر چھاپہ خانہ ہے یہی ان کے لئے نشان ہے
 اور انشاء اللہ قاتی اگر میری صورت روانگی ہوئی تو مولوی
 محمد امین صاحب کو تمہارے باب میں لکھ دوں گا۔“

جب مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا سچ جانے کا ارادہ کچھ بچہ ہوا تو انہوں
 نے منشی محمد قاسم نیا نگر (راجپوت) کو رجمادی الاولیٰ ۱۲۸۱ھ کے ایک
 مکتوب میں، ان علمائے باہل کا تعارف کرایا جن سے مولانا محمد یعقوب کی عدم
 موجودگی میں فیض حاصل کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے

”یہاں چند عالم باعمل صاحب کمال تھے ان سے ملاقات
 ہوتی تو امید نفع کی تھی۔ مگر ہر کام وقت پر منحصر ہے ان
 بزرگوں میں سے یہ نام یاد رکھو جناب مولوی محمد قاسم صاحب
 نانوتوی... جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی،
 مولوی محمد منظر صاحب پٹنہ، امیر می مدرسہ گنگوہی، محقر
 کے بھائی اور وطن دار ہیں۔ سہارنپور کے درسد مظاہر العظم
 میں مدرسہ اول میں اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی محمد امین

لے مکتوبات یعقوبی مکتوب ح ۱۔ مطبوعہ دہلی، پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۶۹ء

صاحب بریلی کے انگریزی مدرسہ میں مدرس ہیں۔“
 مولانا محمد امین مرید بہت کم کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے منشی محمد اسحاق
 لکھتے ہیں ایک مرتبہ مولانا سے کہا کہ
 ”مولوی صاحب! آپ بھی تو عالم ادب بزرگ ہیں جس طرح
 مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید کثرت سے ہیں آپ
 بھی لوگوں کو مرید کیسے گھر بیٹھے آمدنی ہوئی۔“
 مولانا محمد امین نے ہنس کر جواب دیا۔

”بی صاحب! مولانا رشید احمد صاحب کا کیا ذکر ہے وہ تو بادشاہی
 امدادی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ محنت کر کے کھاؤ اسی لئے
 ملازمت کرتا ہوں۔“

مولانا نہایت علیم، بردبار اور سلیم الطبع تھے فتوہ
 فساد سے سخت متنفر تھے۔ ہمیشہ خوش
 رہتے اور بچوں سے محبت کرتے تھے اپنے گھروالوں کی خوشی کا خاص طور سے خیال
 رکھتے تھے جس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ خاندان میں کسی کی شادی تھی گھروالوں نے مولانا کی وجہ سے
 کوئی ایسی رسم وغیرہ نہیں کی جس سے تقریب شادی کا اندازہ ہوتا مولانا نے جب
 کیفیت دیکھی تو مستورات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

لے بے تکلفانہ اظہار خیال ہے۔

لے مکتوب منشی عزیز حسن نانوتوی بنام راجہ وردھ سار دسمبر ۱۹۶۵ء

”ڈکیر! تمہارے گھر میں شادی ہے اور تم کوئی خوشی کی بات نہیں کر رہی ہو جس سے معلوم ہو کہ اس گھر میں شادی ہے“

اعزہ واقرباء کی فرمائشیں

جب مولانا محمد احسن نانوتی سے بریلی سے منگواتے تھے مولانا احمد علی محدث بہار پوری، مولانا علی نانوتی، مولانا یعقوب نانوتی، عمولانت علی، شیخ اسد علی کے علاوہ مولانا فرمائشیں خاندان اور برادری کی دستورات کی ہوتی تھیں۔ مولانا محمد احسن ان فرمائشوں کو بالتفصیل اپنی ڈائری میں لکھتے اور ان چیزوں کو خرچ کرنے کے بعد ان سے مستثنیٰ ضروری یادداشتیں بھی لکھتے۔

مولانا کی قلمی بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد احسن کی والدہ ۱۲۷۵ھ تک زندہ رہیں کیونکہ اس کے بعد ان کی فرمائشیں بیاض میں درج نہیں ہیں۔ مولانا محمد احسن قرض کی مکمل تفصیلات درج کرتے تھے اور اس باب میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔

خانگی معاملات

مولانا محمد احسن کے دو بیویاں تھیں پہلی شادی گنگوہی میں متولی نصیر الدین کی بہن ”امانت النساء“ کے گرامہ ہوئی تھی جن سے ایک لڑکی کلثوم، اور دو لڑکے مولوی فضل الرحمن اور شیخ محمد اسلم پیدا ہوئے مولانا ان کو ”والدہ فضل الرحمن“ کہتے تھے۔ دوسری بیوی نانوتی والی تھیں ان کو ”والدہ عبدالاحد“ کہتے تھے خاندان کے سب لوگ انہیں ”شادی“ دلاتے کہتے تھے مولانا کی خانگی زندگی ہمیشہ خوش گوار رہی دونوں اہل خانہ کو

علیحدہ علیحدہ خرچی دیتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں بیویاں کافی رقم پس انداز کر لیتی تھیں اور لمبا اوقات مولانا محمد احسن ان سے قرض لیتے تھے۔

مولانا ضبط و نظم کے بہت پابند تھے تمام مصارف روزانہ قلم بند کرتے تھے ہینے کے آخر میں آمد و خرچ کا میزان دیتے تھے مولانا کی آمدنی عام طور سے دوسو روپیہ ماہانہ سے زائد ہوتی تھی لیکن خرچ ہمیشہ آمدنی کے قریب رہتا تھا مشکل سے دس پانچ روپیہ باقی بچتے تھے مولانا محمد احسن نہایت خوش خوراک اور خوش پوشاک تھے۔ زندگی بہت فراغت اور خوش حالی سے بسر ہوتی تھی۔ مولانا محمد احسن اپنی سوتیلی اولاد مولوی عبدالاحد اور بلذنب کی ضروریات کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔

مولانا محمد احسن کا سلسلہ احباب نہایت وسیع تھا علماء حلقہ تعلقات اکرام اور شاہیر ملک سے خاص تعلقات تھے۔ بریلی، دہلی اور نانوتی کے احباب کے نام اوپر گزر چکے ہیں اس فہرست میں درج ذیل ناموں کا اضافہ ہو سکتا ہے۔

- (۱) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی المتوفی ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۹ھ
- (۲) مولانا نور الحسن کا بدعلوی المتوفی ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ھ
- (۳) مولانا عبدالحی فرنگی علی المتوفی ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۶ھ
- (۴) مولانا شیخ محمد نانوتی المتوفی ۱۲۹۶ھ / ۱۸۸۴ھ
- (۵) مولانا رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ھ
- (۶) مولانا محمد قاسم نانوتی المتوفی ۱۲۹۶ھ / ۱۸۸۰ھ

(۷۴) مولانا محمد یعقوب نافو قوی المتوفی ۱۳۰۲ھ
۱۸۸۸ھ

(۷۵) مولانا عالم علی مراد آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ
۱۸۸۸ھ

(۷۶) مولانا عبدالقدیم المتوفی ۱۲۹۹ھ
۱۸۸۲ھ

(۷۷) مولانا احمد حسن مراد آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ

(۷۸) مولانا ذوالفقار علی دیوبندی المتوفی ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۴ھ

(۷۹) مولانا فضل الرحمن دیوبندی المتوفی ۱۳۰۸ھ
۱۸۹۱ھ

(۸۰) مولوی محمد حسین مراد آبادی مولف الزوار العارفین

(۸۱) مولوی محمد ریاض الدین کاکوری المتوفی ۱۲۹۵ھ
۱۸۸۸ھ

(۸۲) مفتی سعد اللہ مراد آبادی المتوفی ۱۲۹۲ھ
۱۸۸۵ھ

(۸۳) مولانا ارشد حسین جھڑی رام پوری المتوفی ۱۳۱۱ھ
۱۸۹۴ھ

(۸۴) مولوی غلام امام شہید المتوفی ۱۲۹۳ھ
۱۸۸۶ھ

(۸۵) مولوی محمد حسن سہارنپوری

مولوی ریاض الدین ولد مولوی سلیم الدین کاکوری وطن ولادت ۱۲۲۹ھ
۱۸۱۳ھ

میں ہوئی علوم متعارف مولوی فضل اللہ تنویری، مرزا علی لکھنوی، مولوی نور الحسن

کاندھلوی اور مولوی حسین احمد علی آبادی سے حاصل کئے حاجی ابن الدین المتوفی ۱۲۵۳ھ
۱۸۳۷ھ

سے سمیت تھے۔ مگر میں مفتی و مصنف ہے۔ انقلاب ۱۳۵۷ھ کے بعد ڈوگلا ہے

رام پور میں دارالعلوم کے مفتی ہے ۱۲۹۳ھ میں حیدر آباد کو انتقال ہوا (دیکھو مشاہیر
۱۸۸۸ھ)

کاکوری از محمد علی حیدر صد ۱۴۰۵ھ مطبع لطابع لکھنؤ ۱۲۷۵ھ

(۸۶) مولوی حکیم سعید اللہ ساکن قصبہ اولہ منلیع بریلی المتوفی ۱۳۰۵ھ

(۸۷) حکیم سعادت علی خان رئیس عظیم اولہ و مدارالمہام ریاست رام پور المتوفی ۱۲۸۳ھ
۱۸۶۶ھ

(۸۸) سر سید احمد خاں بہادر المتوفی ۱۲۹۵ھ

(۸۹) عبدالرحمن خان مالک نظامی پریس کانپور

(۹۰) منشی نوز کشور مالک نوز کشور پریس لکھنؤ المتوفی ۱۲۹۵ھ

(۹۱) شیخ بہال احمد دیوبندی

(۹۲) منشی جمال الدین مدارالمہام ریاست بھوپال المتوفی ۱۲۹۹ھ
۱۸۸۱ھ

(۹۳) مولانا فیض الحسن سہارنپوری ۱۳۰۲ھ
۱۸۸۷ھ

مولوی حکیم سعید اللہ مولوی حافظ حکیم عظیم اللہ علیہ السلام میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم نے والد سے

حاصل کی پھر بریلی میں مولانا ابوبکر اور مولانا قسطل علی کی تائید سے مولانا غلام علی صاحب قصبہ رام پور میں شرکت

کی اور اولہ منلیع میں شرکت جنگ رہے۔ جب تحریک ۱۳۵۷ھ بالا سبب ہوئی تو عدلیہ مدافعت

رہے بڑی سعی و سہار سے معافی ہوئی ۱۳۰۴ھ میں انتقال ہوا آپ کے نام و فرزند یاد کریم بخش

تھے حکما انتقال فروری ۱۳۰۵ھ میں ہوا۔ جن کے ایک صاحبزادے والدی شیخ منیت اللہ قادری

المتوفی ۱۳۰۵ھ و مولانا ۱۳۰۶ھ و مولانا ۱۳۰۷ھ و مولانا ۱۳۰۸ھ و مولانا ۱۳۰۹ھ و مولانا ۱۳۱۰ھ

و مولانا ۱۳۱۱ھ و مولانا ۱۳۱۲ھ و مولانا ۱۳۱۳ھ و مولانا ۱۳۱۴ھ و مولانا ۱۳۱۵ھ و مولانا ۱۳۱۶ھ و مولانا ۱۳۱۷ھ و مولانا ۱۳۱۸ھ و مولانا ۱۳۱۹ھ و مولانا ۱۳۲۰ھ

و مولانا ۱۳۲۱ھ و مولانا ۱۳۲۲ھ و مولانا ۱۳۲۳ھ و مولانا ۱۳۲۴ھ و مولانا ۱۳۲۵ھ و مولانا ۱۳۲۶ھ و مولانا ۱۳۲۷ھ و مولانا ۱۳۲۸ھ و مولانا ۱۳۲۹ھ و مولانا ۱۳۳۰ھ

و مولانا ۱۳۳۱ھ و مولانا ۱۳۳۲ھ و مولانا ۱۳۳۳ھ و مولانا ۱۳۳۴ھ و مولانا ۱۳۳۵ھ و مولانا ۱۳۳۶ھ و مولانا ۱۳۳۷ھ و مولانا ۱۳۳۸ھ و مولانا ۱۳۳۹ھ و مولانا ۱۳۴۰ھ

و مولانا ۱۳۴۱ھ و مولانا ۱۳۴۲ھ و مولانا ۱۳۴۳ھ و مولانا ۱۳۴۴ھ و مولانا ۱۳۴۵ھ و مولانا ۱۳۴۶ھ و مولانا ۱۳۴۷ھ و مولانا ۱۳۴۸ھ و مولانا ۱۳۴۹ھ و مولانا ۱۳۵۰ھ

و مولانا ۱۳۵۱ھ و مولانا ۱۳۵۲ھ و مولانا ۱۳۵۳ھ و مولانا ۱۳۵۴ھ و مولانا ۱۳۵۵ھ و مولانا ۱۳۵۶ھ و مولانا ۱۳۵۷ھ و مولانا ۱۳۵۸ھ و مولانا ۱۳۵۹ھ و مولانا ۱۳۶۰ھ

شان و این احقر نوشتہ شدہ بود و بسبب وقوع عقد فتح
ماملہ گردیدہ بود و بازار سر نو بحسب میاد مقومہ صورت لبت

جنگ آزادی ۱۲۵۷ء کے بعد ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۵۸ء مطابق ۱۲
جنوری ۱۲۵۸ء کو اراضی موازی دودھ و چیل پنج درہہ اراضی سکنا فی محلہ
خشت ہائے پنجہ شکل بر دو قطعہ واقعہ اندرون محل سکونہ شیخ اسد علی و
نصف حصہ دوکان افتادہ بیرون محل مذکورہ واقعہ ناوہ بکملہ شیخ زادگان
کا بیخانہ مولانا محمد احسن ناوہی کے حق میں ہو گیا ہے اس بیخانہ پر گواہوں کی
حیثیت سے مولوی قطب علی، شیخ کرم، سادات علی، علی بخش، محمد حسن، قلندر بخش
شیخ حجاب علی، مبارز الدین، محمد رضا، پیرخان، مولانا بخش، عبداللہ (مولانا)
محمد یعقوب (ناوہی)، شیخ اسد علی اور محمد رحیم کے دستخط اور ہر بی ثبت ہیں۔

اس اراضی کی تفصیل و حدود اور پیر مندرجہ ذیل ہیں

قطعہ اولی غیر مشترک محلہ خشت

تعدادی مالک ^{۱۲۵۷} درہہ کر در ولت قطعہ ہذا بحقیقت بالاعان بمعرض بیع ہذا

شرعے ^{۱۲۵۷} عسربے جنوبے شمالے
حد متعلق آمدورفت مشترک حد ملحق شارع عام پیوستہ قطعہ سکونہ حد قطعہ ثانی مشترک
شیخ اسد علی و قطعہ بیہ ممن این طرف گزشتہ شیخ اسد علی مذکور شیخ اسد علی مذکور

لے اس بیخانہ کی نقل بینہ کی کتاب تہذیبی نقل بینانہ جات (سلسلہ ۱)
صفحہ ۱۱ نمبر ۳۱۶ پر درج ہے

۲۷ یہ تفصیلات نقل بینانہ سے مقتبس ہیں۔

قطعہ ثانیہ مشترک تعدادی مالک ^{۱۲۵۷} درہہ کہ خیمال کوئی حصہ

مورثت ملکہ خشت بحقیقت بالاعان بمعرض بیع ہذا گذرہ تعدادی ^{۱۲۵۷} درہہ

شرعے ^{۱۲۵۷} عسربے جنوبے شمالے
حد پیوستہ قطعہ افتادہ حد شارع عام قطعہ اولی بیہ بعض شارع عام
الطب علی و بعض اکبر علی قطعہ سکونہ شیخ اسد علی

قطعہ ثانیہ افتادہ معروف دوکان و دریاں حد و درندہ ذیل مشترک شیخ اسد علی
کہ منہل آں نصف حقیقت بالاعان بمعرض بیع آمدہ

شرعے ^{۱۲۵۷} عسربے جنوبے شمالے
شارع عام زمین جہنا واس شارع عام مسجد

اس خرید کردہ مکان کے راستے اور حدود دروازہ کے معاملات شیخ اسد علی
صاحب سے ملے ہوئے۔ شیخ اسد علی صاحب سے دومرتبہ معاملات ہوئی کوٹھری
طرز، طویل و صغیر (سوائے اراضی راہ مشترک) اور کھانچہ جنوبی طے

یہ شیخ اسد علی سے خرید گیا پانچ مولانا محمد یعقوب ناوہی کے سامنے عمل میں
آئی اور اس میں ثلث زمین ملوک مولانا محمد اسحاق جو راستہ میں تھی شیخ اسد علی صاحب
کے حق میں وضع ہو گئی اس کے بعد دروازہ داتا محمد زمین شیخ اسد علی صاحب
سے ایک سو روپیہ میں خرید گیا دروازہ کی خریداری ۱۲۶۷ء میں عمل میں آئی

اس میں سے حصہ دو پیہ مولانا محمد اسحاق کے ذمہ باقی رہے جو کہ انہوں نے ضرورت
۱۲۶۷ء میں شیخ اسد علی کو ادا کر دیئے۔ اس کی تفصیل مولانا محمد احسن ناوہی
۱۸۹۲ء

اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں

پہا نش زمین کہ دولت آں مد دولت ملیہ و چاہ از شیخ
اسد علی صاحب خدیہ شد و در بروئے مولوی محمد یعقوب صاحب
پہا نش کردہ شد

شتر قاضی محمد آغا مرغی جزائرا محمد آغا شملی ماضی

کوٹھڑی طویل شلت		لحہ درعہ		درعہ		درعہ	
طویل	لحہ درعہ	درعہ	درعہ	درعہ	درعہ	درعہ	درعہ
۵ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ
صمن طویلہ سوائے راہ شترک	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ
کھانچہ مرغی ملاحق صمن طویل	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ
یک شلت	دولت	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ

دولت ملکہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ
درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ
درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ درعہ

زمین مشترک صرف گون دروازہ و تاج و درعہ از پیش دروازہ
جانب جنوب از راہ آمد و برآمد کہ در آنجا دروازہ چوبی نو خواب شد مانفہ است و لبہ دیوار
مشرق راہ آمد و برآمد ہم کمال و کمال مشترک است
در دروازہ و تاج صحن با صحن یکصد روپے خدیہ شد نہ

لے یہ سلطنت بھی متعلقہ دہانہ دی اور تکی بیاض سے حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے سوانح
اکبری جلد اول و مولفہ مولانا منظر الحسن گیلانی مرحوم کے صفحہ ۴۰۰ کے حاشیہ
میں ایسی روایت سپرد قلم فرمائی ہے جس سے مولانا محمد احسن نانوتوی کا اعلیٰ کردار
معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے مکان کی خرید و فروخت سے متعلق جو دستاویزات اور کاغذات
میں ان کی روشنی میں یہ روایت بالکل بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ اور ہوا خیال
ہے کہ شیخ اسد علی صاحب کی موروثی حویلی "نعل" میں مولانا محمد احسن قاضی و
اصل ہو گئے اور پھر شیخ صاحب سے بھی براہ راست بیح و شری کے بعض معاملات
میں اس سے طبیعتوں میں کچھ گزائی اور انقباض پیدا ہو گیا ہو گا جو ایک فطری
امر ہے اور پھر وہی طبائع کی گزائی اور انقباض نہ معلوم کس پیرایہ بیان میں
اٹل ہوا رہا اور ان کی گھر طو روایات سے متاثر ہو کر مولانا قاری محمد طیب
صاحب نے یہ تحریر سپرد قلم فرمادی لیکن منشی عزیز حسن صاحب نانوتوی کے
لہجہ و لہجہ پر کافی نقل و تحریر کے بعد مولانا محمد طیب صاحب نے ماہنامہ دارالعلوم
المہند مجریہ جنوری ۱۹۵۷ء (جلد ۵ شمارہ ۳۷) میں صفحہ ۵۴۰
کے حاشیہ کی اس عبارت کو آئندہ ایڈیشن میں حذف کرنے کا مندرجہ ذیل تحریری
اعلان شائع کر کے اپنی سلامت روی اور اعلیٰ کردار کا ثبوت دیا۔

"سوانح قاسمی، جلد اول کے صفحہ ۵۴۰ کے حاشیہ نمبر ۱ پر
حضرت اقدس مولانا نانوتوی قدس سرہ کے عہدی مکان کے تذکرہ
کے ضمن میں من احرر کی نقل سے ایک روایت درج ہوئی ہے جس میں
حضرت کے والد اجد شیخ اسد علی مرحوم اور مولانا محمد احسن صاحب

کے درمیان دروازہ مکان کی دادوستد اور اس کی کاغذی
نوشت و خواندگی کیفیت تحریر کی گئی ہے۔ مولانا محمد احسن صاحب
کے نواموس میں سے برادر محترم جناب مفتی عزیز احمد صاحب
نے اپنے والد نامہ میں اس روایت کے خلاف بعض نقاط کی طرف
توجہ دلائی جس سے روایت کے اجزاء میں شبہ بڑھ گیا وہ ہرگز
جس سے یہ روایت سنی گئی آج دنیا میں موجود نہیں کہ ان سے یہ
شریح مل گیا جائے اور ادھر برادر موصوف کے والد نامہ میں جن
بنیادوں کے سامنے لایا گیا ہے ان کی تردید کی کوئی وجہ موجود
نہیں اس نے حاشیہ کی روایت حسب اصول دے نامیو سیک
الی مالا سیر سیک کے قابل ترک نظر آئی ساتھ ہی اس روایت
سے حضرت مولانا محمد احسن صاحب پر جو حدیث آنا تھا وہ
اس والد نامہ کے مشمولات سے بالکل صاف ہو جاتا ہے چونکہ
مولانا محمد روح کی ذات گرامی ہمارے اکابر میں سے ہے علمی
حلقوں پر ان کے احسانات انہیں ہیں اور بحیثیت مصنف
احسن المتقاع و مفید الطالبین وغیرہ علماء و طلباء انہیں
جانتے پہچانتے ہیں اور دلوں میں ان کی عظمت رکھتے ہیں جس
کا تقویٰ تقاضہ یہی ہو سکتا ہے کہ ان کی طرف کسی کمروری کی

لے صحیح نام عزیز حسن ہے۔ (محمد ایوب قادری)

نسبت دلوں کو گوارا نہ ہو چنانچہ روایت مذکورہ قلم بند کرتے
ہوئے دل اس ناگوار سے خالی نہ تھا گو مورخ کی نظر بحیثیت
مورخ کے اس قسم کے اخلاقی کیفیت پر نہیں صرف نقل و روایت
پر مرکوز رہتی ہے، اس نے بھی حاشیہ کی روایت قابل ترک و خطوط
کے مشمولات قابل قبول محسوس ہوئے لہذا اس واقعہ قاسمی جلد اول
صفحہ ۴۵ کے متن میں سے فقرہ "بلکہ ایک قصہ بولوی سن نا توڑی
مردم کا" تا ختم ان کے قصہ میں آپ نے رہنے دیا۔ دج حاشیہ
کی روایت پر مبنی ہے اور اس صفحہ کا حاشیہ ملے حذف کیا جاتا
ہے جو آئندہ ایڈیشن میں شامل نہ ہو گا۔ محمد طیب "

حلیہ اوسط تہہ گور سے چٹے، گھنی گوں داڑھی، ناک ستریاں،
خیر، چہرہ سے متانت اور سبک کا اظہار ہوتا تھا علم و بردباری طبیعت
اس کوٹ کوٹ کر بھری تھی لے

لباس لباس میں کرتا، پاجامہ اور عبا پہنتے تھے صدری اور انگریز
لباس بھی زیب تن کرتے تھے موسم سرما میں کاف، تو شک، رضائی، دوہر
اور اند کا اہتمام ہوا تھا، کپڑوں میں فاضل، بھینٹ، جامدانی، گس، بانسہ
بلوادر اٹلس کے کپڑے مولانا کے گھر میں استعمال ہوتے تھے "امیر" خیاط کا ایک مستقل

لے شریف نور محمد لارہا نا توڑی، گیارہ دسمبر ۱۹۹۹ء جامعہ راسم

کھاتا تھا اسے

تصانیف و تراجم مولانا محمد احسن کی زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے عبارت ہے مطبع صدیقی

بریلی کی وجہ سے اس سلسلہ کو اور بھی وسعت ہوئی کیونکہ مطبع اپنا کھانا مولانا کے زیادہ تر نسخہ، تراجم کتابوں کے اردو میں ترجمے کے ہیں بریلی کے قیام میں تصنیف و تالیف کا کام زیادہ ہوا آخر زمانہ میں جب انوتہ قیام رہا تو اس وقت مطبع متبائی دہلی کا تصحیح و حاشی کا کام ہوا اس زمانے میں بعض ترجمے بھی ہوئے مولانا محمد احسن نے جو ترجمے کئے ہیں ان کی زبان، با محاورہ، صاف اور سلیس ہے

مولانا بڑی حد تک قواعد زبان اور صحت عبارت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ مولانا افضل ترجمہ کی بجائے با محاورہ ترجمہ کو ترجیح دیتے تھے اس وقت نشر و ادبیات عامہ میں بھی اس نے نثر اردو کے ارتقا میں مولانا محمد احسن کی تصانیف و تراجم خاص توجہ کے مستحق ہیں اب ہم ذیل میں مولانا محمد احسن کے علمی کارنامے پیش کرتے ہیں۔

(۱) تحفۃ المحضین مولانا محمد احسن کی غالباً یہ سب سے پہلی تصنیف ہے انہوں نے یہ مختصر رسالہ باشندگان بنارس کی

درخواست پر ان عورتوں کے بیان میں لکھا ہے جن سے مرد کو نکاح کرنا حرام ہے یہ رسالہ ۱۲۶۵ھ ماہین عیدین لکھا گیا یہ رسالہ ایک مقدمہ، نو فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ہر فصل کا مضمون بیان کرنے کے بعد متعلقہ مسائل بھی اسکا

۱۔ یہ تمام تفصیل لکھی بیاض میں درج ہیں۔

لعل کے ساتھ درج کر دیئے ہیں بلکہ مقدمہ اور خاتمہ کے ساتھ بھی بعض مسائل شامل ہیں زبان عام فہم اور با محاورہ ہے تمام مسائل کا جواب فقہ حنفی کے موافق لکھا گیا ہے۔ بعض مسائل میں مختلف ائمہ فقہ کی رائے بھی نقل کی گئی ہیں جس سے مولانا کی وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے کتاب میں تین فترے بھی متوجہ جواب شامل ہیں اس کتاب کے کئی اڈیشن شائع ہوئے ہمارے پیش نظر مطبوعہ محرم ۱۲۸۵ھ مطبع مطہانی کانپور) رہا ہے

(۲) اصول جبر ثقیل نام سے مضمون کتاب ظاہر ہے۔ ۱۲۵۵ھ میں بنارس میں یہ کتاب طبع ہوئی ہے

(۳) نافعہ خریداران یہ رسالہ مولانا محمد احسن صاحب نے سید و شری کے مسائل کے بیان میں لکھا ہے جیسا کہ آغاز رسالہ

میں خود تحریر فرماتے ہیں تے

”اس زمانہ میں اکثر لوگ اپنی ہاتھ کی کمانی تو کم کرتے ہیں اور تجارت وغیرہ کیا کرتے ہیں لیکن معاملات میں و شری میں مصلحتوں کے نفع کے لئے ضروری جان کر یہ رسالہ کہ اسم آریخی اس کا نافعہ خریداران ہے لکھا گیا اور قبل بیان مسائل ۱۲۴۲ھ

کسب حلال اور برائیاں کسب حرام کی درستی میں اور اکثر

۱۔ تاریخ داستان اردو از مآخذ سن قادری ص ۱۹۰ (ذکرہ ۱۳۱۷ھ)

۲۔ نافعہ خریداران از مولانا محمد احسن صاحب مطبع نعلی کانپور ۱۲۷۵ھ

روایتیں اس رسالہ کی جادیاں، درخت آواز اور عاطفیری سے نقل ہیں؟
مولوی محمد رضا مائل مراد آبادی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے
جب رسالہ یہ ہو گیا پورا
مائل خستہ نے کبھی تاریخ
بالغ و دستری کے نافع ہو

۱۲۴۲
۱۸۵۵

(۱۷) قواعد اردو حصہ چہارم
ڈائرکٹر آف پبلک انشٹرکشن صوبہ شمالی
و مغربی (دہلی) کے حسب اہم منصب کی طرف
نے قواعد اردو کو چار حصوں میں ترتیب دیا گیا اس سلسلہ کا چوتھا حصہ مولانا محمد حسن
نے مرتب کیا ہے۔ شروع کے تین حصے دوسرے حضرات نے لکھے مولانا محمد حسن
آغاز رسالہ میں لکھتے ہیں کہ

”جانتا چاہیے کہ یہ رسالہ قواعد اردو کو بموجب ارشاد فیض
بنیاد جناب مستطاب معلی القاب جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر
تعلیم ممالک شمالی و مغربی کے انٹر ایجوکیشنل سروس اول
فاریس مدرسہ برہمنی نے مستطاب میں تالیف کیا اور تابع قدور
عبارت سہل اور قواعد ضروری کا ہونا ملحوظ رکھا اور بعض باتیں
عربی فارسی کی جن کا جانتا تو آمو زوں کو ضروری ہو موجب ہوشیاری
کا تھا وہ بھی درج کی گئیں اور پہلے بیان مستطاب سے کچھ

سے قواعد اردو حصہ چہارم از مولانا محمد حسن ص ۲۰ مطبوعہ سر پٹھانہ ۱۹۰۵ء

اصطلاح میں جو قواعد میں مذکور ہیں ان کی بھی فقہین اور چوکاس زبان
کی صرف و نحو بھی خوب منبسط نہیں ہوئی لہذا ناظرین وقت
ملاحظہ کے خود جان لیں گے کہ کس طرح کی کاوش کرے کہ یہ باتیں بھی
عین اس رسالہ میں چار باب میں اولیٰں اصطلاحات دوسرے
میں صرف تیسرے میں نحو اور چوتھے میں ترکیب کرنے کا طور اور
کچھ قواعد ضروری لکھے گئے۔

چونکہ یہ کتاب لغت میں شامل دی بنیاد بیسیوں ڈکشن س کے مشابہت ہے
ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ احسن القواعد مولانا محمد حسن نازوی کی تالیف ہے حالانکہ
احسن القواعد میں مولف کا نام صراحت سے محمد نجف علی خاں سولطان مراد آباد لکھا
ہو احسن القواعد کے مولف محمد نجف علی خاں مولانا محمد حسن کے شاگرد تھے اسی
کے قبول نے اپنے استاد مولانا محمد حسن کے نام پر اپنی اس کتاب کا نام ”احسن القواعد“
لکھا مولانا محمد حسن صاحب کی ایک تقریر لفظ احسن القواعد میں ضرور شامل ہے۔

فن عروض میں مولانا محمد حسن کا مختصر مگر جامع رسالہ ہے
(۵) رسالہ عروض اسباب تالیف کے سلسلے میں خود مولانا محمد حسن لکھتے ہیں کہ

”یہ رسالہ عروض و تقوا میں بموجب ارشاد ہدایت بنیاد قدردان
ابن علم صاحب والا نسب جناب مستطاب کمپین صاحب
بہادر ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی (دہلی)

نے رسالہ عروض از مولانا محمد حسن ”قدرد“ (طبع مراد آباد ۱۹۰۵ء)

کے احقر العباد محمد احسن مدرس اول فارسی مدرسہ بریلی نے
 سن ۱۲۸۱ھ میں تالیف کیا اس میں قواعد ضروری عروض اور قافیہ
 کے اور مشہور مروج بحرین کے نام اور نہایت مشہور زعافات لکھے
 جاتے ہیں جو بحرین کو غیر مشہور یا زبان حافت مرکب خواہ غیر مشہور
 ہیں یا بحرین مروجہ حال میں نہیں آتے ان کا ذکر اس میں نہیں
 لکھا اور عبارت کا آسان ہونا اور اس میں سے طلب کا بخوبی سمجھ
 میں آنا تمام رسالہ میں ملحوظ رکھئے اس رسالہ میں دو باب ہیں
 باب اول میں عروض کا بیان ہے اور دوسرے میں قوافی کا ذکر ہے
 رسالہ میں اکثر مثالیں مولانا محمد احسن نے اپنے اشارہ دیے ہیں یہ رسالہ
 بھی متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔

(۶) زاد المحدثات | یہ کتاب تعلیم نواں کے بیان میں تالیف کی گئی اس نے
 گورنمنٹ نے ارادہ قدردانی زاد المحدثات کی پانچویں
 جلد میں خریدیں۔ اور تین سو روپیہ انعام بھی دیا ہے
 کتاب ۱۲۸۵ھ میں لکھی گئی ہم تاریخی ہے۔ طبع صدیقی بریلی میں طبع
 ہوئی ہے کتاب تہذیب، چار ابواب اور قاتمہ پر مشتمل ہے۔

(۷) مفید الطالبین | مولیٰ کے ابتدائی طلباء کے لئے نصاب کی ضرورت
 سے یہ کتاب لکھی گئی ہے کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے

پہلے باب میں قریب ڈیڑھ سو امثال و نموا غلط کے مختصر حیلے ہیں اور باب دوم
 میں تقریباً چالیس سبق آموز حکایات و تعلیمات شامل ہیں۔ دارالعلوم دہلی شریف
 دارالعلوم کراچی نیز دیگر مدارس عربیہ میں یہ کتاب داخل نصاب ہے۔ ادیب مشیر یوسف
 اعجاز علی امر دہلی المتوفی ۱۳۷۲ھ رجب ۱۹۵۵ء نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔

حجت الاسلام ام غزالی کی مشہور تصنیف، حیا و علوم کا
 (۸) مذاق العارفين | اردو ترجمہ مولانا محمد احسن نے منشی ذل کشور دہلی

طبع نو کشتور کھنڈی کی فرمائش پر سن ۱۳۸۱ھ تا ۱۳۸۶ھ چار ضخیم جلدوں میں کیا
 مذاق العارفين تاریخی نام ہے ترجمہ با محاورہ اور سلیس ہے۔ مولانا محمد احسن نے تخریج
 عراقی سے احادیث کے مخارج کا حوالہ حاشیہ پر لکھ دیا ہے اور یہ التزام رکھا ہے کہ جن
 احادیث کی نسبت عراقی نے کہا ہے کہ ان کی سند صحیح ہے وہاں کچھ نہیں لکھا اور جن
 احادیث کو عراقی نے کسی وجہ سے مطول کہا ان کے ساتھ ضعیف وغیرہ ہر جگہ حاشیہ
 پر لکھ دیا ہے آخر دو جلدوں کا ترجمہ پہلے کیا گیا اس کے بعد پہلی جلد کا اور سب سے
 آخری دوسری جلد کا ترجمہ ہوا ہے ترجمہ کا کام سن ۱۳۸۱ھ میں شروع ہوا کہ ۱۳۸۹ھ
 میں اختتام کو پہنچا آخری آیات کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ کے
 مطابق ہے۔ اشارہ کا ترجمہ اشاریں کیا گیا ہے۔ مشروح میں ام غزالی کا مختصر مباحثہ
 ترجمہ شامل ہے۔

قطعات تاریخ از مولانا محمد احسن صاحب

حبیب الدوسم

ہوا جبکہ آوازہ ختم ہو تو دلی کو ہوئی ٹھکر تاریخ شیکو

حاشیہ اور حسب ضرورت متن میں، اضافہ فرمایا مولانا محمد احسن صاحب نے قطعاً
تاریخ یکدکھا ہے۔

ہوئی فقہی مسائل کتاب فیہ فیظیر حسن
سن ختم اسکا میں چاہا تو انصاف سے بولا

۱۲۸۵ھ

۱۔ کتاب کے جملہ حقوق مولوی ابراہیم یار خان تاجر کتب بریلی کے نام محفوظ تھے اور
کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی مولانا محمد احسن صاحب ہی کی حیات میں بعد نظر ثانی طبع ہوا
دہلی سے شائع ہوا یہ کتاب مختلف مطابع میں طبع ہو چکی ہے ۱۲۹۹ھ میں قومی پریس
کراچی میں مولوی وحی علی صاحب طبع آبادی کے اردو حاشیہ کے ساتھ طبع ہوئی
پریس پانک لکھنؤ وجہ سے تمام اشکاک حل کی گئی طرح کچھ نسخے نکل گئے تھے

۲۔ مولوی وحی علی اب محکم شیعہ محمدیست علیہ السلام کو پیدا ہوئے
ابتداءً درجہ تعلیم دونوں کئی تحصیل علی آباد علی پور مدرسہ دارالعلوم
مدرسہ جامع العلوم کراچی میں تمام علوم متداول و غیر متداول سے حاصل کئے۔ ۱۳۱۲ھ میں مدرسہ
ہوئے اور مدرسہ جامع العلوم کراچی میں مدرس ہوئے، ملاحظہ فرمائیے مدرسہ انبیاء کراچی میں
مدرس ہوئے ۱۳۲۴ھ تک مدرسہ انبیاء سے متعلق رہا اس کے بعد مدرسہ محمدیہ دارالعلوم اور مدرسہ
جامع العلوم لاہور سے مشفق ہوئے ۱۳۲۵ھ میں روضہ حج ادا کیا ۱۳۲۸ھ میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں
بحیثیت ماسٹر تقرر ہوا اور یہ تقرر ۱۳۴۹ھ تک رہا تب مدرسہ میں پڑھتے عربی حاشیہ لکھا اور
پریس کراچی میں چھپ چکا ہے۔ یونیورسٹی میں ہی اس کے طلبہ کے لئے تعابید منیات، وحی عرب کیہ، مولوی
وحی علی صاحب، انجیل نے دہلی طبع آبادی میں ہی آپ کے صاحبزادے مولوی شرف علی علی شرف آبادی لکھنؤ
دسید منش پاکستان چمک، کراچی میں ہیں۔

اس نسخہ کو حال میں لاہور کے مشہور اشرف کتب سرائق الدین انڈسٹریز لاہور نے خرید لیا ہے
اور بدلیا نئی یہ کی ہے کہ ترجمہ کی حیثیت سے مولانا محمد احسن صاحب کا نام حذف کر دیا
ہے اور محض مولوی وحی علی صاحب طبع آبادی کا نام ہی رکھا ہے۔ کنز العمال کا ایک
اردو ترجمہ نیز الحاقی کے نام سے پھر احمد علی پریس سہوانی راولپنڈی ۱۳۶۲ھ میں بھی
لکھا ہے جو ۱۳۳۳ھ میں گزرا تبند اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا تھا۔

۱۳۶۲ھ

۱۱۔ غایتہ الاوطار ترجمہ مشہور عالم مولانا خرم علی بھٹوی نے حسب فرمائش
باب ذوالفقار والدہ دس باذہ ۱۲۵۵ھ میں کتاب الکاس سے خروشا کا محرم
۱۲۵۵ھ میں قریب اقسام ہمارے پیغام اعلیٰ کیا۔ مولانا محمد احسن نے اس ترجمہ کو ان کے
اور ان سے اشاعت کی غرض سے خریدا اور بقیہ ترجمہ از باب الاذان تا کتاب الصلوۃ
میں کیا اور جن مقامات کو مولانا خرم علی بھٹوی نے چھوڑ دیا تھا ان کو مکمل اور اس ترجمہ
کو ہر طرح سے صحیح و درست کر کے چند اصحاب کی شرکت میں اول جماعتی خلد مطبعہ عدنی
بریلی سے شائع کیا نام غایتہ الاوطار رکھا لیکن یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ مولانا محمد احسن
کو فوت ہوئی اور ایک اشتہار اس باب میں طبع کر کے شہر کی نواب کتب علی خاں
نے ملاحظہ ہو جبکہ غایتہ الاوطار مولانا محمد احسن صاحب مطبعہ عدنی بریلی میں گہا ہے
ناضیل دوست مولانا عبدالحلیم حشری صاحب کی تحقیق ہے کہ مولانا خرم علی بھٹوی کا انتقال
۱۳۵۳ھ میں ہوا ملاحظہ ہو مدفونہ علم گڑھ ماسٹر آف لاء ۱۳۵۴ھ
۱۲۔ اس کتاب کی ابتدا ۱۲۵۵ھ میں ہوئی اور افتاء ۱۳۶۲ھ میں ہوئی مولانا محمد احسن صاحب
۱۳۶۲ھ سال ۱۳۶۲ھ کے مطابق تاریخ نام غایتہ الاوطار رکھا۔

رئیس رام پور لٹوئی ^{۱۸۸۳ء} نے طباعت کے جملہ مصارف برداشت کئے مولانا محمد احسن نے نواب رام پور کی معارف پروری کا خاص طور سے ذکر کیا ہے اس کتاب کی تصحیح و تکمیل میں مولانا محمد احسن کے پڑے بھائی مولانا محمد مظہر نانوتوی رائلٹونی سٹیل پرنٹرز مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور بھی شریک رہے اس ضخیم اور گر افادہ کتاب کی چاروں جلدوں کی طباعت ^{۱۸۸۳ء} میں ہوئی جیسا کہ قطعات ذیل سے ظاہر ہے۔

قطعات تاریخ از مولانا محمد احسن صاحب

رنگ گنراج پر گردیدر طبع اس نسخہ سال قمری زہ نکر مجستہ پیہم
از دل غیب نما داد سر و شرم ناگاہ پے تاریخ بگو نقد امام عظیم

جب موصی کی یہ کتاب مطبوعہ ^{۱۸۸۳ء} دیکھ کر ہم رنگ بہار تازہ بخش
پایا سر حسن سے حسن طبع خسرم سے ہے یادگار احسن

از میر ہدایت علی ہدایت بریلوی ^{۱۸۸۳ء}

باہتمام مولوی صاحب سے جب مکے ۲ سان و مشکل چھپ گئے
سال یہ دل سے ہدایت کے ملا دین اعظم کے مسائل چھپ گئے

یہ کتاب نول کشور پریس لکھنؤ میں بھی چھپی ہے ہمارے پیش نظر مطبعہ ^{۱۸۸۳ء}
بریلی کا چھپا ہوا نسخہ رہا ہے۔

(۱۲) حمایت الاسلام

جب سر سید احمد خاں ^{۱۸۶۹ء} میں لندن گئے تھے تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم میری کی کتاب آفٹ آف محمد رسل اللہ علیہ وسلم کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن میں کافی مواد جمع کیا۔ انگلستان کے ایک معروف مصنف گڈ فرسٹر سی بیکنس GODFREY HIGGINS کی کتاب اپالوجی APOLOGY جو اس نے انہیں حمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سر سید احمد خاں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرن کتب فروش سے دس جتنی قیمت دے کر حاصل کی اور خطبات احمدیہ کی تالیف میں اس سے مدد لی سر سید احمد خاں کو خیال ہوا کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے مولانا محمد احسن کو یہ کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا لے سوف تنبیہ المجاہد کا کہنا ہے اس ترجمہ میں مولانا محمد احسن کے شاگرد فضل رسول (طالب علم بریلی کالج) بھی مددگار رہے چونکہ اس زمانہ میں کچھ لوگ آثار ابن عباس کی وجہ سے مولانا محمد احسن کے خلاف تھے اس لئے مولانا نے اس ترجمہ کو مفتی عبدالودود کے نام سے ^{۱۸۹۲ء} میں مطبعہ مدنی بریلی سے شائع کیا مفتی عبدالودود کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون جتنی سے ترجمہ نہایت صاف اور سلیس ہے نمونہ درج ذیل ہے۔

لے حیات جاوید (حصہ دوم، دینی خدمات) مولانا الطاف حسین حالی مطبوعہ
مدنیہ عام آگرہ (طبعانی سنہ ۱۹۰۳ء)
لے تنبیہ المجاہد ص ۲۰

”عیسیٰ اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
سائل نہ وہ درجہ نشہ دہی کا اپنے پیروں میں پیدا کیا کہ جس کو
عیسیٰ کے ابتدائی پیروں میں تلاش کر کے فائدہ ہے جب عیسیٰ
علیہ السلام کو سولی پر لٹے تو ان کے پیروں بھاگ گئے ان کا نشہ
دہی جاتا رہا اور اپنے مقتدی کو موت کے پنجے میں پھونک کر چل
دینے پر عکس اس کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروں نے پیغمبر
اسلام کے گرد گئے اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں
ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کیا۔“

کتاب حیات الاسلام سر سید احمد خاں کے معارف سے طبع ہوئی اور اس
کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اینگلو اورینٹل کالج لنڈیکٹی کے لئے محفوظ ہے اصل کتاب
کا کوئی نسخہ نہ مل سکا ہم اپنے محترم بزرگ جناب پروفیسر ضیاء احمد صاحب بدایوں
دشعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کے
چند اقتباسات، تہذیب مترجم، اتماس معنی اور حرف آخر لندن لائبریری مسلم
یونیورسٹی علی گڑھ سے نقل کر کے بھیجے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسالہ الافاضات
(۱۳) کشف فی بیان سبب الاختلاف کا اردو ترجمہ مالک مطبع
مجتبائی دہلی کی درخواست پر رسالہ کشف کے نام سے ۱۳۸۹ھ میں کیا اگرچہ اس
رسالہ کا ترجمہ اس سے پہلے بھی بعض لوگوں نے کیا تھا۔ مگر ان میں بہت سی غلطیاں رہ
گئی تھیں۔ مولانا محمد احسن نے نہایت محنت و کاوش سے بہت صحیح و درست ترجمہ کیا

اس میں ایک فہرست معنی میں دی گئی۔ قطعہ ذیل سے تاریخ تصنیف ہے
اس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا جس کا ہر مطلب نہایت صاف ہے
معرفہ تاریخ بافت نے کہا ترجمہ الافاضات کا کشف ہے

۱۳۸۹ھ
۱۸۸۹ء

اس رسالہ کا ترجمہ مولانا عبدالشکور صاحب ٹھٹھوی (وفات ۱۳۸۸ھ) نے بھی
کیا ہے۔ ۱۳۸۹ھ میں اس کتاب کا اردو ترجمہ مولوی صدیق الدین اعلائی صاحب نے
افاضات فی مسائل میں اعتدال کی راہ کے نام سے کیا ہے جو دفتر جماعت اسلامی لاہور
اور سے شائع ہوا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسالہ عقد الجید
(۱۴) سلک مراد میں فی احکام الاجتناب و التقلید کا اردو ترجمہ مولوی
محمد امجد مالک مطبع مجتبائی دہلی کی فرمائش پر سلک مراد کے نام سے کیا ترجمہ
نہایت صاف اور آسان ہے حسب ضرورت تشریح و وضاحت کی ہے اور معانی کو
اس میں کر کے پیش کیا ہے حافیہ پر بعض مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔ قطعہ تاریخ ذیل ہے
افاضات اور توفیق یزدانی سے عقد الجید کا جافشانی سے کیا جب میں نے پورا ترجمہ
معرفہ تاریخ کا بافت نے اس سے کہا سلک مراد میں ہے دیکھا یہ زیبا ترجمہ

۱۳۸۹ھ
۱۸۸۹ء

(۱۵) خیر متین حصن حصین کا اردو ترجمہ ۱۳۸۹ھ میں مولانا نواب
غلام الدین خاں دہلوی مرحوم نے باسم تاریخی ”نظر ملیل“ کیا مولانا محمد احسن نے مالک
مجتبائی پوریں دہلی کی درخواست پر اس ترجمہ کو باخاوردہ اردو میں کیا اللہ تعالیٰ ورتی

کے فرائض بھی انجام دینے اور آدھی ہم غیر متین رکھا۔ مذکورہ ذیلی قطعہ تاریخ لکھا
یہ مجموعہ عجیب حصن حصین ہے بیان قول ختم المرسلین ہے
ارادہ تھا لکھوں تاریخ انتقام کہ ہائف نے کہا "خیر متین" ہے

۱۳۱۱ھ
۱۸۹۶ء

مشہور رسالہ اسرار الصلوة کا اردو ترجمہ ہے اس کتاب

(۶) نکات نماز کا کوئی نسخہ ذیل میں

حواشی و تصحیح مولانا محمد احسن ناؤوی نے اکثر کتابوں کو اپنے مفید حواشی
اور ضروری تصحیح کے ساتھ مرتب کیا۔ مولوی عبدالاحد
مالک مطبع مجتبیٰ دہلی نے اکثر کتابیں مولانا محمد احسن کے حواشی اور تصحیح کے ساتھ ساتھ
طبع کیں ہیں جو کہ بنی معلوم ہو سکیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱۷) حجتہ اللہ البالغہ کتاب حجتہ اللہ البالغہ سب سے اول ۱۲۸۹ھ
۱۸۹۱ء

یہ مولانا محمد احسن نے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کی مولانا محمد احسن کے پیش نظر تصحیح و
مقابلہ کے لئے حجتہ اللہ البالغہ کے چار قسمی نسخے منور مفتی سید اللہ مراد آبادی، مولوی
ارشاد حسین رام پوری، مولوی ریاض الدین کاوردی اور مولوی احمد حسن مراد آبادی
رہے مولانا محمد احسن نے مقابلہ و تصحیح و تحشیہ کے فرائض بڑی خوبی سے انجام دیے
مولانا نے درج ذیلی قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

احمد اللہ قاضی الاوطار معطی العلم معلی الافکار
داصلی علی السنبی المہاد سید الخلق احمد المختار

بعد هذا فانها حكم جمعته الکرام والاشیاء
رحمة اللسان افادهما ما سمعنا بمثلها الاخبار
واذا تم طبعها كملاً وصل دنالها معها الابصار
فاذا هائف تقول ان كتب حجتہ اللہ ہاذہ الاسرار

۱۲۸۹ھ
۱۸۹۶ء

درتیس
حجتہ اللہ البالغہ مکمل

۱۲۸۹ھ
۱۸۹۶ء

(۱۸) ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی دوسری مرتبہ اور
تصنیف ازالۃ الخفا بریلی سب سے اول ۱۲۸۹ھ
۱۸۹۶ء
یہ مطبع صدیقی بریلی سے مولانا محمد احسن نے شائع کی اس کتاب کے مولانا محمد احسن
کو صرف تین نسخے تصحیح و مقابلہ کے لئے مل سکے تحشیہ کا کلام مولانا نے بڑی محنت
سے کیا جیسا کہ خاتمہ کتاب میں خود لکھتے ہیں

• باوجود تلاش کثیر صرف سہ نسخہ ہم خدہ بودہ کیے ازاہنا
جناب منشی صاحب ممدوح (منشی جمال الدین مدار المہام) اذ
بہو پال فرستادہ دوم جناب فضیلت مآب مولوی احمد حسن
صاحب مراد آبادی غایت فرمودہ دوم المی زمن جناب مولوی

لے باشت الالف لفر دتہ
لے ازالۃ الخفا ہز شاہ ولی اللہ (مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۹ھ)

نورالحسن صاحب مبرور کا مذہبی رحمت کو نہ ہر چند ہر سر
نسخہ جات معاذ اذ غلطاً پودہ مگر بمقابلہ یک در حق صریح
اکثر ظاہری شد و انجا کہ ہر سر نسخہ در غلطی موافق بود و رجوع
بکتاب دیگر کردی شدہ آید اگر کتب دیگر ہم نشانی ہم رسید
چیز سے از محو و اثبات بعل آردی شدہ اکثر بار از لغت
خود ہر حاشیہ اطلاع کردہ ام

کتاب کے آخر میں قطعات ذیل درج ہیں

از مولانا محمد احسن نانوتوی

بود میل ملکم زہیر سجود بدر کادری دہلی و قریب

لے سو سال کا عمر مہر نے آیا مگر یہ اصل کتاب آج تک دوبارہ شائع نہیں ہوئی
ہے حالانکہ اس کی اہمیت کا اتنا اندازہ کہ اس کا تفسیری اور فنی اثر پیش نظر کیا جائے۔ مثال ۳۳۴
میں منشی انشاء اللہ نے حمید سہیم پریس لاہور سے ازاتہ الحفظ کا اردو ترجمہ شائع کیا جو کثیر الاخطا
ہے اس کتاب کے ایک حصہ کا ترجمہ مولانا عبدالغفور کھٹونی نے کیا غالباً ۱۹۵۹ء میں کراچی کے ناشر محمد سعید
ایڈمنسٹریٹو پبلی کیشنز نے کراچی سے ازاتہ الحفظ کا اردو ترجمہ دہلاؤ شائع کیا ہے مولوی انشاء اللہ والا
ترجمہ ستر مین میں مولانا عبدالغفور کھٹونی نے ہاشم خان کراچی کے ناشر نور محمد کارخانہ تجارت
کتاب بھی مولانا عبدالغفور کھٹونی کا ترجمہ شائع کر مہم میں جس کی پہلی جلد سن ۱۹۶۰ء میں
شائع ہو چکی ہے جو شہر مولانا محمد عیاض، عالم بیعتہ الاسلامیہ ہندوئی، نے ازاتہ الحفظ کا توحیدی
ترجمہ بھی ترجمہ شائع کرنا شروع کیا ہے جس کے چار حصے شائع ہو چکے ہیں۔

از فضل خود باب رحمت کشود
روح مصنف خدا یا ز جود
از تریخ خود صرف شک دانود
سال طبعش دلم را ربود
از آفت یکا یک نمائے شنود

۱۲۸۹ھ
۱۸۹۹ء

از سید احمد شاہ بریلوی

بدر اللہ اس نسخہ بے مثال
تفسیر محمد پر احسن منقلب
از اصل مشکل پر شرح غریب
یا بعد بینندگان حفظ وافی
مذہبات او منبع علم و جوہر
م تارخ طبعش بختہ ہاقت

۱۲۸۹ھ
۱۸۹۹ء

شفا قاضی عیاض کو ۱۲۸۹ھ میں

۱۸۹۹ء مولانا محمد احسن نے تصحیح کے بعد اپنے

پہلے صدیقی بریلی سے شائع کیا نصف کتاب پر مولانا احمد حسن مراد آبادی
نانوتوی نے ۱۲۸۹ھ میں حاشیہ لکھا ہے اور تقریباً نصف پر مولانا محمد احسن نے
حاشیہ کی تکمیل کی ہے قطعہ تاریخ درج ذیل ہے۔

بذل المصحح جھد وعناہ
یا قارئا باللہ قتل فی حقہ
شہرت عام الطبع ادرش قاکلا

۱۲۸۴ھ
۱۸۸۰ء

(۲۰) کنوز المحتائق مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتباتی دہلی کی
فرائش پر مولانا محمد احسن نے کنز الدقائق پر ہندی

جامع حاشیہ کنز الدقائق کے نام سے عربی میں لکھا یہ حاشیہ نہایت مفید اور کام
ہے اس کی تکمیل مولانا حبیب الرحمن دہلوی نے کی ہے۔ مطبع مجتباتی دہلی میں چھپا

(۲۱) نفحة الیمن عربی کے مشہور ادیب احمد بن محمد الشروانی الیمینی
المتوفی ۱۱۵۱ھ کی عربی ادب کی

معروف کتاب نفحة الیمن ضیاء زول بذکرہ الشیخ پر مولانا محمد احسن نے فارسی
میں حاشیہ لکھا ہے۔ مولانا کا محشی الشیخ مطبع مجتباتی دہلی سے شائع ہوا ہے
اصل کتاب کلکٹہ سے ۱۲۲۶ھ میں ایک انگریز مستشرق ایم۔ لیمبڈن
M. LUMBDEN نے شائع کی تھی۔

(۲۲) خلاصۃ الحساب نقاب کی کتاب خلاصۃ الحساب پر مولانا محمد احسن
نے حاشیہ لکھا ہے جو مطبع مجتباتی دہلی میں چھپا

(۲۳) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین حضرت شاہ ولی اللہ
دہلوی کی مشہور کتاب

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین سب فرائش مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتباتی دہلی

مولانا محمد احسن نے برقیہ تمام مرتب کی ضروری حواشی نکتہ ۱۳۱۰ھ میں مطبع
دہلی میں یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ ابھی حال میں یہ کتاب پشاور میں چھپی ہے
حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے فتاویٰ
(۲۴) فتاویٰ عزیزی مولوی عبدالاحد کی درخواست پر مولانا محمد احسن

نے نہایت محنت سے صحیح و درست کر کے مرتب کئے۔ یہ کتاب بھی مطبع مجتباتی دہلی
میں چھپی ہے۔

(۲۵) جواهر القرآن اعمال دارالادبیہ کی کتاب امام علی بن ہنف علی کی
تالیف ہے چند اعمال خواجہ فیاض الدین صاحب

نے اضافہ کئے ہیں یہ کتاب مولانا محمد احسن نے مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتباتی کی
فرائش پر مرتب کی کتاب مطبع مجتباتی میں چھپی ہے۔

(۲۶) رسالہ نیچرل فلاسفی نگارستان دہلی کی لکھا ہے کہ محمد احسن دہلوی
نے نیچرل سائنس پر ایک خوبصورت صفحہ کا

مضمون اردو زبان میں لکھا ہے یہ رسالہ مسٹر شیلر کی نگارستان میں شائع ہوا ہے
مولوی محمد احسن نے مختلف مشنریوں

(۲۷) مجموعہ مثنویات اس کا ایک مجموعہ بھی شائع کیا ہے

(۲۸) تنبیہ الریق علی مخالطۃ ثبوت الحق الحقیق شریعہ دار
الینجیل میں چھپی

HISTOIRE DE LA LITTÉRATURE HINDOUE ET
HINDOUSTANIE VOL. I. P. 146.

رف رسالہ میں نے ایک رسالہ ثبوت الحق الحقیق لکھا جو مندرجہ ذیل سوال کے جواب میں لکھا کہ عاویٰ اور غیر عاویٰ پر جو ردہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے تقلید ایک مذہب کی کرنا واجب ہے یا نہیں اور جب پر تقلید واجب ہے اگر وہ تقلید ایک مذہب میں دکرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ساتھ اس کے کھانا پینا اور شادی کی رسم جاری رکھنا درست ہے یا نہیں۔ بعض علماء میاں نذیر حسین نے اس کا جواب مفصلاً نظر بات اور مقتدرات کی روشنی میں دیا تھا اور ان کے کسی شاگرد نے یہ جواب مولانا محمد احسن نانوتوی کے پاس بھیجا اور ایک مضمون کا چیلنج دیا کہ لے

”آپ اب یا بعد دو چار جہنم کے خود یا مشورہ اپنے علماء کے اس کا جواب دیں“

مولانا محمد احسن اگرچہ اپنی صاحبزادی کی بیماری کی وجہ سے پریشان تھے اور انہوں نے فوراً اس رسالہ کا جواب تہنیدہ الرقیق علی منالہ ثبوت الحق الحقیق کے نام سے لکھا اور تہا کہ مولانا محمد احسن نانوتوی نے اس کا جواب بھی دینے میں اکثر محتاط دینے ہیں مولانا محمد احسن نے اس رسالہ میں بعض الزامی جواب بھی دیئے کہ میاں نذیر حسین نے حسین الدین پسر جمیل الدین ساکن برہنہ علیہ سہونی قولہ کو کہہ کر اور محضرات بھی نہیں جانتے بحیث مولوی محمد فکرو اللہ صاحب سند حدیث علیہ کوئی پچاس سال کی عمر تک تو مولف رسالہ میاں نذیر حسین پابند مذہب بنی

لے تہنیدہ الرقیق علی منالہ ثبوت الحق الحقیق از مولانا محمد احسن ص ۲ (قیصری پریس برہنہ)

لے تہنیدہ الرقیق ص ۱۵

یا ان کے است و مولوی عبدالحق دہلوی منکر تقلید شخصی کو گمراہ کہتے تھے لے رسالہ کے آخر میں مولانا محمد احسن نے بعنوان التماس لکھا ہے کہ لے

”اس عاجز کا طریقہ بد و مشورے مناظرہ اور مکرہ کرنے کا نہیں چاہتا جس تک نہ کوئی مناظرہ تقریر کی کیا اور نہ کوئی رسالہ جز تحریر میں آیا اور نہ ارادہ تقریر و تحریر کا تھا یہ سطور بھی بکچوری لکھنا پڑیں غرض اس سے یہ نہیں کہ سلسلہ مکرہ یا قائم رہے بلکہ مستفسر کو ارحم ظاہر کرنا تھا سو کر دیا کوئی ملنے یا نہ مانے و ما علینا الا البلاغ المسبین“

اس رسالہ پر نظر ثانی و تصحیح مولوی احمد حسن برہنوی نے کی ہے اور یہ رسالہ طبع قیصری برہنہ علیہ ص ۱۵۱ اس سال کا ایک نسخہ میں مولانا عبدالحکیم مشقی صاحب کے ذخیرہ علمیہ میں دیکھ کر ملاحظہ کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں

(۲۹) قلمی بیاض اگرچہ یہ کوئی تعریف نہیں ہے مگر مولانا محمد احسن نانوتوی کی تحریر پر یادداشتوں کا مجموعہ ہے لہذا

اس کا ذکر بھی ضروری ہے مولانا کی یہ بیاض منشی عزیز حسن صاحب نانوتوی نیسید منشی محمد اسماعیل ابن مولانا محمد احسن نانوتوی کے پاس محفوظ ہے۔

اس میں مولانا محمد احسن کے آمد و فرج کے اندراجات مختلف یادداشتیں داخل دست

لے تہنیدہ الرقیق ص ۱۴

لے تہنیدہ الرقیق ص ۲۰

کے حسابات، طبی نسخے، اقلیدس کی شکلیں، اجاب کی ذرائع، فساد کی،
مسودے و دیگر تحریریں بطور اجمال درج ہیں۔ آمد و خرچہ کے حسابات فروری ۱۸۵۸ء
سے تا آخر جولائی ۱۸۵۸ء تحریر ہیں۔ مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی لکھنؤی تحریریں
بھی بیاض میں موجود ہیں۔ اس بیان سے ہمیں قریب حالات میں غریبی مدد ملی۔

مولانا محمد احسن صاحب کی پہلی بیوی امنت النساء (خواہر
اولاد و احفاد) متولی نصیر الدین گنگوہی سے دولہ کے مولوی فضل الرحمن
منشی محمد اسماعیل دادا ایک لڑکی کلثوم تھیں۔

مولوی فضل الرحمن مولوی فضل الرحمن نے کتب درسیہ کی تکمیل اپنے والد
مولانا محمد احسن سے کہ فضل الرحمن حافظ قرآن تھے۔

قرأت و تجوید سے بھی واقف تھے مولوی فضل الرحمن کی شادی مولوی محمد منیری
کی صاحبزادی ام فضل سے ہوئی تھی مولانا محمد احسن نے بیٹی سے آکر حبیبہ، نور قیام کیا
تو ان کی زیر نگرانی مولوی فضل الرحمن تالیف و ترجمہ کا کام کرتے تھے انہوں نے
انیس الواعظین کے کچھ حصہ کا ترجمہ کیا البتہ مولوی محمد ریگ نے نکل کیا کلمات طبیات
و مکتوبات حضرت مرزا مظہر جانجانا وغیرہ کی تصحیح و ترقیب کی یہ دونوں کتابیں
مطبوعہ چھپائی دہلی میں طبع ہوئی ہیں۔ مولوی فضل الرحمن کے صرف ایک صاحبزادے
محمد انصاف تھے جن کا عین شباب میں دہلی میں انتقال ہو گیا۔ مولوی فضل الرحمن لا دل
فوت ہو گئے۔

منشی محمد اسماعیل گرو اور قانون گو تھے ان کی شادی
ان کے ماموں متولی نصیر الدین کی صاحبزادی محمدہ بیگم

ساختہ ہوئی تھی جن سے صرف ایک صاحبزادی نصیرہ خاتون تھیں البتہ خاتون
احسن صاحب (دولہ نور الحسن گنگوہی) سے منسوب تھیں ان کے دو صاحبزادے
مولانا محمد حسن اور منشی خورشید حسن ہیں دونوں بھائی ہمدرد و خاندانہ نظم و آداب
کی اس علامت ہیں منشی محمد اسماعیل کا انتقال ۲۷ صفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۷ ستمبر
۱۹۱۵ء کو ہوا۔

مولانا محمد احسن کی صاحبزادی کلثوم کی شادی تھانہ بھونڈی میں احمد (دولہ مولوی شعیب محمد)
کی بیٹی شادی کے تقریباً پانچ چھ ماہ بعد کلثوم بیوہ ہو گئیں۔

مولانا محمد احسن کی دوسری بیار والی بیوی سے ایک لڑکے محمد ابراہیم اور تین
لڑکیں عصمت، آمنہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

مولوی محمد ابراہیم مولوی محمد ابراہیم نے اپنے والد سے تحصیل علم کی طبیعت
موزوں تھی کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے تمام عمر علم و تعلیم میں

ملا رہے۔ آخر میں پیش پانی ان کی شادی مولانا محمد طیب صاحب، بہتم دار العلوم
الہند کی بیوی زاد بہن امت المنان بنت مولوی عبداللہ اہلبٹھوی ریو فیئر
کالاج علی گڑھ کالج کے ساتھ ہوئی تھیں جن سے چار لڑکے محمد اسماعیل،

محمد یامین اور محمد سوسن اور چار لڑکیاں نصیرہ، حسینہ، سیدہ اور طیبہ
محمد ابراہیمین، محمد امین اور سیدہ فوت ہو گئے۔ محمد ابراہیمین ڈاکٹر تھے باقی اولاد
موت ہو گئی۔ نصیرہ خاتون اور طیبہ کراچی میں ہیں۔ عصمت بی بی کی شادی مولانا شیخ محمد

داؤد کے صاحبزادے مولوی محمد صاحب سے ہوئی تھی ان کے تین صاحبزادے
ام الفضل، مسعود اور ایک صاحبزادی ام فضل تھیں۔ ام الفضل کی شادی عبد الغنی

منگوری (ابن قاضی محمد اسماعیل منگوری المتوفی ۱۳۱۱ھ) کے ساتھ مل کر
مقامی جن کے صاحبزادے عبدالولی صاحب ہیں۔

آمنہ کی پہلی شادی مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی کے ساتھ ہوئی
مقامی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے انتقال کے بعد ان کا نکاح ثانی گنگوہ کے
فانان میں محمد عثمان صاحب گنگوہی سے ہوا۔ ان کے دو صاحبزادے محمد سلیمان
محمد سلیمان اور ایک صاحبزادی زبیدہ ہوئے۔ محمد عثمان صاحب جوانی میں گھوڑے
گر کر فوٹ ہو گئے۔ فان بہادر محمد سلیمان بی بی امین سی چیف انجلیز آف کل ناظم
دکراچی میں مقیم ہیں۔ محمد سلیمان صاحب کی بہن زبیدہ کی شادی محمد اسماعیل
دلدلوی عمدا برائیم کے ساتھ ہوئی تھی۔ زبیدہ کا انتقال ہو گیا۔

فاطمہ کی شادی ایک صاحب نور احمد سے ہوئی تھی جو پولیس میں ملازم
تھے ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی

مولانا محمد مظہر نانوتوی
مولانا محمد حسن نانوتوی کے حقیقی بڑے

تھے ۱۲۷۲ھ میں نانوتوی پیدا ہوئے
ابتدائی تعلیم و حفظ قرآن اپنے والد حافظ لطف علی سے کیا "دہلی کالج" میں
تعلیم حاصل کی۔ مولانا ملک الفی نانوتوی کے سلسلے زائے ادب تہ کیا حد میں
مذہب حضرت شاہ محمد اسحاق سے حاصل کی۔ مفتی صدر الدین اور مولانا رشید الدین
سے بھی استفادہ علمی فرمایا۔ مولانا محمد مظہر تحصیل علم کے بعد اجیر کالج میں
ہو گئے وہاں سے آکر کالج تبادل ہوا۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مراد آباد
حصہ لیا۔ جس کا ذکر مولانا محمد حسن نانوتوی کے سلسلہ میں ہو چکا ہے۔ مولانا محمد

کے پیر میں گولی لگی تھی جہاد شاملی کے بعد تمام شرکار مصائب و آلام میں مبتلا
رہے مولانا محمد مظہر نانوتوی بھی روپوش ہو گئے اس زمانہ میں کچھ دنوں بریلی بھی رہے
جب صاف عام ہوئی تو ظاہر ہوئے ملازمت سرکاری سے قطع تعلق ہو گیا۔ گھر پر
طلبہ کو درس دینا شروع کر دیا۔ مولانا کی شرکت جہاد کا حال، افتخار و پوشیدگی
کی نظر ہو گیا۔

رجب ۱۲۸۳ھ میں مولوی سخاوت علی سہارنپوری نے ایک مدرسہ سہارنپور
میں جاری کیا مولوی سخاوت علی، ابنیہودی، مولوی عنایت علی اور حافظ قمر الدین مدرس
مقرر ہوئے تین چھپنے کے بعد شمال ۱۲۸۳ھ میں مولانا محمد مظہر نانوتوی اس مدرسہ
کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس مقرر ہوئے جب مدرسہ کو ترقی پڑی تو حافظ فضل حق
نے اپنے مکان کو مدرسہ کے لئے وقف کر دیا۔ مکان کی عمارت توڑ کر مدرسہ کی عمارت
تعمیر کی تھی۔ حافظ فضل حق (دف ۱۳۰۲ھ) مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے
میرا اور مولانا محمد مظہر صاحب کے مخالف دوست تھے۔ مدرسہ تعمیر ہونے کے بعد مدرسہ
کا نام مظاہر العلوم تجویز ہوا۔ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری بھی اس مدرسہ کے
معلمین و مددگار رہے تھے۔ مدرسہ مظاہر العلوم ہندوستان کی مشہور اسلامی درسگاہ
ہے اس نے مذہب و علوم اسلامی کی بڑی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ بڑے
بڑے نامور علماء اس درسگاہ سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے اللہ بصریہ بک دیوبند

لے مفتی عزیز الرحمن شوافع مذکورہ مشائخ دیوبند (ص ۱۶۴) بیان درست نہیں ہے
کہ مولانا محمد مظہر نانوتوی نے کچھ دنوں مطبعہ نول کشور لکھنؤ میں کتابت بھی کی۔

یہ دین و ملت کی خدمات میں مصروف ہیں۔ آج کل مدرسہ مظاہر العلوم کے صدر اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ہیں۔ ۱۲۴۴ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے ہمراہ مولانا محمد مظہر نے پہلا حج کیا۔ ۱۲۹۵ھ میں دوسرا حج کیا مولانا محمد مظہر کے تعلقات مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی سے بہت خصوصیت کے تھے۔

مولانا محمد مظہر حدیث و فقہ میں بڑا درک رکھتے تھے۔ مولانا محمد احسن نانوتوی نے جب مولوی خرم علی لمہوری کے وراثہ سے درمیانکار کا اردو ترجمہ حدیث کی غرض سے خریدنا تو اس کتاب کے بغیر ترجیح اور صحت و درستی میں مولانا محمد مظہر نانوتوی پورے پورے شریک رہے جیسا کہ مولانا محمد احسن نے کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔ مولانا محمد مظہر نانوتوی نہایت متقی، پرہیزگار، منکسر المزاج اور نیک نفس بزرگ تھے۔ ۱۲۸۵ھ میں سہارنپور میں لاؤ لڑت ہوئے آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے ممتاز علماء مثل مولانا خلیل احمد بنیچوی وغیرہ تھے۔ مولانا محمد مظہر نانوتوی کے انتقال پر سرسید احمد خاں بہادر (دفن ۱۲۹۵ھ) نے ایک شذرہ لکھا ہے جو یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

لے ملاحظہ ہو: مولانا منور علی خاں (لاؤ لڑی جلد دوم) ص ۱۸۰ (حیدر آباد کی) سے ملاحظہ ہو غایتہ الاوطار ص ۹ مطبوعہ مطبعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۲۸۳ھ

۱۲۸۳ھ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، علی گڑھ ص ۱۱۱ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۸۵ء

مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم: انوس ہے کہ مولوی محمد مظہر صاحب نے جو عربی مدرسہ سہارنپور میں مدرس تھے اور ان کی ذات بابرکات سے اس مدرسہ کو عزت اور رونق ملتی بروز شنبہ تیسری اکتوبر ۱۲۸۵ھ کو انتقال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی صاحب ممدوح بہت بڑے عالم تھے جس زمانے کو دہلی میں طالب علم تھے اسی زمانے میں ان کی ذات مشہور تھی۔ تقویٰ و ورع میں بھی نہایت اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ بیس برس سے انہوں نے اپنے ہم قوموں کو علوم دینی کی فیض رسانی پر کمر مت چرت اذھی تھی۔ اور عربی مدرسہ سہارنپور میں پاشکست ہو کر بیٹھ گئے تھے آمدنی مدرسہ سے صرف بچیس روپیہ ماہواری بقدر گزاراوقات لیتے تھے اور علوم کی تعلیم میں مصروف تھے بہت لوگ ان سے فیض یاب ہوتے مگر انوس ہے کہ اجل نے لوگوں کو اس فیض سے محروم کر دیا۔

مولانا محمد احسن نانوتوی کے حقیقی بچپن نے مولانا محمد منیر نانوتوی بھائی تھے ۱۲۵۵ھ میں نانوتہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد حافظہ لطف علی سے حاصل کی۔ پھر دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا مملوک العلی نانوتوی مفتی صدر الدین آرزوہ اور شاہ محمد انبی مجددی دہلی سے بھی استفادہ علی کیا۔ مولانا محمد منیر صاحب جنگ

آزادی ۱۸۵۷ء کے ایک سرگرم کارکن اور مجاہد تھے۔ وہ جنگ شاملی میں دوسرے اکابر کے ساتھ شریک رہے اور بقول مولانا غلام حسن گیلانی مولانا محمد نیر حربی کی ٹھری تھے اور خوب داد و تحسین دی جیسا کہ سوانح قاسمی سے اندازہ ہوتا ہے جنگ شاملی کے بعد مولانا محمد نیر بھی روپوش ہو گئے۔ محالی عام کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی کے پاس بریلی پہنچے ۱۳ مئی ۱۸۶۱ء میں بریلی کا لیٹس ملازم ہو گئے۔ لے مطیع صدیقی بریلی کے ہستمر ہے اور اس کا نام و نسب زیادہ تک ان ہی سے مستحق رہا۔ بریلی سے پنشن پائی۔ ۱۲۹۲ء کے بعد بریلی سے تعلق ختم ہو گیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بہت محبت و تعلقات اور دونوں بچپن کے ساتھی تھے لے

مولانا محمد نیر صاحب قریب دو سال دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے ایسا انداز دیوبند انتداری میں جواب نہیں رکھتے تھے ایک مرتبہ مولانا محمد نیر نانوتوی دارالعلوم دیوبند کی سالانہ روداد چھپوانے کے لئے ڈھائی سو روپے کو دہی گئے اتفاق سے وہاں روپے چوری ہو گئے۔ مولانا محمد نیر اس حادثہ کی کسی کو اطلاع نہ کئے بغیر نانوتو آئے اپنی زمین فروخت کر کے روپیہ فراہم کیا اور اس سے روداد چھپوا کر لائے کچھ عرصہ کے بعد جب مجلس ارکان شوری کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی سے اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا مولانا گنگوہی کے

جواب آیا کہ مہتمم صاحب امین تھے اور روپیہ چونکہ بلا تعدی کے تھا اس لئے ان پر تادان نہیں آ سکتا۔ ارکان مجلس نے مولانا رشید احمد کی کافتویٰ دکھا کر مولانا محمد نیر سے درخواست کی کہ اپنا روپیہ واپس لے لیں مولانا نیر نے فرمایا کہ فتنے کی بات نہیں ہے اگر خود مولانا رشید احمد صاحب کو روپیہ پیش آ تو کیا وہ بھی روپیہ لے لیتے چنانچہ اصرار کے باوجود روپیہ انکار کر دیا لے مولانا محمد احسن کے انتقال کے بعد دارالعلوم کی ہستی متنی ہو کر ۱۳۱۲ھ میں نانوتو واپس آ گئے۔ خارج اوقات میں دارالعلوم مولانا محمد نیر عربی ادب کی کتابیں طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔

مولانا محمد نیر کی صورت نہایت لورانی تھی۔ قد بڑا چہرہ لمبا، داڑھی گھنی لہجہ بھی تھی بلا ضرورت بات چیت نہیں کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے جو کم سے کم باتیں کا پاجامہ پہنتے تھے۔ جب ہر مہینہ پنشن لینے سہارنپور جاتے تو اپنے کے کھڑوں پر جا کر دریافت کرتے کہ کچھ مشکا تو نہیں ہے ان کی فرمائشیں لکھ دیتے اور خرید کر لاتے محکمہ کے تمام لوگ مولانا محمد نیر کا نہایت احترام کرتے مولانا نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت تھے۔ آخر زاد میں مجلس مجتبیٰ دہلی سے بھی

مولانا محمد نیر نے ام غزالی کی کتاب منہاج العابدین کا اردو ترجمہ

ملاحظہ ہوا راج ثلاثہ ص ۳۰-۳۱ء تاریخ دیوبند مولانا محبوب

۱۹۳-۱۹۴ء (دیوبند ۱۹۵۲ء)

لے ملاحظہ قلمی بیاض مولانا محمد احسن نانوتوی

لے مذہب منصور جلد دوم ص ۱۸۸

مراجعہ السالکین کے نام سے کیا جو مطبع صدیقی بریلی سے ۱۲۸۱ھ میں طبع ہوا۔ ایک دوسری تصنیف فوائد غریبہ ہے جو مطبع مجتہبی دہلی میں طبع ہوئی۔ یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب توحید و رسالت سے متعلق ہے دوسرا باب نفس کے بیان میں ہے تیسرا باب قرآن شریف کی تلاوت کے متعلق ہے۔ کہنا بہایت مدلل ہے اس مختصر رسالے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا منقولات علاوہ معقولات میں بھی دست و پا کامل رکھتے تھے انہوں نے تاریخ انتقال معلوم ہو سکی ۱۳۲۱ھ تک وہ زندہ تھے۔ کیونکہ اس زمانہ کی ایک تحریر ہماری نظر گزری۔ ۱۹۰۴ء ۱۳۸۸ھ میں حج ادا کیا۔

مولانا محمد منیر کے ایک صاحبزادے حافظ محبوب الرحمن اور ایک صاحبزادے ام فضل تھیں ام فضل مولانا محمد احسن نازوقی کے صاحبزادے مولوی حافظ فضل الرحمن صاحب کو منسوب تھیں حافظ محبوب الرحمن صاحب کے تین صاحبزادے حافظ مقبول الرحمن حافظ مطلوب الرحمن اور عطارد الرحمن ہوئے۔ حافظ مقبول الرحمن کے ایک صاحبزادے محمد طاہر اور ایک لڑکی طاہرہ خاتون ہیں، محمد طاہر لاہور میں ہیں۔ حافظ مطلوب الرحمن صاحب اولاد ہیں اور نوات میں سکونت پذیر ہیں اور عطارد الرحمن ملیر (کرمانیہ) میں رہتے ہیں یہ بھی صاحب اولاد ہیں۔

مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتہبی دہلی مرحوم مالک مطبع مجتہبی دہلی کا ذکر اس کتاب میں برابر آتا رہے مولوی صاحب مرحوم مولانا نازوقی کے ریسبت تھے اور وہ ۱۳۵۸ھ میں بنارس میں پیدا ہوئے مولوی عبدالاحد

کا بزرگ تعلیم و تربیت مولانا محمد احسن نے کی۔ مولانا محمد احسن، مولوی عبدالاحد کا بھائی تھا۔ بھائی کی حالت میں نہایت توجہ اور غور سے علاج کرایا جاتا تھا۔ مولانا شریف میں مولوی عبدالاحد کے فہم قرآن پر ابھام کے ساتھ شیخی پر تسمیہ ہوتی تھی۔ مولوی عبدالاحد چودہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم سے فارغ ہوئے۔ مولانا احسن سے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۳۱۵ھ میں بریلی کالج سے انٹرنس پاس کیا۔ ۱۳۱۸ھ میں گورنمنٹ اسکول بدایوں میں تھوڑا ماسٹر مقرر ہوئے اس زمانہ میں بدایوں میں کوچہ عباسیان میں قیام رہا ۱۳۱۸ھ میں الہ آباد یونیورسٹی سے اعلیٰ کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ اسی سال انہوں نے رسالہ "میرزا اسحاق" تھوڑا ماسٹر مقرر ہوئے۔ ۱۳۱۸ھ میں ملازمت کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میرٹھ ملازمت کرنے لگے۔

۱۳۱۸ھ میں مولوی عبدالاحد نے منشی ممتاز علی بن شیخ احمد علی سے مطبع دہلی دہلی پانچ سو روپے میں خریدا کیونکہ منشی ممتاز علی حجاز مقدس کو ہجرت کر گئے۔ مولوی عبدالاحد مرحوم نے مطبع مجتہبی کو بہت ترقی دی اور دراصل یہ مطبع ان کی شہرت و ٹیکنائی اور دولت و مالیت کا سبب بنا پہلے یہ ایک معمولی مطبع تھا مولوی صاحب مرحوم نے اس کو بہت ترقی دی اور جلد ہی یہ مطبع

یادگار دہلی از سید احمد ولی الہی ص ۸۲ - ۸۳

اس مطبع کا بیٹا حاجی عبدالمصطفی صاحب کی غایت سے میں دیکھنے کو ملا۔

برصغیر پاک و ہند کے مشہور مطابع میں شمار ہونے لگا اور ایسا شہرت پذیر ہو کر آئی
 تک اس کی سرکھ قائم ہے اور لوگ مطبع مجتبیٰ دہلی کی مطبوعات تلاش کرتے ہیں بلکہ
 بعض اوقات کسی گنا قیمت ادا کر کے مطبع مجتبیٰ کی مطبوعات حاصل کی جاتی ہیں۔
 مولوی عبدالاحد مرحوم کا ہم مطبع مجتبیٰ دہلی کی بدولت ہمیشہ زندہ رہے
 تھے۔ اس مطبع سے عربی، فارسی اور اردو کی ہزار ہا کتابیں طبع و شائع ہوئیں اس طرح
 اس مطبع نے علوم اسلامی کی بڑی خدمت انجام دی ہے مولوی عبدالاحد مطبع کا
 ہر کام خود دیکھتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر بھی نظر رکھتے تھے۔ مطبع کے ملازمین
 کا خاص طور سے خیال رکھتے تھے ان کی ضرورت کی اشیاء فوراً فراہم کی جاتیں۔
 مطبع مجتبیٰ میں ایک شخص کالے خاں کا تقرر ہوا۔ مولوی عبدالاحد نے اپنے صاحبزادے
 عبدالعزیز کو تحریری ہدایت کی کہ یہ شخص ضیف النعم ہے اس سے ذہنی چیزیں لےوائی
 جائے اور نہ دوڑ دھوپ کا کام لیا جائے لے
 مطبع مجتبیٰ دہلی میں نہایت مستند علماء رفیع و بالغ اور حاشی کا کام
 انجام دیتے تھے، مولانا محمد احسن نانوتوی، مولانا محمد سیدنا نانوتوی، مولوی فضل الرحمن
 (پیر مولانا محمد احسن نانوتوی)، مولوی نظام الدین کیرانوی، مولوی غلیل الرحمن بھٹانی
 مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد بیگ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ماہر روایات یوسف بخاری
 لکھتے ہیں ۷

۷ لے قلمی بیاض مولوی عبدالاحد مرحوم۔ ملوک حاجی عبدالمبین

۸ لے یہ دہلی کے ازید یوسف بخاری دہلوی ص ۱۰۰ (۱۲ مئی ۱۹۳۲ء)

۹ مطبع ذیل کشور کمنو کے بعد اگر کسی مطبع نے لازوال شہرت
 پائی تو وہ واحد مطبع مجتبیٰ دہلی تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنے
 حسن انتظام سے اس مطبع کو ایسی خوبی سے چلایا کہ سیکڑوں
 مذہبی، تاریخی اور بعض ادبی کتابوں کے درجنوں اڈیشن اور
 لاکھوں نئے چھاپ ڈالے، ان دونوں بزرگوں کی تہنایہ لیک
 خدمت ہی الیا عظیم کارنامہ ہے کہ دونوں ان کا نام زندہ اور
 باقی رہے گا یہ انہیں بزرگوں کا صدقہ جاریہ ہے کہ آج ہمارے
 کتب خانے مختلف علوم و فنون کی تالیفات کتابوں سے موزن نظر
 آتے ہیں۔

مولوی عبدالاحد نہایت نیک نفس، منکسر المزاج، مدلسار اور نسیق تھے انھوں نے
 سلسلہ میں بیعت تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مولوی
 عبدالاحد نے ایک کتاب ”حالات و مقامات مجدد الف ثانی“ مرتب کی جو ۱۳۱۵ھ
 میں مطبع مجتبیٰ میں بھیجی ہے۔

مولوی عبدالاحد مرحوم اخوانانہ کی ہمیشہ مدد کرتے تھے قومی کاموں میں دلی
 کھول کر حصہ لیتے تھے۔ دہلی کے حامدین ان کا شمار ہوا تھا مولوی بشیر الدین احمد
 (د ۱۹۲۲ء) مولف واقعات دارالحکومت دہلی لکھتے ہیں لے
 دہلی کے نہایت سوسر پرآوردہ اشخاص میں آپ کا شمار ہے

۱۰ لے واقعات دارالحکومت دہلی اشرف الدین احمد دہلوی ص ۱۹۱ (۱۲ مئی ۱۹۳۲ء)

قوی کاموں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ علی گڑھ کالج کے پرنسپل ہیں۔ انگریزی مجسٹریٹ ہیں اسی سال ۱۹۱۱ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب ملا ہے۔ دہلی میں ایسا کوئی قومی جلسہ اہم کام نہ ہو سکا جس میں آپ سب سے آگے نہ ہوں، دل کھول کر قومی کاموں میں جان و مال سے شرکت کرتے ہیں، جامع مسجد مسجد فتح پور میں، عریک اسکول، یتیم خانوں وغیرہ کے ممبر ہیں۔
شمس العلماء سید احمد امام جامع مسجد دہلی دفن سرد ربيع الثاني ۱۳۳۸ھ
۱۴ ستمبر ۱۹۱۹ء کا بیان ہے کہ

”خان بہادر عبدالاحد مطیع مہتابی کے مالک تھے ان کی جفاکشی اور مصروفیتوں کا اندازہ لگانا محال ہے معمولی سرمائے سے یکے دہا کام شروع کیا اور لاکھوں روپیہ پیدا کیا مگر اس کے باوجود ان کا سادہ مزاجی اور نیک گوئی چال رہی۔ البتہ قوم کے کاموں اور تعلیمی اداروں میں انہوں نے بڑی فراخ دلی سے حصہ دینے علی گڑھ کالج، عریک دہلی کالج، اور انجمن مؤید الاسلام کے بے حد دلدادہ تھے اور ہمیشہ ان کی مالی امداد کرتے رہے

۱۔ بحوالہ ”دہلی ہے“ ان پوسٹ پبلیشری ص ۱۱۳

۲۔ انجمن مؤید الاسلام منشوی محمد کرم اللہ خاں صاحب ریسن غفم دہلی نے ۱۳۳۸ھ میں قائم کی تھی تقبیل کے لئے دیکھیے واقعات دار الحکومت دہلی جلد دوم ص ۱۷۴، محمد انبیب قادری

حکیم اہل خاں کے طبیب کالج میں شاذا خدمات ان سے انجام پائیں، حکیم صاحب ان کا عمر بھر اعتراف کرتے رہے۔
پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۵ء میں مولوی عبدالاحد نے حکومت برطانیہ کی بے مثال خدمت انجام دی انہوں نے فارغ التحصیلوں کو دل کھول کر چنیدہ دیا اللہ تعالیٰ تین لاکھ روپیہ قرضہ جنگ میں دیا۔ انہوں نے سٹی ریکورڈنگ کمیٹی اور سپلی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے بھی نمایاں خدمات انجام دیں، ان خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ برطانیہ نے مولوی عبدالاحد مرحوم کو خلعت، سند اور خان بہادر کے خطاب سے نوازا۔

۳۔ دسمبر ۱۹۲۰ء کو مولوی عبدالاحد کا انتقال ہوا، اس زمانے میں خلافت کی تحریک زوروں پر تھی حکام رس اور خطاب یافتہ حضرات کو لوگ اچھی نظروں سے جہیں دیکھتے تھے لہذا بعض لوگوں نے مولوی عبدالاحد مرحوم کی میت کی تدفین میں سخت رکاوٹیں ڈالیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، شمس العلماء سید احمد امام جامع مسجد دہلی لکھتے ہیں کہ

”۳ دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۰ ربيع الاول ۱۳۳۹ء یوم

جمعرات کو شب کے وقت مولوی عبدالاحد کا انتقال ہوا دوسرے

روز جمعہ کو عبداللہ چوڑی والے، عزیز حسن بھائی، عارف

مہسوی (دف ۱۳۳۹ء) عزیز الدین چوڑی والے اور چند لوگوں

۱۔ یحییٰ شمس العلماء، سید احمد امام جامع مسجد دہلی ص ۱۷۴، (ملوک سید یوسف بخاری)

نے مولوی صاحب مرحوم کی نعش کی توہین کی اور قبرستان
میں دفن ہونے کے مانع اور مستعد فساد ہوئے ناچار راہِ قبرستان
سے واپس مکان پر جنازہ آیا حکام وغیرہ پولیس لے کر آئے
انجام کار باہمی سمجھوتہ ہوا اور تمام مسلمان نماز جنازہ جامع مسجد
میں ادا کر کے قبرستان ہندیاں قبل مغرب لے گئے اور دفنانے لگے
حکومت نے مولوی عبدالاحد مرحوم کی نعش کی توہین کرنے کے سلسلہ میں ان لوگوں
پر مقدمہ چلایا جس میں عبداللہ چوڑی والے اور عزیز حسن بٹائی کو تین تین ماہ کی قید
ہوئی اور عارف ہنسوی بری ہوئے لے اس واقعہ کی تفصیل سید یوسف بخاری کے
قلم سے سنئے لے

”یہ واقعہ ہے کہ مسلمان ایک مردہ پرست قوم ہے لیکن اس مردہ
پرست قوم کی مردہ پرستی کا ڈرا یہ رنگ بھی ملاحظہ ہو ۱۳۲۷ھ
میں جب تحریک خلافت اپنے شباب پر تھی حکیم اجمل خاں
ترک موالات کے سلسلہ میں اپنا خانہ زانی خطاب ”خانۃ الملک“
ایسے وقت اور ایسی صورت میں حکومت کو واپس کر چکے تھے
جب کہ ہندوؤں میں کوئی ایک منتفص بھی اپنی دروازے صحابی“
اور ”راستہ بہادری“ سے دست بردار نہ ہوا تھا ابھی صاحب
کے خطاب واپس کرتے ہی اہم صاحب (جامع مسجد دہلی) پر پولیس
ہوئی ان کی اقتدار میں نماز ترک کی گئی ان کے برادر خورو،

راقم کے والد سید حامد رف ۳۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ
۳۰ اگست ۱۹۳۷ء کو کبیر مسجد کے روبرو خون میں نہلایا گیا
کم و بیش یہی جرم مولوی عبدالاحد مرحوم کا بھی تھا کہ وہ حکام سے
تھے، خطاب یافتہ تھے لہذا ۱۲ دسمبر ۱۳۵۷ھ کو جب مولوی
عبدالاحد نے اپنا سفر آخرت اختیار کیا تو اس محروم ملت کے
مستقل زبانی اور پوسٹر چسپاں کر کے اعلان کیا گیا کہ مرحوم انگریز پرست
تھا، خطاب یافتہ تھا، لوڈی تھا، کافر تھا، مسلمان اس کی
نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ اس کی میت بھی دفن نہ ہونے پائے، چنانچہ
ابھی جنازہ قبرستان کی راہ ہی میں تھا کہ اسے روک دیا گیا مجبوراً
جنازہ مکان پر واپس آیا، بلوہ عام کا اندیشہ اتنا غالب تھا کہ
حکومت کو فی الفور مداخلت کرنی پڑی۔ ادھر پولیس اور فوج
نے محلہ چوڑی والاں کی ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے محلہ کو منتشر
ہونے کا حکم دیا ادھر مولوی عبداللطیف مرحوم خلف مولوی
عبدالاحد نے اپنے مکان کی حجت پر چڑھ کر تقریر کی مولوی
صاحب کی خدمات کو یاد دلایا۔ مشکوک اور الزامات کی صفائی پیش
کی۔ یوں خدا خدا کر کے غلط فہمی کا زائل ہوا۔ پھر نعش کی توہین

لے یہ تقریر مولوی محمد محمود نقوی دف ۱۳۳۷ھ بن مولانا شیخ محمد نقوی نے
کی تھی مولوی محمد محمود، مولوی عبدالاحد مرحوم کے برادر بستی تھے (محلایب قادری)

لے بیاض شمس العلماء سید احمد امام جامع مسجد دہلی ۱۸ لے یہ دلی ہے صد ۱۳۳۰

کرنے والے لوگوں ہی نے عوام کے سامنے جاتے مسجد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی اور لہجہ مغرب قبرستان ہندیاں (مدفن) شاہ عبدالعزیزؒ میں سپرد خاک کیا یہ تھا وہ صلہ جو اس مردہ پرست قوم نے اپنے اس سربراہ آوردہ خیر خواہ قوم و ملت مولوی عبدالاحد کو ان کے مرنے کے بعد دیا تھا۔

مولوی عبدالاحد کی دوش دیاں ہوئیں پہلی یومیہ سکینہ دیوبند کی تھیں ان سے سات لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں لڑکوں کے نام عبداللطیف، عبدالحلیم، عبدالحمید، عبدالحفیظ، عبدالمبین اور عبدالوہید ہیں اور لڑکیوں کے نام رابعہ بیگم اور خدیجہ بیگم رامت العزیزؒ میں۔ لڑکوں میں عبدالمبین اور خاں بہادر عبدالحمید زندہ ہیں۔ حاجی عبدالمبین صاحب مکتبہ احادیث روشن روڈ، کراچی کے مالگاہ ہیں ان کی بیگم فریح خاتون ہیں جن کا اسلامی نام اور جہاں بیگم ہے آج کل کراچی یونیورسٹی میں فریح کلاسز کی سربراہ ہیں۔ ان کے دو صاحبزادے کمال مبین اور مودستین ہیں کمال لندن میں اور مودستین کینیڈا میں ہیں اور تین صاحبزادیاں سلطانہ بیگم، سعیدہ بیگم اور رشیدہ بیگم ہیں۔ سلطانہ بیگم ممتاز احمد صاحب ڈپٹی چیف انجینئر وینٹریل پارک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کو اور سعیدہ بیگم، آمنہ بیگم صاحب ڈی۔ آئی۔ جی پولیس کراچی اور رشیدہ بیگم، عابد حسین صاحب، کلکٹر آف گسٹ (بحری) کراچی کو منسوب ہیں۔ رابعہ بیگم کی شادی دیوبند میں ہوئی اور خدیجہ بیگم کی شمس العلماء سید احمد بخاری امام جات مسجد دہلی کے ساتھ ہوئی جن کے تین صاحبزادے بشیر بخاری و رشید بخاری اور عزیز بخاری ہوئے۔ رشید اور عزیز دونوں مجاہدوں کی شادیاں محمد سلیمان صاحب

چیف انجینئر کی صاحبزادیوں آج اور نور جہاں سے ہوئیں۔

مولوی عبدالاحد کی دوسری شادی مسماۃ مقصودا بنت مولانا شیخ محمد تقویٰ سے ہوئی ان سے دو لڑکے عبدالرحیم اور عبدالعزیز اور پانچ لڑکیاں محمودہ، صخرہ، امت الرحمن، حمیدہ خاتون اور رشیدہ خاتون ہوئیں۔ محمودہ اور امت الرحمن کی شادیاں مولوی محمد محمود (رحمۃ اللہ علیہ) بن مولانا شیخ محمد تقویٰ کے صاحبزادوں محمد اعلیٰ اور محمد افضل سے ہوئیں محمودہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ امت الرحمن بھارت میں موجود ہیں۔ حمیدہ خاتون محمد سلیمان صاحب چیف انجینئر رمال مشیر انجینئر مقبرہ قائد اعظم محمد علی جناح سے منسوب ہوئیں، رشیدہ جو ڈاکٹر محمد الیاسین کی لہجہ تھیں فوت ہو چکی ہیں اور صغریٰ کا انتقال جوانی میں ہو گیا۔

مولوی عبدالاحد کی بہن زینب کی شادی حکیم عبدالسمیع نالوتوی کے ساتھ ہوئی جن سے دو لڑکیاں رقیہ اور صفیہ ہوئیں، جو حکیم مبین الدین ابن مولانا محمد یحییٰ نالوتوی کے صاحبزادوں محمد عیسیٰ اور عبدالرحمن کو منسوب تھیں۔

ضمیمہ

مولانا مملوک العلی نانوٹوی

استاد العلماء مولانا مملوک العلی بن شیخ احمد علی نانوٹہ ضلع بہار بنہوہ میں تقریباً ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن نانوٹہ میں مکمل کی اس کے بعد تحصیل علم کی غرض سے دہلی پہنچے اس زمانے میں دہلی علوم مشرقی کا خاص مرکز تھا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کے نامور صاحبزادگان شاہ عبدالعزیز شاہ عبدالغنی اور شاہ رفیع الدین علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھے۔ مولانا مملوک العلی نے سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں ہدایت النہج کے کچھ اسباق پڑھے پھر شاہ عبدالغنی و شاہ رفیع الدین کے تلمیذ خاص مولانا رشید الدین خاں کی خدمت میں جملہ علوم متداولہ کی تحصیل کی اور اپنے ہم عصر علمائے مشہور و معروف ہوئے۔

مولانا مملوک العلی کا تخلص مولوی کریم الدین پانی پتی تھا (ت ۱۹۵۷ء) نے ۱۸۷۷ء میں مولانا مملوک العلی کی عمر کا اندازہ تقریباً ۱۵ سال لگایا ہے مذکورہ طبقات الشرائع بند ۴ ص ۶۶ میں علوم مدرسہ دہلی ۱۸۷۷ء) اسی تخمینہ کو مولانا منظر حسن گیلانی نے قبل کیا ہے (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۸۷) تب کہ مولانا منظر حسن گیلانی نے سید احمد شہید (ت ۱۳۳۳ھ) اور حضرت حاجی امداد اللہ ہاجر کی طرف ۱۳۱۹ھ کے فیوض دیبکات کا یہ نتیجہ قرار دیا ہے کہ جب ان ہندوستان نانوٹہ وغیرہ بستیوں میں دورے کئے تو وہاں فاطمہ خواہ اثر ہو اور مولانا مملوک العلی باقی رہا ہے۔

کمال یہ ہے کہ تحصیل علم کے بعد مولانا مملوک العلی نے دہلی ہی میں درس و تدریس کا عمل شروع کر دیا ہوگا۔ اور جب ۱۸۷۷ء میں دہلی کا مشہور مرکز علم مدرسہ اسلامی الدین "دہلی کالج" میں تبدیل ہو گیا تو مولانا رشید الدین سورہ پیہ اور شاہ جہرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا مملوک العلی کا پچاس روپے ماہوار پر تقرر ہوا۔ مولانا مملوک العلی کے تقرر کی

(ت ۱۹۰۷ء) وغیرہ دہلی تحصیل علم کی غرض سے گئے رسوا خ قاسمی جلد اول ص ۸۱-۹۱) مولانا سید احمد شہید کی پیدائش ۱۲۸۹ھ اور حاجی امداد اللہ کی پیدائش ۱۲۷۷ھ مفسر ۱۲۸۹ھ کے ہے جب سید احمد شہید نے ان علاقہ میں دھڑہ کیا تو مولانا مملوک العلی دہلی میں رہے جس پر ممکن تھے اور جب حضرت حاجی امداد اللہ نے دھڑہ دامت کی شمع روشن کی ہوگی تو مولانا مملوک العلی کو جاتی کی منزل میں لے کر چکے ہوں گے۔

مولانا رشید الدین خاں بن امین الدین، مفتی صدر الدین آزاد کے دستخط دار تھے شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین سے ہم علم کی تعلیم کی، علم ہیئت اور ہندسہ بہ کمال حاصل تھا دراضی کے روی اکثر رسالے مکلف، اصول الغضنفر، حرکات عمریہ، انقیاض الاصحاب، ایضاح لغاتہ، المتقال، عانت الموحیدین و ابنتہ الممدوحین (روا جارام موبن رائے) مشہور، تشریح الالفاظک اور المکاتیب (مجموعہ خطوط) ان سے یادگار ہیں۔ ۱۳۳۳ھ میں انتقال ہوا علاحدہ مذکورہ علمائے ہند ص ۹۱-۹۲

کوشش یہ کی کہ ان کو صدر مدرس مقرر کر دیا جائے۔ مولانا ملک العلی چندہ سولہ سال سے کالج میں ملازم تھے ان کی حق تلفی ہوئی تھی کالج کے ارباب حل وقت نے مولانا صدرالدین آزاد سے اس مسئلہ میں رائے طلب کی انہوں نے مولانا ملک العلی کے فضل و کسرت اور ان کی سفارش کی مگر استغلائیہ نے نواب حامد علی خان (نوابی) کے مقرر کردہ مولوی جعفر علی کو علیحدہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور مولانا ملک العلی کو ملوث کر دیا۔ بالآخر ۱۸۷۸ء کو مولانا ملک العلی صدر مدرس قرار پائے اور سو روپے ماہانہ ان کا مشاہرہ مقرر ہوا۔ مسٹر مٹن نے مولانا ملک العلی کیلئے لکھا ہے کہ

وہ مولیٰ کے بہت
بڑے فاضل ہیں اور
شہر دہلی میں ان
کا بہت احترام ہے
HE IS VERY GOOD
ARABIC SCHOLAR
AND VERY MUCH
RESPECTED IN THE CITY

مولانا جعفر علی ۱۸۷۳ء میں دہلی کالج سے علیحدہ ہو گئے۔

مولانا ملک العلی کو چھ جیلاں دہلی میں رہتے تھے انہوں نے اپنا ذاتی مکان بنالہ ۱۸۵۵ء میں مولانا ملک العلی نے کالج سے رخصت موصول کی اور ۱۸۷۲ء میں تشریف لے گئے تقریباً ایک سال اس مقدس سفر میں لگا۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں کہ

۱۸۷۲ء رپٹ ہنری کی بی بی صاحبہ دہلی پر ویسٹنگ حملہ چاہ رہی تھیں
مولانا محمد یعقوب نانوتوی ان کو لایا مولانا محمد یعقوب نانوتوی ۶۰ روپے
(میں نے صادق الاثر بھائی پر ۱۸۷۲ء)

سن بارہ سو ستاون ہجری میں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب اور جناب مولانا محمد یعقوب صاحب دہلی کے نہ کہ دہلی کے مولانا اور جانشین مولانا شاہ عبدالعزیز کے تھے اچانک ارادہ ہجرت کا کیا ذیقعدہ میں شاید روانہ ہو گئے دہلی میں انھیں ہو گیا اور آپ صاحبان کے ساتھ ایک بڑا قافلہ عرب کو روانہ ہوا یہ دیکھ کر حضرت والد مرحوم کو بھی حج کا دھیان ہوا خضیعہ تہ نصرت اور سامان سفر کرتے رہے آخر جب رخصت ایک سال کی مل گئی اور سرکار نے براہ قدر دانی آدمی تنخواہ بھی دی رجب ۱۲۵۸ء میں وطن سے روانہ ہو گئے اور اول ذی الحجہ کو مکہ پہنچے نہایت حرمین سے فارش ہو کر برس دن میں پھر دہلی پہنچے اس وقت یہ سفر علیحدہ طے ہونے میں عجیب سمجھا رخصت کے دن پورے ہو چکے تھے دن ذاکے ذی الحجہ میں جب چھٹی سالانہ ہوائی وطن تشریف لائے اور مولوی صاحب (محمد قاسم نانوتوی) کو دہلی ساتھ لے گئے۔

مولانا ملک العلی خانوادہ ملی الہی کے فیضانہ اور مستفید ہوائی خانہ دارین کو نسبت تلمذ تھی وہ اپنے زائد طالب علمی سے اپنے انتقال تک تقریباً تہائی ہوائی سے زیادہ دہلی میں رہے اور ایک عالم و مدرس کی حیثیت سے مشہور و معروف تھے۔ وعظ و تذکیر اور تصنیف و تالیف سے بھی بچ کر تعلق تعلق سے دہلی ضرورت

مولانا عبدالعزیز اندر سید احمد خاں باب چہارم ص ۷۰، دکنشور پریس لکھنؤ ۱۳۵۵ھ

سے دو تین گنا ہوں گا ترجمہ کیا۔ ان کا خاص میدان درس و تدریس تھا اور اس اعتبار سے وہ شہر ہونے کا لکے علاوہ طلباء کی ایک جماعت ان کے گھر پر بھی استفادہ کرتی تھی۔ دہلی کا لکے کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ مستدر ہے۔ کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا مملوک علی پر بہت اعتماد کرتے تھے اور ہر سال انہ رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے ایک موقع پر گورنر جنرل بہادر نے مولانا مملوک علی کو انعام سے بھی نوازا۔ صورت یہ ہوتی کہ ۱۵ روپے ۸۴۴۴ کو گورنر جنرل بہادر نے دی ہیں وہاں کیا، ۱۵ روپے کے دربار میں، حضرات کو انعام و اکرام سے نوازا مولانا مملوک علی مدرس اول کو خلعت سپا چہ رحمت تھا۔ اسی طرح مرزا اسد اللہ خاں غالب کو خلعت ہفت سپا چہ سر رزم خواہ اور مفتی محمد الدین خان بہادر صدر مدرس دہلی کو خلعت سپا چہ اور ایک گھنٹہ ملائے اس وقت انگریزی حکومت کا مستدر یہ تھا کہ مغربی علوم اور تعلیم ہندوستان کے مسلمانوں میں اور خاص طور سے دہلی کے مسلمانوں میں مروج و مقبول ہو اس مقصد میں گورنمنٹ کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ سی۔ ایف ایئر ریز لکھتے ہیں کہ

”دہلی کی نشاۃ ثانیہ میں ایک اور امر جو عجیب و غریب دلچسپی رکھتا تھا کہ شہہ علوم مشرقیہ جو زیادہ تر عربی اور فارسی لٹریچر

لے دہلی آؤری سائنس و اکتسابات احسن الاخبار کی بنی ۱۸۳۷-۱۸۳۸ء ہجری ۱۲۵۷-۱۲۵۸ء میں صاحب تاتر دہلی، شائع کردہ خواجہ حسن نظامی دہلی صاحب ۴۴ رطلۃ مشائخ دہلی ۱۲۳۵ء میں تذکرہ مولوی ذکاء اللہ دہلی (دہلی) ایف ایئر ریز ص ۶۱

سے متعلق تھا بہت زیادہ ہر دل عزیز ہو گیا تھا ان جماعتوں میں اردو کے ذریعہ تعلیم دی جاتی تھی لیکن فنی انگریزی جماعتوں کی وجہ سے طلباء نے انہیں چھوڑ نہیں دیا تھا۔

مولانا مملوک علی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں بڑھ گئیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کلب بنیاری ہوئی کہ جس نے نئے نظام تعلیم میں منسلک اور خاطر خواہ خدمات انجام دیں، مولانا محمد مظہر (مدرس انگریز کالج)، مولانا محمد سید (مدرس دہلی کالج)، مولانا محمد حسن (مدرس بنارس دہلی کالج)، مولانا ذوالفقار علی دیوبند کے مدرس دہلی کالج، مولانا ڈی ڈی انشپر (مدرس)، مولانا فضل الرحمن دیوبند کے ڈیپٹی چانسلر (مدرس) ان کے اعزہ و احباب ہیں۔ ان کے علاوہ شمس العلماء ڈیپٹی شیخ ضیاء الدین ایل۔ ڈی، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، شمس العلماء ڈیپٹی ذمیر احمد رف (مدرس) شمس العلماء محمد حسین آزاد رف (مدرس) پیر زادہ محمد حسین کشن شیخ، خواجہ رف (مدرس) شیخ، خان بہادر میر ناصر علی (۱۳۵۲ھ) مولوی کریم الدین پانی پتی (رف) (۱۳۵۲ھ) مولوی جعفر علی (۱۳۵۲ھ) وغیرہ بہت سے ایسے حضرات ہیں کہ جو اسی دہلی کالج کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور کہ وہ شیخان تمام حضرات نے نئے تعلیمی نظام میں منسلک ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ نے بھی ان کی خدمات کو سراہا اور حسن صلے نوازا

مولانا عبید اللہ سندھی کا یہ خیال ہے کہ جب ۱۲۵۴ھ میں شاہ احمد اسحاق حجاز مقدس کو ہجرت کر گئے تو تحریک کی نگرانی کئے ایک بوڑھا بنایا گیا جس کے صدر مولانا مملوک علی اور تین رکن مولانا نواب قلیب الدین (رف) (۱۳۵۲ھ)

مولانا مظفر حسین کاندھلوی (دف ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء) اور مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی (دف ۶ محرم ۱۲۹۱ھ بمطابق ۱۷ مئی ۱۸۷۴ء) کے درمیان کوئی شک نہیں کہ مولانا ملک العلی خانوادہ ولی اللہی کے فیض یافتہ شاہ محمد اسحاق کے مستند متبع تھے۔ مگر ان کی سیاسی سرگرمیوں کی تفصیل تو دور رکھیں اشارہ بھی نہیں ملتا کہ ان کی زندگی تو مستقیم تر درس و تدریس سے عبارت رہی ہے لہذا یہ صدارت کچھ خل نظر سی معلوم ہوتی ہے

مولانا ملک العلی بنایت مترشح، علیم، بردبار اور منکر المزاج تھے، مولانا تذکیر کی عادت ذہنی سادہ لباس پہنتے تھے لہ مولانا مظفر حسین اور حاجی امداد علی مہاجر مکی (دف ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۹ء) سے خاص تعلقات تھے مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں کہ

”جب حضرت مولوی صاحب (مظفر حسین کاندھلوی) دہلی تشریف لائے تو والد مرحوم کے پاس ہمارے مکان میں نوکریں ہوتے اور والد مرحوم جب وطن جاتے، کاندھلہ ہو کر جاتے جب وطن سے لوٹتے کاندھلہ ٹھہر کر دہلی روانہ ہوتے اور یہی حال جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے تھا۔“
مولانا احتشام الحسن کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

لے آثار العباد ص ۷۰

لے سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۳

لے حالات مشائخ کاندھلہ از مولانا احتشام الحسن کاندھلوی ص ۳۳-۱۳۸ء اشارت موشاف دہلی

”مولانا ملک علی صاحب ہمیشہ دہلی آتے اور جاتے جب کاندھلہ سے گزرتے تو باہر سرنگ پر گاڑی کو چھوڑ کر ملتے حضرت مولانا مظفر حسین صاحب اول یہ پوچھتے کہ کھا کھا چکے لکھا کھا گئے اگر کھا کھا چکا تو پھر کچھ نہیں اور اگر نہ کھا ہے ہوتے تو کہہ دیتے کہ میں کھاؤں گا تو مولانا پوچھتے کہ کھا کھا جاؤں یا آوازہ کچھ اداؤں چنانچہ ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ کھا کھا ہوا لداؤ اس وقت صرف کھڑی کی کھر خن تھی اسی کو لے آئے اور فرمایا کھی ہوئی تو یہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ بس یہی کافی ہے پھر جب فرصت ہوتے تو مولانا مظفر حسین صاحب ان کو گاڑی تک پہنچاتے جاتے تھے یہی ہمیشہ کا معمول تھا۔“

یہ بزرگ خلوص و محبت اور تواضع و انکسار کا سراپا ہوتا تھا اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

مولانا ملک العلی (دف ۱۲۸۳ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء) میں حج سے سیدھے دہلی واپس آئے اور تعلیم کے متوجہ ہو کر ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ میں اپنے وطن نانوتہ گئے اور اپنے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کو تعلیم کی غرض سے اپنے ہمراہ دہلی لائے اور وہیں بنایت توجہ سے ان دونوں کی تعلیم و تربیت کی ایک سال کے بعد مولانا علی احمد گنگوہی (دف ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء) بھی ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ ان کا تعلق بٹالہ کی تعلیم و تربیت مکمل ہو چکی تھی کہ مولانا ملک العلی کو پیام اصل آگیا اور وہ گیا وہ دن یہ زمانہ کہ مرض میں مبتلا ہو کر ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ مطابق

صد با شاگرد اس ذات بابرکات سے فیض اٹھا کر اطراف و
اقطار ہندوستان میں فاضل ہو کر گئے۔۔۔۔۔ سو اور اس دینی
طلباء مدرسہ کے اپنے گھر پر بھی لوگوں کو ہر ایک علم کی کتابیں
پڑھاتے ہیں۔۔۔۔۔ تمام اوقات گرامی ان کے تعلیم طلباء میں
انصاف شب تک منقسم ہے۔۔۔۔۔ ان کی قبرست میں صد با
طالب علم اطراف و جوار میں سے واسطہ تعلیم پائے علوم کے
حاضر ہوتے ہیں اور ان کے حسن اخلاق سے یہ بعید بہ کسی
طالب علم کی خاطر رنجیدہ کریں۔

طلبہ مولانا مملوک العلی سے مطمئن ہوتے تھے اور مولانا کے یہاں ان کی خواہ
خواہ تشریف ہوتی تھی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

”ابتداء میں دہلی میں دوسرے استاد سے چڑھتے تھے لیکن
تسکین نہیں ہوتی تھی کبھی سبقت ہوتا تھا اور کبھی شبہات
کا جواب نہ ملتا تھا مگر جب مولانا مملوک العلی صاحب رحمہ
کے خدمت میں پہنچے تو اطمینان ہو گیا اور بہت لمبے عرصہ میں
کتاب میں ختم کر لیں تو یہ استاد نے کھول کر پلایا اور رشید احمد
فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانے میں اچھے اچھے استاد دینی موجود
تھے مگر ایسا استاد کہ مطلب پوری طرح ان کے قابو میں ہو اور

انواع مختلفہ سے تحریر کر کے شاگرد کے ذہن نشین کر دیں ایک
ہمارے استاد مولانا مملوک العلی صاحب اور دوسرے ہمارے
استاد مفتی صدر الدین صاحب تھے رحمۃ اللہ علیہما
مولانا مملوک العلی کے طرز تدریس کے متعلق مولانا محمد یعقوب نانوتوی
رسم طراز ہیں کہ

”ان کے سامنے بے سیمے چنانچہ مشکل تھا وہ طرز عبارت سے
سمجھ لیتے تھے یہ مطلب سمجھا ہوا ہے یا نہیں؟“

مولانا مملوک العلی کے تلامذہ کی تعداد کا استحصاء ناممکن ہے ان کے شاگردوں
میں بڑے بڑے علماء مثل مولانا محمد ظہیر نانوتوی، مولانا محمد احسن نانوتوی، مولانا محمد منیر
نانوتوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا
احمد علی سہارنپوری، مولانا ذوالفقار علی دہلوی، مولانا افضل الرحمن دہلوی، مولوی
کریم الدین بانی قی، مفتی جلال الدین دارالہمام بھوپال، شمس العلماء دہلوی، مولانا رشید الدین بانی قی

۱۸ سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۸

۱۹ خان بہادر شمس العلماء مولوی شیخ فیاض الدین ایلی دہلی کے والد دارودہ شیخ محمد بخش مفتی
بسی تحصیل دہلی کے قریب باشندے تھے۔ یہ خان گورنمنٹ کا خیر خواہ تھا۔ دارودہ شیخ
دارودہ شیخ محمد بخش دارودہ کی پہلی پرورشید سانی کہتے تھے جب انگریز فوج دہلی میں داخل
ہوئی تو دارودہ شیخ اپنے گھر میں تھے ایک باہی کی گولی سے ڈھیر ہو گئے شہر رسائی کے سبب میں
کچھ ارضی انعام میں ملی ان کے فرزند مولوی فیاض الدین مولانا مملوک العلی (باقی نکلے صفحہ)

نہیں کیا ہے لے

ڈپٹی نذیر احمد کے حالات حیات النذیر میں مفصل لکھے گئے ہیں ان کے اساتذہ کی فہرست میں مولانا مملوک علی کا نام اس کتاب میں بھی شامل نہیں ہے ڈپٹی نذیر احمد ۱۸۴۷ء سے ۱۸۵۸ء تک دہلی کالج میں طالب علم رہے اسے استادانِ مدارس میں تو دوسرے اساتذہ کے پاس اسبق رہے ہوں گے اور اکتوبر ۱۸۵۸ء کو مولانا مملوک علی کا انتقال ہو گیا۔ اس نے مولانا مملوک علی سے پڑھنے کی فہمیت ہی نہیں آئی ہوگی۔ ورنہ حیات النذیر کے مولف اس کا ذکر ضرور کرتے۔

شخص العلماء دمشقی کا زمانہ بھی تقریباً ۱۸۴۷ء میں دہلی کالج میں داخل ہوا ان کو فارسی سے خاصا لگاؤ تھا اور انہوں نے اپنے استاد مولوی امام بخش مہسارانی (دش ۱۲۵۸ء) کا بہت محبت سے ذکر کیا ہے ان کا خاص معنوں ریاضی تھا اور وہ ماسٹر رام چندر (دش ۱۲۸۸ء) کے خاص شاگرد تھے اور اس معنوں میں انہوں نے امتیاز و اختصاص بھی حاصل کیا ان کے اساتذہ میں کہیں مملوک علی کا نام نہیں آتا ہے

حکیم عبدالحی (دش ۱۳۳۷ء) مولف نزمہ الخواطر نے مولانا اشرف رام متاوی کی روایت نقل کی ہے کہ مولانا شیخ محمد قاضی (دش ۱۲۹۶ء) نے علوم متداول

لے حیات جاوید از الطاف حسین حالی ص ۲۸-۲۹ (دراگرہ ۱۹۰۳ء)

لے حیات النذیر از افتخار عالم مارہروی ص ۳۴-۳۵ (دش پریس دہلی ۱۹۱۲ء)

لے تذکرہ مولوی ذکا اللہ دہلوی سیالیت رائے دیوید ترجمہ ضیاء الدین برفی ص ۶۵-۶۰ (مرکز ۱۹۵۵ء)

کی بحصول مولانا مملوک علی سے کی جاتی ہے

مولانا مملوک علی کا تمام وقت دس و دہائیس میں صرف ہوتا تھا، دن اور رات ان کے یہاں طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔ لہذا تصنیف و تالیف کے لئے وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ دہلی کالج کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کالج کی طرف سے جن کتابوں کا ترجمہ ہوا تھا ان میں سے اکثر کی دہائی و نظر ثانی کرتے تھے جنرل جہ ذیل کتابوں کے خود مولانا مملوک علی نے ترجمہ کئے ہیں۔

۱) تحرییر اقلیدس ۱۲۷۷ء میں دہلی کالج کے پرنسپل کی تحریک پر تحرییر اقلیدس کے اول کے چار مقالوں اور آخر کے گیارہویں اور بارہویں مقالوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس کے ترجمہ کے متعلق مولوی کریم الدین لکھتے ہیں ۱۲۷۷ء در ترجمہ اردو زبان میں پائی کر دیا اور بہت اچھی طرح سے ہر ایک شکل کو حل کیا ہے۔

۲) تحرییر اقلیدس ۱۲۷۷ء میں ایک سو پچاس اور ۱۲۵۵ء میں تین سو کی تعداد میں طبع ہوئی ہے اس کا مطبوعہ نسخہ ہماری نظر سے گذرا ہے۔

۳) ترجمہ سنن ترمذی :- چونکہ یہ کتاب دہلی کالج کے نصاب میں شامل

لے تحقیق و مدت الوجہ و الشہور بہ شارح الحق ص ۲۲ (دک ایڈیٹی کوچی ۱۲۷۲ء)

لے تذکرہ طبقات الشعراء ہند ص ۶۴

لے صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات از محمد رفیع صدیقی ص ۱۸۸-۱۹۰ (انجمن

ترقی اردو ہند علی گڑھ ۱۹۶۲ء)

مجتبیٰ اس نے مولانا ملک علی نے اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے
(۳) تاریخ میمنشی تاریخ یعنی یہی دہلی کا کالج کے نصاب میں شامل ہے
اس کا اردو ترجمہ بھی مولانا ملک علی نے کیا اس کتاب کا خطی نسخہ بنگال لائبریری
سوسائٹی (کلکتہ) کے کتب خانہ میں موجود ہے۔
(۴) عربی خط (غیر منقوطہ) :- مولوی کریم الدین نے تذکرہ فرزند اللہ میں
مولانا ملک علی کا ایک عربی خط نقل کیا ہے جو انہوں نے شہزادہ فیروز شاہ کو لکھا تھا
مولانا ملک علی کے نامور فرزند مولانا محمد یعقوب نالوتوی تھے۔

مولانا محمد یعقوب نالوتوی

مولانا محمد یعقوب بن مولانا ملک علی، ۱۳ صفر ۱۲۹۹ھ کو نالوتہ میں پیدا
ہوئے۔ مشہور احمد، غلام حسین، شمس الضعیفی ان کے تاریخی نام ہیں قرآن کریم

لے سوانح عمری مولوی محمد قاسم نالوتوی ص ۲

لے مرحوم دہلی کالج ص ۱۵۲

لے تذکرہ اہل دہلی (دوسرے احمد خان) مرتبہ قاضی احمد میاں اختر بونا گڑھی ص ۹۰
(انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء)

لے تاریخ میمنشی کو اصل عربی میں ڈاکٹر اے۔ اے۔ نگر نیشنل دہلی کالج نے اڈٹ
کیا درج دہلی کالج ص ۱۱۴۰ اس کتاب کا عربی سے فارسی میں ترجمہ مولانا فضل ام خیر آبادی
(ف ۱۲۰۳) نے کیا ہے جو ان کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے حکیم محمود احمد بکائی صاحب کی کتاب
سے ہماری نظر سے گذرا۔ یہ فارسی ترجمہ زیادہ جتن سے آراستہ نہیں ہوا ہے۔

نالوتہ میں حفظ کیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے جلد سرائی سیکھی،
طالب علمی کے زمانے میں اپنی کتابوں کی جلدیں خود ہی باندھتے تھے۔ خرم ۱۲۶۴ھ
میں جب کہ ان کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی تو ان کے والد مولانا ملک علی ان کو اردو
مولانا محمد قاسم نالوتوی کو بخیر تعلیم دہلی لے گئے میزان مشتبہ اندکشتہ سے ان کی تعلیم
شروع ہوئی۔ اس زمانہ میں ابواب کا سننا اور تعلیمات کا پڑھنا مولانا محمد قاسم کے
اردو تھار دہلی کالج کے طالب علم رہے علوم متداولہ اپنے والد مولانا ملک علی سے
اصل کے مولانا احمد علی مہاجر پوری لکھنؤ شاہ عبدالغنی بخاری دہلوی سے علم حدیث
کی تحصیل کی۔ الرزوی الخیر ص ۱۲۴ مطابق، (۱۲۰۳) مولانا ملک علی
والفراق ہو گیا تو تقریباً ایک سال تک مولانا محمد یعقوب اپنے مکان واقع کوچہ چلیان
دہلی میں رہے۔ اس کے بعد چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہو کر وہ گورنمنٹ کالج
پہلا صفر جے لے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد مہاجر پوری دہلی آئے اور اس کے بعد
ان کا تقریباً ۱۸۵۵ء کا واقعہ ہمارے پیش آیا۔ اس زمانے میں وہ اپنے
والد نالوتہ ہی میں مقیم تھے۔ ۱۲۴۰ھ میں مولانا محمد یعقوب کا نکاح عہدۃ السلاست شریف
کرامت حسین دیوبندی کے ساتھ منع ہوا۔ پانچ روپے ہر کے عہد میں ہوا۔

مولانا محمد یعقوب نالوتوی ۱۲۴۰ھ میں اپنی پہلی مرتبہ مفرج کے
پہلا صفر جے لے ۱۸۹۰ء
نالوتوی کی حدیث کی وجہ سے کیا انتقال ہوا مولانا محمد قاسم نالوتوی ان کا اب ۱۸۵۶ء

لے سوانح عمری مولوی محمد قاسم نالوتوی ص ۷۰ لے ایضاً ص ۱۳

میں شرکت کی وجہ سے حکومت کی نظروں میں مشکوک دشتہ تھے اس نے وہ پوشیدہ طور سے تجاویز دے کر تیار کیا اور مولانا محمد یعقوب ان کے ہمراہ پنجاب و سندھ ہو کر کشمیر کے ذریعہ کراچی پہنچے اور وہاں سے بذریعہ جہاز حجاز مقدس کی راہ ہوئے مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے مولانا محمد قاسم کو نام خورشید حسین لکھا ہے اور بعض جگہ صرف "مولوی صاحب" کہہ کر ان کا ذکر کیا ہے۔ مولانا محمد قاسم کے علاوہ مولانا مظفر حسین کاظمی، مولوی نور الحسن کاظمی وغیرہ بھی ساتھ تھے، مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اس سفر کی ایک یادداشت خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہے جو یہاں یعقوبی میں شامل ہے ہم اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ حجازی الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۸۹۳ء بروز شنبہ مولوی خورشید حسین (مولانا محمد قاسم نانوتوی) کو دیوبند سے اپنے ہمراہ نافوٹہ لے کر نافوٹہ سے ۵ ارجمادی الاول ۱۲۷۴ء ۹ نومبر ۱۸۹۳ء بروز پنجشنبہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دوسرے دن سہارنپور پہنچے وہاں حافظ عابد حسین دیوبند سے مستورات کو لے کر آئے ۲۲ دسمبر ۱۸۹۳ء یکشنبہ کو سہارنپور سے طبرکہ بدر روانہ ہوئے پھر سرسداہ، جگہ دھری، راجی، لکڑی اور ملتان پہنچے ہر ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء (چہار شنبہ) کو انبالہ چھاؤنی پہنچے وہاں سب احباب سے ملاقات کی وہیں مولوی مظفر حسین کاظمی (دف ۱۲۸۹ھ) کی آمد کی خبر ملی۔ ٹھہرا انبالہ میں داؤد عبدالغنی، داؤد نائل بخش خاں اور داؤد امیر علی خاں سے ملاقات ہوئی۔

۲۔ خدیفہ حسین، مولانا محمد قاسم نانوتوی کا بیٹا تھا۔

۳۔ دسمبر ۱۸۹۳ء کو انبالہ سے روانہ ہوئے اور بروز شنبہ ۱۸۹۳ء (جمعہ) کو سرمنڈی پہنچے مولانا محمد یعقوب نانوتوی، حضرت مجدد الف ثانی کے مزار کی زیارت کے لئے گئے دوسرے دسمبر ۱۸۹۳ء روانہ ہوئے ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ء کو لدھیانہ پہنچے۔ یہاں مولوی محمد شفیع صاحب اور مولوی ابوالقاسم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۳ء کو لدھیانہ سے روانہ ہوئے جیر پڑاؤ جگر آؤں، منیاں، گھل ہوتے ہوئے ۲۳ دسمبر ۱۸۹۳ء کو اردن پور پہنچے۔ دوسرے دن مولوی نور الحسن اور مولوی مظفر حسین کاظمی سے ملاقات ہوئی، پانچ روز کشمیر اور مسلمان وغیرہ کے انتظام میں لگے۔ یہاں سے ہائی سفر شروع ہوا۔ ۱۔ ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۳ء بروز پنجشنبہ ۲۱ جمادی الثانی ۲۱ دسمبر ۱۸۹۳ء کو پاک پٹن پہنچے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی حافظ عابد حسین اور مولوی مولابخش صاحب اسی دن بیامیرہ الدین گنج شکر کے مزار کی زیارت کے لئے گئے۔ مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور قائلہ کے دوسرے لوگ دوسرے دن زیارت کے لئے گئے۔ ایک دن وہاں قیام رہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۳ء کو پاک پٹن سے ملے اور ۲ جنوری ۱۸۹۴ء (دشتہ) کو سمبال پور گھاٹ پہنچے کراٹر اہل خانہ ٹبر کے اور مسلمان خدیفہ ۹ جنوری کو پنچر پہنچے تیسرے روز مٹھی کوٹ پہنچا در شیخ برادر اعلیٰ خلیفہ شاہ نضر الدین دہلوی کے مزار کی زیارت کی صبح کو اٹے روانہ ہوئے ۶ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۸ جنوری ۱۸۹۴ء (جمعہ) کو سکھر پہنچے مولوی عبدالرحمن کی مسجد میں نماز ادا کی اور مولوی عبدالرحمن صاحب سے ملاقات بھی کی ۲۰ جنوری ۱۸۹۴ء کو روہڑی سے روانہ ہوئے ۲۲ جنوری ۱۸۹۴ء یکشنبہ کو سیوہن پہنچے اور حضرت نعل شاہ باز قلندر کے مزار کی زیارت کی اور صبح کو چل دیے ۳۰

رجب ۱۲۴۴ھ مطابق یکم فروری ۱۸۲۸ء کو گھاٹ گھوڑا باری پہنچے۔ یہاں جہازوں کا انتظام کیا ان کا فائز اور دوسرے لوگ تین جہازوں میں آئے۔ یکم ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۸۲۸ء کو کراچی سے روانہ ہوئے۔ اس وقت ۱۲۴۴ھ (چهارشنبہ) کو حدن پہنچے دوسرے دن باب الغریب سے گزرے اور عصر کے وقت بندر خچ پہنچے اور قیام کیا۔ اور اکثر اہل قافلہ نے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کے مزار کی زیارت کی۔ ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۸۲۸ء (دوشنبہ) کو ہم دن چڑھے مکہ شریف پہنچے۔ طواف اور سعی کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ ہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۱۹۱۶ھ کے آخر میں اس سفر مقدس سے واپسی ہوئی۔

دارالعلوم دیوبند سے تعلق
(دارالعلوم) دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب مدد اللہ مقرر ہوئے اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے اور میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے چھاپ خانہ میں ملازم تھے۔ مولانا محمد یعقوب خود لکھتے ہیں

”منشی ممتاز علی صاحب نے میرٹھ میں چھاپ خانہ کیا مولوی (محمد قاسم) صاحب کو پرانی دوستی کے سبب بلایا وہی تصحیح کی خدمت پہنچی یہ کام برائے نام تھا تصور کن کہ مولوی صاحب کو اپنے پاس رکھنا تھا اصرار نہ کیا میں برہنہ اور لکھنؤ ہو کر میرٹھ میں اسی چھاپ خانہ میں

لے مکتوبات لطیفہ دیباغہ فیضیہ ص ۱۲۸-۱۲۷

نور ہو گیا۔

انہوں نے اس اسلامی درس گاہ کی مدرسے صرف تیس روپے ماہوار تنسولی کر لی۔

مولانا دارالعلوم کے سب سے پہلے مدد مدرسہ اعلیٰ شیعہ الحدیث تھے ۱۹ سال کی مدت تک یہ خدمت جلیلہ انجام دیتے رہے ۱۵۱ طبع نے آپ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ مولوی عبدالحق (پور قاسمی) مولانا امداد اللہ انیسبٹھی، مولانا فتح محمد تھانوی، شیخ البند مولانا محمود الحسن، مولانا خلیل احمد انیسبٹھی، مولانا احمد حسن امروہوی، مولانا غفر الحسن گھوڑی موہنا حکیم منصور الصلی خاں مراد آبادی، مفتی عزیز الرحمن دیوبندی، مولانا شرف علی تھانوی، مولوی محمد حسین دیوبندی، شمس العلماء، مولانا حافظ احمد، مولانا حبیب الرحمن عثمانی، رحیم اللہ تعالیٰ جیسے مشاہیر، بچکانہ علماء مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ لے

منشی جمال الدین مدار المہم بھوپال، مولانا ملک الصلی کے شاگرد تھے انہوں نے اسی تعلق کی بنیاد پر مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو ایک اچھے مشاہیر پر بھوپال طلب فرمایا۔ مگر تلیل تنخواہ کے باوجود مولانا نے دارالعلوم دیوبند کے ترک تعلق کو پسند نہ فرمایا اور اپنے بھائی مولانا خلیل احمد انیسبٹھی کو بھوپال بھیج دیا لے

لے تاریخ دیوبند از مولانا محبوب رضوی ص ۱۴۲
لے سیرت حاجی اماد اللہ ص ۶۷-۶۸ (دوبئی ۱۹۵۱ء)

۱۳ رمضان ۱۲۹۲ھ بروز جمعہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی المیۃ العظمیٰ کا انتقال ہو گیا۔ مولانا محمد یعقوب نے صمدیہ ذیل تاریخ بھی لے
چند ذلت الصدقہ کنگم بے سرول ازبک تاریخ میں نام ہویدا
۱۲۹۲ھ = ۱۲۹۶ھ

یہ مرحوم ۱۲۹۳ھ کو مولانا محمد یعقوب کا نکاح ثانی سادات کلاس مکہ انیس
کے ساتھ باغیچہ ایک سو پچاس روپے نہر ہوا۔ یہ خاتون منشی عبدالحق پیر مولوی
دلچسپی کی بیوہ تھیں۔ نکاح ثانی کی تاریخ مولانا نے یہی ہے
بات لے کہا دروئے سپہ و کیا خوب ہوا نکاح ثانی
۱۲۹۳ھ = ۱۲۹۶ھ

دوسرا سفر حج انشرفین نے لکھے۔ اس پر جمعہ ۱۸-۱۹ عطار کی ایک حواشی
تھی۔ شہنشاہ قاسم نانوتوی، مولانا خلیفہ احمد گنگوہی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد
نانوتوی، مولوی حکیم ضیاء الدین رام پوری، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا احمد
کانپوری وغیرہ ان شاہر علماء کے علاوہ اس مقدس قافلان میں تقریباً سوا دی تھے
سہارنپور سے ممبئی تک ریل کے ذریعہ گئے اور ممبئی سے یکم ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ کو
جہاز کے ذریعہ روانہ ہوئے۔ ۱۰ ذی قعدہ کو عکلاں اور ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ کو کربلا

۱۲ مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی ص ۱۵۱

۱۳ ایضاً

ظہر جمعہ پہنچے۔ مکر معظم میں یہ قافلہ حاجی امداد اللہ، سکا اور مدینہ میں شاہ عبدالغنی
مکدونی کا مہمان رہا۔ جمادی الاول ۱۲۹۵ھ میں حج سے واپسی ہوئی۔

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر
سلوک و تصوف | چشتی صابری سلسلہ کے نامور شیخ میں ان کی نانوتوی

نہال تھی اور ان کی بہن بھی وہاں بیابانی تھیں اس وجہ سے اکثر ان کا آنا جانا نانوتوی
رہتا تھا۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو بچپن ہی سے حاجی صاحب سے محبت پیدا
ہو گئی تھی اور پھر وہ حاجی صاحب ہی سے بیعت ہو گئے انہوں نے سلوک و تصوف
کی راہیں حضرت حاجی صاحب ہی کے زیر نگرانی لے لی ہیں ایضاً اشرف السوانح لکھتے ہیں۔

۱۴ سب سے زیادہ معتقد مہستی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جو علاوہ ہر فن میں ماہر ہونے کے بہت بڑے
صاحب باطن اور شیخ کامل بھی تھے حضرت مولانا اشرف علی
نانوتوی نے مولانا مدد رست بڑے بڑے فیض و برکات حاصل
کئے ہیں اور زیادہ تر علوم عجیبہ و غریبہ انہیں سے حاصل فرمائے ہیں
اور مولانا کے اکثر اقوال و احوال و حقائق و معارف نہایت لطیف
ہے کہ بیان فرمایا کرتے تھے اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ حلقہ درس کیا
ہوا تھا حلقہ توجہ ہوا تھا یہ حال تھا کہ تفسیر کا سبق ہوتا ہے۔

۱۵ مکتوبات و بیاض یعقوبی ص ۱۴۳-۱۴۴

۱۶ اشرف السوانح و معادلہ ص ۲۲۲ طبع القادسیہ اشرف علی نانوتوی ص ۲۳

آیات کا مطلب بیان فرما رہے ہیں اور ان ٹکڑوں سے ناز و قطار اٹھانے جاری ہیں۔

مولانا محمد یعقوب پر جذب و کیفیت کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ سربراہ عزیز و انکار تھے۔ دنیا اور علاقہ و دنیا کو بیچ سچتے تھے اپنی سچی کو دنیا میں لے دیا تھا ایک خط میں اپنے مرید منشی محمد قاسم نیا نگر کی کو لکھتے ہیں کہ

”تم میں عاجز کا حال اجمیر سے معلوم کرو کہ تار اور ناچ رنگ میں گزرتی تھی۔ ناز و جماعت و تقویٰ و لہارت سے کچھ بحث نہ تھی اب ہر جذبہ کہ نظر ان باتوں سے تو بہی اور حضرت مرشد العالم حاجی صاحب مدظلہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا مگر اصل بات کہاں بدلتی ہے۔ دلیا کا دل باری رب البتہ ظاہر کی راہ پر وہ ان عیوب کا جو گیا یہ اس کی ستاری کی شان ہے ورنہ عالم الغیب خوب جاننا ہے کہ باطن اس دنیا پاک کا کیا کچھ خراب ہے۔“

ایک دوسرے خط میں منشی محمد قاسم کو لکھتے ہیں کہ

”پچاس کی عمر آئی اور یہ یوں ہی گواہی لڑکپن کے خصائص ہونے دیے ہیں اب ایک وضع نہ بدل ایک رنگ نہ پلٹا کسی کی بھیجوں میں رہا مگر کسی کا کچھ اثر نہ ہوا ہاں شفیق کو کون سید کرے مل کا بدل دینا اسی کا کام ہے حضرت مخدوم العالم (حاجی امد اللہ)

لے مکتوبات یعقوبی ربیعین یعقوبی ص ۱۸

لے مکتوبات یعقوبی ربیعین یعقوبی ص ۱۸

کی خدمت میں جو کوئی کچھ کہی رہ لیا اس پر ایک اثر ہو گیا کہ تمام عمر نگاہیں کم نصیب جمیا تھا دلیا ہی رہا ہے عمر بھر وہ کٹی اور آگے اب کیا امید اب قافیہ تنگ ہے۔

مولانا محمد یعقوب نافوقی نے جو خطوط اپنے مرید منشی محمد قاسم بنا نگر کی کو لکھے ہیں دراصل وہ سلوک و معرفت کا مرتع اور حقائق و تصوف کا دستور العمل ہیں سالک کے لئے وہ ایک مکمل ہدایت نامہ ہیں اہل خطوط میں ہیں اکابر مونیہ کی قلبیات کی مکمل تصویر ملتی ہے اسی ناز میں راتم الحروف کو بخشی سلسلہ کے مشہور شیخ مخدوم جہانگیر اشرف کچھوچھو (دف سٹنٹ ص ۸) کے مکتوبات عالیہ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا لیا معلوم ہوتا ہے کہ مکتوبات یعقوبی ہسکتوبات اشرفی (دفا کی) کا مختصر اردو ادیشن ہیں۔ مولانا محمد یعقوب کا مقصود حیات اتباع سنت رحل اللہ علیہ اثر علیہ وسلم، طاعت خداوندی اور محبت باری تعالیٰ تھا اور ان کی زندگی کا مقصد اسی سے عبارت ہے مولانا محمد یعقوب مریدین کو سمیت بھی فرماتے تھے ایک خط میں لکھتے ہیں

”اس ناکارہ سے اپنے بعض استبراء اور بعض اجتناب

عورتیں بہت بیعت ہوتی ہیں۔“

مولانا محمد یعقوب نافوقی نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی عذرا الدار بہت شیخ کریمت حسین دیوبندی سے شہ اولادیں، حکیم عین الدین طلب الدین، علار الدین، بلال الدین، فاطمہ اور فدیجہ ہوئیں۔

اولاد

لے مکتوبات یعقوبی ربیعین یعقوبی ص ۸۵

مولانا کی دوسری شادی ساقی اکرام سے ہوئی جو پیشی عبدالحق
دوبندی کی بیوہ تھیں۔ جن سے تین اولادیں، فرید الدین دہلوی، اور دو لڑکیاں برکت
اور ام سلمہ پیدا ہوئیں۔ اول الذکر دو لڑکیاں عمری میں فوت ہو گئیں۔ ام سلمہ منیر احمد
انجینئر بن گئیں جو مولوی انوار احمد اور مولوی عبدالحق انجینئر بن گئے
بھائی تھے۔ مولوی انوار احمد بہار سے بزرگ اور فاضل دوست مولوی اعجاز الحق
قدوسی صاحب کے حقیقی نانا تھے۔

مولوی حافظ محمد علاء الدین شب عبد الغنی ۱۳۰۱ھ کو دوبندی میں فوت
ہوئے ان کی عمر چوبیس سال تھی حافظ قرآن اور مدرسہ دوبندی سے فارغ التحصیل تھے
علاؤ الدین سے بیرون ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ کو حافظ جمال الدین نے انتقال کیا
مولانا کی صاحبزادی فاطمہ کا انتقال ۵ محرم ۱۳۱۲ھ کو ہوا۔ مولانا کے
فرزند اکبر حکیم معین الدین نہایت فاضل طبیب تھے۔ مولانا کے پوتوں میں ایک صاحب
محمد شعیب نانوتوی سے راقم الحروف کی ملاقات ہوئی وہ کراچی میں رہتے ہیں۔

مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا انتقال بمعرض ہفتینہ سر ربیع الاول ۱۳۱۲ھ
وفات (۲۴ دسمبر ۱۳۱۲ھ) کو نانوتوی میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے بیاض تھوڑی
میں کسی کی یادداشت تھوڑی ہے

شب شنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۱۲ھ جناب مولوی محمد یعقوب

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچانک بعد فراغت نماز عشاء درمیان
بیتلا شدہ بیہوش شدند شب و دو شنبہ قریب یک بجے وفات
از جہاں فانی یافت قبر شریف اوشاں در مقام نانوتی باب
شمال لب شرک سہارنپور واقع باغ نوکر اور اسمین الدین
پردوش کردہ است واقع شان اللہ وانا الیہ راجعون
ایں واقعہ جانکاہ است

مولانا امداد ماہری صاحب نے مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی نانوتی وفات
۱۳۲۲ھ میں لکھی ہے اور ایک قطعہ تاریخ بھی نقل کیا ہے اسے ماہری
صاحب کا یہ بیان درست نہیں ہے مولانا امداد ماہری صاحب کو تسلیع ہوا ہے
زی قعدہ ۱۳۸۲ھ میں شاہ محمد اسحاق نبید شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی
شاہ محمد یعقوب رد پوری، بہاجر کی فوت ہوئے تھے۔

مولانا محمد یعقوب شاعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے گستاخ
مشعر و شاعری شخص تھا انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ابو ظفر بہادر
شاہ کی دہلی دیکھی تھی۔ غائب، مومن، ذوق، مسہبان، آرزو، مجھے شہور روزگار شرا
کی مجال سخن کے ہنگاموں سے ان کے کان آتے تھے۔ انہوں نے سنی محمد قاسم ہانگری
کو شہرہ دیا کردہ درد سودا اور ذوق کے کلام کو پڑھیں۔ اس میں درد اور شہرہ

۱۔ سیرت مامی امداد اللہ ۴۰

۲۔ نوہم الخ وفرد کبر عبدالحق عبد مفتاح ۵۳۴

۱۔ مکتوبات یعقوبی ربیع الثانی ۱۵۳

۲۔ ایضاً

بیاض یعقوبی میں مولانا کا مختصر سا کلام شامل ہے ایک غزل جھوٹی محبت کا مظہر

کاش پیدا نہ میں ہوا ہوتا کاش خیرا نہ میں ہوا ہوتا
کاش ہونا ہوتا وہ سب ہوتا لیک رسوا نہ میں ہوا ہوتا
مرض عشق ہے نصیب میں گر کاش اچھا نہ میں ہوا ہوتا
سب سناٹا بہت ہی تھے آسان عشق سودا نہ میں ہوا ہوتا
دیکھتے شمع روئے پار کو اور اس کا پردہ نہ میں ہوا ہوتا
از معشوق دیکھتے کہتے ہوں اس کا جانا نہ میں ہوا ہوتا
اور سب کچھ تو ہوتا اسے گناہ کاش پیدا نہ میں ہوا ہوتا

اشعار گفۃ در راہ مدینہ منورہ

کن بر من خستہ جگر یا رحمتہ للعالمین ہم از سر ملتے نظر یا رحمتہ للعالمین
پالیشہ عصیاں حقیر در دست شیطاں ہم پر خلتے انگدے سر یا رحمتہ للعالمین
اشک در چشم بود نہ گری در دل مرا ہم آہ و ناله الے اثر یا رحمتہ للعالمین
ہچون زن گم لا اگر شد بر سر کویت گذرہ این بہت ز نادادنا اثر یا رحمتہ للعالمین
من بہترین در جہاں کن کہتر کن نکاح سر گشتہ حیراں بدد یا رحمتہ للعالمین
جگہ نشہ در عصیاں ہمہ ناگروہ اندر عمر خیر از حال خود بس بے خبر یا رحمتہ للعالمین
لے کاش بوجہ چشم تاز عشق ہم دلخ جگر بادو آہ پر خضر یا رحمتہ للعالمین
بادو غم م سودے در رخ و راحت بود عشقت اگر کردے اثر یا رحمتہ للعالمین
لے کاش در دستہ باد کسے تو بوسہ ملا خاک من بے پاوسہ یا رحمتہ للعالمین

بر کس ازین دور فیضیاب لے کاش ہم ہوتا یا رب جاک درگہ گذر یا رحمتہ للعالمین

اور سبے خوبت دیدہ را در خواب نہایت لے کاش دیکھتے نظر یا رحمتہ للعالمین

گناہم را اندر جہاں پس کیت فرما مجاہتے

رفت از ورت محمد اگر یا رحمتہ للعالمین

نعت

بر سر دم کوہ گنبد یار رسول پیش مہفت برگ کساہت یا رسول
بر من خستہ جگر ہم کن کرم از سر ملتے رنگا ہے یا رسول
گر سلام چہ بایک جواب پس لہجای عزو جا ہے یا رسول
نیت در کوئن ہم چون گدا درو عالم چوں تو شاہ یا رسول
بر دست باشت دتا آدم بستہ ام با کتہہ یا رسول
بچنین نالافتی با بر دست یافتم ناگاہ راہے یا رسول
بر در فیضت رسید کن نگاہ بر نہیں حال تباہے یا رسول
تجہ کس را نیت درو و زناں خبر یا مداد تپاہے یا رسول

کاش ازین مہفتہ عشرہ ماندے

بر دست سارے و ماہے یا رسول

قصیدہ لایمہ مدرج حاجی امداد اللہ اور قصیدہ یمیمہ و نعت حضرت

کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے مولانا کا محض عقیدہ کے خلوص و جذبات و قدرت

لام اور شاعرانہ صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

قصیدہ لعینتہ کے ابتدا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کہاں کہاں تو پھیلنے کی گردش ایام
کہیں تو پائے کہیں خاطر حسرتیں آراں
خدا کی خواہش میں بہت ہی عالمیں
ہوا حصول نہ مطلب یہ میں رہا کام
سفر کی گردش شہت سے کچھ نہ اٹھایا
ملا نہ خاک وہاں جس جگہ کیا تھا قیام
یہ اس لئے سے گردن ہے عمر دیکھنا باب
کہیں بھی اپنی حسرتی بنیخ ہو اجسام
نہایت حال کو اب یاس ہے درستی کی
امید چارہ مرے درد کو خیال ہے نہ
مرض کو میرے نہیں اب امید وحدت کی
شکست ہو کہ درست اب کیا ہے کام
پھر ہوا سر چو چو پالی بہت وہ مکتوف کیا
سر سے ہے جو چو خراب اس کو ایک نفس نام
بہ عیب دار کو کیا اور عیب سے پرہیز
نصیب میرے نہیں ہے وہ کون نکاح
بہت ہی چارہ نہ میری میں کی گردش
مگر یہ زنیہ کو نہ نہ پہنچا کمال
جو موت آئے تو اس زندگی سے بترے
حیات نہ کہے رشک مہمات اس کام
مولانا کے یہ خاص منشی محمد قاسم یا نگر نے اپنا بیان کیا تو مولانا نے اس کی
تاریخ لکھی۔

مہاں قاسم نے اپنے رہتے کو
کیا مکان یہ بنایا ہے انول
پیر آدیج یہ استدرہ ہوا
برکت کی ہے جائے خوبی بول

۱۲۹۹ھ

مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی تمام زندگی درس و تدیس سے مہمات

تصانیف

رہی ان کی طبیعت تصنیف و تالیف کی طرف راغب نہ تھی بلکہ

بعض اوقات تو کھینے سے طبیعت گہرائی مٹی اپنے ایک مکتوب بنام منشی محمد قاسم
یا نگر کی موصولہ سرشمال ۱۳۱۱ھ میں لکھتے ہیں کہ

ان دنوں کا بی بہت ہو گئی ہے۔ خاص کر لکھنا بہت ہی دشوار
معلوم ہوتا ہے اور جو لکھتا ہوں غلط لکھتا جاتا ہے یہی بہت گہرا
ہے حیران ہوں کام میرا لکھنا پڑھنا اور اب اس سے طبیعت کو
تخف ہوا ہے۔ حال کار کیا ہونا ہے؟

بہر حال مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے مندرجہ ذیل تین رسائل یادگار ہیں۔

(۱) رسوا سخ عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی
مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ۱۲۸۲ھ
جمادی الاولیٰ ۱۲۹۰ھ کو

مضامین ہوا تو بعض احباب نے مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے درخواست کی کہ مولانا

رحم کے حالات لکھ دیں مولانا نے ان احباب کی خواہش پر حضرت مولانا مرحوم نے مختصر

حالات ایک رسالہ کی صورت میں تحریر فرمائے اور اس رسالہ کا تہذیب نام حالات طیب

ارباب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم رکھ اس کا پہلا ادیشن، شمال ۱۲۹۰ھ کو

طبع ملاق الاورنگ آباد پور مغربی پاکستان میں باہتمام حافظ محمد عبدالقدوس، قدسی

سرشدشت داہلہ طبر مطبع، طبع ہوا۔ یہ مختصر سا رسالہ ہے مگر زبان و بیان اور حالات

واقعات کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے۔ یہ رسالہ بار بار چھپتا رہا ہے۔ مگر

پہلا ادیشن بہت اچھا طبع ہوا ہے۔ اس کا ایک نسخہ ہمیں محذوری مولوی حکیم محمد واجد صاحب

کے ذخیرہ علمیہ میں دیکھنے کو ملا۔

۱۔ مکتوبات یعقوبی و بیان یعقوبی ص ۸۹

(۲) مکتوبات مولانا محمد یعقوب (حصہ اول)

مرید منشی محمد قاسم نیا نگر (دہلی) سے یکم محرم ۱۳۲۳ھ سے ۳۱ مارچ ۱۳۲۴ھ تک جاری رہی۔ ان خطوط کی تعداد تقریباً ستر ہے یہ خطوط بہت سے استفسارات کے جوابات پر مشتمل ہیں اور راہ سلوک کی درخواستوں کا مکمل مسائل شرعی کا بیان اور طریقت اور کلمہ کا دستور لکھتے ہیں۔ ان خطوط کو منشی محمد قاسم نیا نگر نے مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی اجازت سے مرتب کیا اور ترتیب وار جمع کر کے ان کا نام ملفوظات یعقوبی رکھا اور ملا عبداللہ نیا نگر نے ایک شعر لکھا۔

چو کروم از بے آتش تفکر با خوش اسلوبی

ز غیب آمدند ایں ست ملفوظات یعقوبی

ترتیب کے متعلق ملا عبداللہ نے مندرجہ ذیل ایک قطعہ تاریخ لکھا

مشکرانہ و اہمب العطیات جس سے ہے کتاب کو مباحث

ترتیب کتاب کا سند و سال ڈھونڈنا تو عیاں ہوا نیوفاہ

۱۳۹۴ھ

بوجہ چند بدلتوں ان خطوط کی طباعت کی نوبت نہ آئی حالانکہ کئی مرتبہ اس باب میں کوشش کی گئی ۱۳۲۶ھ میں حکیم امیر احمد شرقی نانوتوی نے ان خطوط کا پہلا حصہ "مکتوبات مولانا محمد یعقوب" کے نام سے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیا۔ اس میں طبع کرایا اس مجموعہ میں انکس خط شامل ہیں۔

اس کی طباعت کا مندرجہ ذیل قطعہ محمد عظیم پسریم امیر احمد شرقی نے لکھا

زبے نسخہ ایں بیاض نقوت
گوازد دل شوق تاریخ عظم

شروع میں حکیم امیر احمد شرقی نے تہذیب اور منشی محمد قاسم نیا نگر نے

دیباچہ لکھا ہے۔

(۳) مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی

ایک حصہ طبع ہو سکا

مکتوبات یعقوبی کا صرف

ایک حصہ طبع ہو سکا

مکتوبات یعقوبی کا صرف

ایک حصہ طبع ہو سکا

مکتوبات یعقوبی کا صرف

ایک حصہ طبع ہو سکا

مکتوبات یعقوبی کا صرف

ایک حصہ طبع ہو سکا

مکتوبات یعقوبی کا صرف

ایک حصہ طبع ہو سکا

مکتوبات یعقوبی کا صرف

ایک حصہ طبع ہو سکا

تیسرا حصہ: منظومات پر مشتمل ہے اس میں پہلا قصیدہ حضرت امام
امداد اللہ کی مدح میں دوسرا اور تیسرا قصیدہ نعمت میں ہے۔ دو منظوم
غزل منظوم شعرے اور فارسی کی چند غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔

چوتھا حصہ: عملیات و تقویات پر مشتمل ہے
پانچواں حصہ: اس میں طبی نسخے دیئے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے مکتوبات یعقوبی اور بیاض یعقوبی کے
پہلے چاروں حصوں پر حسب ضرورت مختصر حواشی لکھے ہیں اور پانچویں
حکم محمد مصطفیٰ بجنوری متیم میرٹھ نے نظر ثانی اور تصحیح فرمائی ہے۔
مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی پر بھی حکیم امیر احمد عسکری کی تہنیت
منشی محمد قاسم نیا نگر کی کا دیباچہ شامل ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی

قصیدہ نانوتہ کے اکابر میں مولانا محمد قاسم نے جس قدر
ابتدائی حالات شہرت پائی اتنی کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔
اس کا سبب ان کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو آج بھی دارالعلوم دیوبند کی شکل میں
موجود ہے اور علوم اسلامی کی گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی بن شیخ اسد علی بن غلام شاہ شعبان یارضان
۱۲۱۰ھ میں قصیدہ نانوتہ میں پیدا ہوئے ان کا تاریخی نام خورشید حسین ہے ان کے
والد شیخ اسد علی مولانا ملوک الحق نانوتوی کے ہم عمر تھے اور ان کے ہمراہ تحصیل علم
کی غرض سے دہلی گئے تھے لیکن علم سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے فارسی کی
جگہ کابل سے آئے نہ بڑھ سکے اور وطن واپس آ گئے اپنے کاشتکاری کے کاموں
میں لگ گئے۔ ان کے علامات و اطوار بھی تصانیف لوگوں کی طرح تھے ایک موقع پر
مولانا محمد قاسم کے ہمارے قلمبند دوست مولانا فیض الحسن سہارنپوری دت
۱۳۰۲ھ (۱۸۸۷ء) نے اسی وجہ سے ان پر "بدر و ستار" کی بھیتی کسی بھی نسلے ایسے باب
کر اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد قاسم جیسا گوہر شہب چراغ عطا فرمایا کہ جس کی نیا باروں
سے ایک عالم متغیر ہوا۔

تعلیم مولانا محمد قاسم کی تعلیم کا آغاز نانوتہ جی میں ہوا وہی انہوں نے اپنے
 اکرم اور مکتبی تعلیم ختم کی اتفاق سے اسی زمانے میں ان کے دادا
 اور فضل حسین سے متعلقہ ہوا جس میں مولانا محمد قاسم کے ماحول فیض الدین بن
 کے ہاتھ سے فضل حسین ماسے گئے۔ مولانا محمد قاسم کو دیوبند بھیج دیا گیا یہاں
 انہوں نے کچھ دنوں مولوی بہتاب علی کے مکتب میں اور شیخ بہال احمد سے پڑھا
 اپنے نانا کے پاس سہارنپور چلے گئے، جو وہاں رکے تھے سہارنپور میں انہوں نے مولوی
 محمد ناز سے عربی کے ابتدائی درجے سے ۵۹ء تک پڑھے ۶۰ء میں مولوی صاحب کے نام
 کا انتقال ہو گیا۔ مولانا محمد قاسم نے دیوبند اور سہارنپور میں رہ کر فارسی اور عربی کی
 ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ ۶۰ء میں مولانا محمد قاسم کو مولانا مملوک علی بن کوادر
 صاحب جڑو سے مولانا محمد یعقوب کو تعلیم کی غرض سے دہلی لے گئے مگر ۶۱ء میں
 مولانا نے کافیہ شروع کیا لے پھر مولانا محمد قاسم کو دہلی کالج میں داخل کرادیا
 مولانا محمد قاسم امتحان میں شریک نہ ہوئے مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں
 "والد مرحوم مولانا مملوک علی نے مولوی دین محمد قاسم صاحب
 کو مدرسہ عربی سرکاری میں داخل کیا۔۔۔ جب امتحان سالانہ
 کے دن ہوئے مولوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے
 اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ سب اہل مدرسہ کو علی الخصوص

۱۔ یہ تمام واقعات سوانح عمری مولانا محمد قاسم، ص ۴۴۔ ۴۵ سے ماخوذ ہیں

۲۔ سوانح عمری مولانا محمد قاسم ص ۵۰۔ ۵۱

میٹر ماسٹر صاحب کو کہ اس وقت میں مدرسہ اول انگریزی
 تھے نہایت اخوس ہوا۔ لے
 مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حساب اور اقلیدس کا کتباقبیل دست میں ختم
 کر لیا کہ طلباء اور اساتذہ دونوں کو حیرت ہوئی بلکہ ماسٹر رام چندر نے نانوتوی ذکاوت
 کے ذریعہ چند سوال بھیجے بالواسطہ امتحان بھی لیا اور مولانا اس میں کامیاب ہوئے
 مولانا محمد قاسم نے علوم متداولہ کی تکمیل مولانا مملوک علی اور مفتی صدر الدین آذرودہ
 کی اور علم حدیث مولانا احمد علی سہارنپوری اور شاہ عبدالغنی مجذوری سے حاصل کیا۔
 مبلغ احمدی کی ملازمت مولانا نانوتوی کے تلمذ حکیم منصور احمد علی علی حساس
 اور آبادی نے تصریحت بتایا ہے کہ صحیحین اور سنن ترمذی شاہ عبدالغنی مجذوری سے
 عین اور سنن ابوداؤد مولانا احمد علی سہارنپوری سے پڑھی لکھی مولانا محمد قاسم
 نانوتوی نے طالب علمی کے زمانے ہی میں مولانا احمد علی سہارنپوری کے مبلغ احمدی (دہلی)
 کی تعلیم وغیرہ کے سلسلہ میں ملازمت کا تعلق پیدا کر لیا تھا اور مولانا ہی تعلقات
 کی بنا پر مولانا نانوتوی نے مولانا سہارنپوری سے سنن ابوداؤد پڑھی ہوگی مولانا نانوتوی
 کے خاص ہم درس اور رفیق مولانا رشید احمد گنگوہی تھے مولانا گنگوہی کے متعلق یقینی

۱۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی کالج کے طالب علم ہونے سے متعلق تفصیل سے بحث ہم نے
 مولانا محمد قاسم نانوتوی کے "تعلیم کے عنوان میں کی ہے اس وقت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے
 ملاقات شامل کرنے کا ارادہ نہ تھا ورنہ اس بحث کا صحیح محل یہ تھا۔

۲۔ سوانح عمری مولانا محمد قاسم ص ۶۰ لے مذہب منصور عبدو ص ۱۸۱۔ ۱۸۲

طور سے معلوم ہے کہ بسلسلہ تعلیم ان کا دہلی میں قیام چار سال رہا اور ۱۲۹۵ھ میں وہ فارغ ہو کر وطن چلے گئے تھے

ہمارا خیال یہ ہے کہ اسی زمانہ میں مولانا نانوتوی بھی فارغ التحصیل ہو چکے ہوں گے اس لئے کہ ۱۲۹۶ھ میں صبح بخاری کا منشی نسخہ مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا تھے اور اس میں مولانا نانوتوی نے تصحیح و تحشیہ کے فرائض انجام دیئے تھے لہذا مولانا نانوتوی کا ۱۲۹۶ھ سے قبل فارغ التحصیل ہونا ضروری ہے خیال یہ ہے کہ ۱۲۹۵ھ میں ہی مولانا نانوتوی بھی فارغ ہوئے ہوں گے اس کے بعد ان کا تعلق بعیدہ مدرس مفتی صدر الدین آزادہ کے مدرسہ دارالمعارف سے ہو گیا جس کو مؤلف تذکرہ علماۓ ہند نے غلطی سے ”مدرسہ انگریزی واقع دہلی“ لکھ دیا ہے۔ ممکن ہے مفتی صدر الدین آزادہ کے سرکاری تعلقات کی بنا پر یہ بات لکھ گئی ہو۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے مدرسہ دارالمعارف کے تعلق کا ذکر بہم الفاظ میں کیا ہے بلکہ غرض مولانا نانوتوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد دہلی ہی میں تدریس و تصحیح کتب کے کام میں لگ گئے۔

تحشیہ بخاری | مولانا احمد علی سہارنپوری نے ۱۳۱۲ھ میں حجاز سے واپس

لے تذکرۃ المرشد حصہ اول ص ۳۵

لے حیات مشبلی ص ۸۵

تذکرہ علماۓ ہند از مولوی رحمان علی (فدوسی) ص ۴۱۰ (ڈکشنری پریس کمپنیز ۱۹۱۲ء)

لے سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۶

لے کے بعد دہلی میں ایک پریس مطبع احمدی کے نام سے قائم کیا تھا اور اس مطبع سے بالخصوص کتب حدیث کی اشاعت کا خوب کام ہوا مطبع احمدی سے ۱۳۹۵ھ میں جانح رحمندی، ۱۳۹۶ھ میں صبح بخاری لے اور ۱۳۹۷ھ میں مشکوٰۃ المصابیح نہایت اہتمام سے شائع ہوئی۔ صبح بخاری کی تصحیح و تحشیہ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی شریک رہے اور اس کام کو انہوں نے احسن وجہ انجام دیا جس سے حدیث میں ان کی شرف نگاری، درک اور مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں۔

”اسی زمانہ میں جناب مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تحشیہ اور تصحیح بخاری شریف کی کہ پانچ چھ سیپارے آخر کے باقی تھے مولوی صاحب (محمد قاسم نانوتوی) کے سپرد کر دیے۔ مولوی صاحب نے اس کو ایسا لکھ لے کہ اب دیکھتے دیکھتے دیکھیں کہ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اس زمانہ میں بعض لوگوں نے مولوی صاحب کے کمال سے آگاہ نہ تھے جناب مولوی احمد علی صاحب کو بطور اعتراض کہا تھا کہ آپ نے یہ کیا کام کیا کہ آخر کتاب کو ایک نئے آؤر کے سپرد کیا اس پر مولوی احمد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ بدوں مجھے بوجھے ایسا کروں اور پھر مولوی صاحب کا تحشیہ

لے حیات مشبلی ص ۸۵

لے سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۶

ان کو دکھایا۔ جب لوگوں نے جانا۔ وہ جگہ بخاری میں سب جگہ سے مشکل ہے علیٰ الخصوص تا یہ مذہب متغیہ کا جو اول سے التزام ہے اور اس جگہ پر امام بخاری نے اعتراض مذہب متغیہ پر کئے ہیں اور ان کے جواب لکھنے معلوم ہے کہ کتنے مشکل ہیں اب جس کا جواب ہے اس جگہ کو دیکھ اور سمجھ لے کہ کیا حاشیہ لکھا ہے اور اس حاشیہ میں یہ بھی التزام تھا کہ کوئی بت بے سند کتاب کے محض اپنے فہم سے نہ لکھی جاتے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کا تعلق مطبع احمدی سے کب تک رہا اس کے متعلق کوئی یقینی معلومات نہیں مگر مطبع احمدی دہلی میں انقلاب ۱۲۵۷ھ تک قائم رہا۔ اس انقلاب میں یہ مطبع ختم ہو گیا پھر ایہ خیال ہے کہ جب تک مطبع رہا اسی وقت تک اس مطبع سے مولانا محمد قاسم کا تعلق رہا ہوگا۔

انقلاب ۱۲۵۷ھ اور حج بیت اللہ محمد قاسم نانوتوی کی شرکت

کا ذکر ہم مولانا محمد احسن کے حالات میں کر چکے ہیں۔ مولانا نے جنگ آزادی ۱۲۸۵ھ میں مردانہ دارعہ دلیا اور اس کے شہداء و معائب بھی دیکھے، بوڑھے، مغل، ملاؤ وہ پتھلا سہ جہا پار کے ماضی میں روپوش رہے، اسی روپوشی کے سلسلہ میں

نے مولانا محمد عتیق نانوتوی نے اس سفر کی روداد بہت تفصیل سے بیاض عتیق میں درج کی ہے جس کا ایک طویل اقتباس ہم مولانا محمد عتیق نانوتوی کے سفر حج کے ذیل میں درج کر چکے ہیں دراصل یہی مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پہلے سفر حج کی روداد ہے۔

۱۵ جمادی الاول ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۸۶۱ء میں نانوتوی سے حج کے لئے روانہ ہوئے، مولانا محمد عتیق نانوتوی، خاص طور سے رفیق سفر رہے، مولانا نانوتوی کا یہ سفر نانوتوی سے فیروز پور تک خشکی سے اور فیروز پور سے گھوڑا باری رکراچی تک کشتیوں کے ذریعہ ہوا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی ۱۲۷۷ھ میں سفر حج سے واپس آئے اب حالات

مطبع مجتہبی میرٹھ سے تعلق

کچھ سازگار ہو گئے تھے اور معانی کا اعلان ہو چکا تھا، مولانا محمد قاسم نانوتوی مطبع مجتہبی میرٹھ میں تصحیح وغیرہ کے سلسلہ میں ملازم ہو گئے اس مطبع کے مالک منشی ممتاز علی بن شیخ امجد علی تھے۔ جو اپنے زمانہ کے مشہور خطاط تھے کہتے ہیں کہ وہ فن خوشنویسی میں بہادر شاہ ظفر کے شاگرد تھے اور "نزہت مست" ان کا لقب تھا۔ مولانا محمد قاسم سے ان کے پہلے سے تعلقات تھے ہمارا خیال ہے کہ منشی ممتاز علی نزہت رقم، مولانا احمد علی مہارنپور کے مطبع دہلی میں ملازم ہوں گے اور وہیں ان کے تعلقات مولانا نانوتوی سے ہوئے ہوں گے۔ مولانا نانوتوی ۱۲۷۷ھ تک اس مطبع سے وابستہ رہے اسی سال مولانا نانوتوی درمنشی ممتاز علی مالک مطبع، حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے منشی ممتاز علی ہجرت کے ارادے سے گئے تھے اس لئے وہ مطبع میرٹھ ختم کر کے گئے تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حج بیت اللہ سے واپس آکر مطبع

باشی میرٹھ میں کام کرنے لگے، میرٹھ کے قیام کے زمانے میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا عبد الجلیل علی گڑھی دہلی کے (۱۲۵۷ھ) کے فرزند مولوی محمد اسماعیل (دف مہوال ۱۳۱۳ھ) کو بخاری پڑھانے کی غرض سے علی گڑھ گئے۔ نو مہینے مولانا نانوتوی کا قیام علی گڑھ میں رہا۔

۱۲۵۸ھ میں منشی ممتاز علی صاحب ہجرت کے ارادے سے حجاز گئے مگر دوسرے سال ہندوستان واپس آ گئے اور اس مرتبہ انہوں نے اپنا پرلین مطبع مجتبیٰ کے نام سے دہلی میں قائم کیا اور مولانا محمد قاسم کو مطبع میں تصحیح و غیرہ کا کام کرنے کے لئے دہلی بلایا۔ چنانچہ مولانا نانوتوی نے تصحیح و تدریس کا کام انجام دیا مطبع مجتبیٰ سے ۱۲۷۰ھ میں ایک حائل شریف شائع ہوئی جس کی تصحیح مولانا نانوتوی نے فرمائی ہے مولوی عبدالاحد مرحوم لکھتے ہیں: "خدا وندا آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ حائل شریف اب تیسری دفعہ اس مطبع مجتبیٰ دہلی میں چھپی۔ ایک دفعہ تو منشی محمد ممتاز علی زہمت رستم مہاجر مکی نے اپنے بابرک ہاتھوں سے لکھی اور قاسم الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اس کی تصحیح فرمائی۔" مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس حائل کی طباعت کے سلسلہ میں دو خطا

تاریخ لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں: ۱۔ حائل کو مشرف و ارد مشرف جو اصل کا ہونا ۲۔ نوشت و طبع زو زہمت رستم ممتاز علی قاسم

(۲)

چھاپی وہ حائل کہ اگر جان کے لب ہوں
میرٹھ بھی کہا مدح میں اور کیونکہ نہ کہیے
ایک رات دہلی حاجت دہلی پر پہ مضافت
کی کہنے حائل کے بہت خوب ہی چھاپی

میاں خٹہ لول اٹھے کہ مرغوب چھپی ہے
کہتے ہیں بیکار صد مرغوب چھپی ہے
کیا لکھی کیا عمدہ خوش اسلوب چھپی ہے
کیسے ہیں پاکیزہ بہت خوب چھپی ہے

۱۲۸۶ھ

۱۲۸۶ھ

۱۲۵۸ھ میں سقوط دہلی کے بعد اسلامی درس گاہوں اور اس **دارالعلوم کا قیام** کو سخت نقصان پہنچا بہت سے علماء ختم ہوئے کچھ حجاز وغیرہ چلے گئے مگر شاہ محمد اسحاق دہلوی کے سلسلہ کے بعض علماء کو ایک درس گاہ قائم کرنے کا خیال ہوا۔ "مولوی فضل الرحمن، مولوی ذوالفقار علی اور حاجی محمد عابد حسین صاحب (دف ۱۳۳۱ھ) نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں" ۱۲۸۶ھ

۱۔ خاتمہ المطبع، حائل شریف مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۳۱ھ ص ۳۱

۲۔ سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۴، یہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا بیان ہے مولانا محمد عباس دیوبندی صاحب نے بیان کیا ہے حاجی عابد حسین کے علاوہ مولوی قاسم علی اور شیخ نبال احمد کا نام یہاں ملاحظہ ہو علمائے حق حضرت لول از مولانا محمد عباس ص ۶۶-۶۷ دہلی ۱۳۲۷ھ

۱۔ تمام طبعات اہل حدیث انارکلی (ام) فاضل نوشہری ص ۳۲۲-۳۲۵ دہلی ۱۳۱۹ھ

۲۔ خاتمہ المطبع، حائل شریف مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۳۰ھ ص ۲۹

چنانچہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو دہلی بند کی مشہور جمعیت والی مسجد میں انارکے درخت کے نیچے کھلے صحن میں اس مدرسہ کا آغاز ہوا جس کی سرپرستی اور رہنمائی مولانا محمد قاسم نے کی اس درس گاہ کے سب سے پہلے طالب علم مولانا شیخ الہند مولانا محمود الحسن (۱) اور پہلے استاد علامہ محمد تھیں، چندہ کے سب سے پہلے جبرائیل دہلوی پھیلا یا اور جس نے سب سے پہلے چندہ یا دہ حاجی عابد حسین تھے مولانا ہی دیر میں تقریباً چار سو روپے جمع ہوئے ۱۹ محرم ۱۲۸۴ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ قیام مدرسہ کا اعلان کیا گیا۔ پہلے سال کے افتتاح تک طلباء کی تعداد اٹھتر ہو گئی جس میں بیرون ہند کے طلبہ بھی شامل تھے طلباء کے اضافہ کے ساتھ مدرسین کا بھی اضافہ ہوا اور چار مدرس اور بڑھائے گئے مولانا محمد محبوب، نانوتوی کو صدر مدرس مقرر کیا گیا۔ چند ہی سال میں جمعیت کی مسجد کافی ثابت ہوئی تو سن ۱۲۸۵ھ میں مدرسہ جامع مسجد دہلی میں منتقل ہو گیا۔ مگر جلد ہی یہ جگہ بھی کافی ثابت ہوئی تو مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دارالعلوم کے لئے آبادی سے باہر ایک کشتہ اور دوسری عمارت کی تجویز پیش کی اور قسطہ اراخی خریدنے کے بعد ۲۵ مئی ۱۲۹۱ھ کو مجمع کے دن موجودہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا مولانا امجد علی سہارنوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، حاجی عابد حسین اور مولانا امجد مظہر صاحب نے علی الترتیب ایک ایک اینٹ رکھی تھ مولانا محمد رفیع نانوتوی نے

۱۔ نانوتوی مولانا محمد مظہر نانوتوی ہر گز ورنہ مولانا مظہر حسین کا جھولی ہوں گے۔

۲۔ تاریخ دیوبند ص ۴۴، مولانا محمد عیسیٰ نے حاجی عابد حسین، مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی کے علاوہ چھ ناموں میں جی نشہ صاحب کا تکملہ، (طلحہ حق جلد اول ص ۸۰)

ماہ تاریخ تعمیر "شرف عمارات" سے نکالا جس سے ۱۲۹۳ھ برابر آمد ہوتے ہیں چونکہ تعمیر کیر سال آئندہ سال ہی شروع ہوا اس لئے ۱۲۹۳ھ کو آغاز تعمیر قرار دیا گیا تھ

اس مدرسہ نے یونان فیما ترقی کی ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ غفلت گورنر کے ایک خفیہ سمعہ انگریز مسی یا مرنے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند مسطورہ ذیل میں تھ

"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ، ایسے آزاد اور نیک چین دلسیم الطبع، ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں کوئی فن ضروری ایسا نہیں جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو صاحب مسلمانوں کے لئے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں

۱۔ اس مسئلہ میں راقم کا ایک مقالہ "تحریک دیوبند" مجلہ روزنامہ "انجم" کو گزشتہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۳ء میں شائع تھ اخبار "انجمن پنجاب" لاہور مجریہ ۱۹ فروری ۱۹۶۴ء میں "تاریخ مسافت اردو جلد دوم" (حصہ اول) از مولانا امداد سابر ص ۳۳-۳۴-۳۵ (ملاحظہ ہو)۔ (پیر سال طباعت)

تعلیم یا دوسے کو مالی نفع سے نہیں، اسے صاحب منہ کرتے تھے
 کہ ولایت انگلستان میں انہوں کو ملے ہوئے ہیں یہاں آنکھوں
 سے دیکھا کہ دو امانتے تحریر اقلیدر کی خشکیں کف دست پر
 ایسی ثابت کرتے ہیں کہ باہر و شاید؟

دارالعلوم دیوبند آج برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی سب سے بڑی
 درس گاہ ہے اور بین الاقوامی شہرت و عظمت کا مالک ہے۔

۱۳۵۲ھ میں مولانا محمد قاسم دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئے بعض
 رفقاء مولانا کو تو قی کے ہمراہ تھے لے

برصغیر پاک و ہند میں ایٹھ انڈیا کی
 کے اقتدار کے ہم دوش مذہب عیسوی
 نے بھی فروغ حاصل کیا اور ہر ممکن صورت سے اس مغلوب ملک کو مذہبی حیثیت
 سے بھی فتح کرنے کی کوشش کی گئی اور کینی کی تائید و اعانت سے ملک کے طول
 عرض میں مسیحی تبلیغ و تنظیم کے آثار قائم کئے گئے اور انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد تو اس
 سلسلہ کو بہت وسعت ہوئی پادری بازاروں، میلوں اور عام مجمعوں میں اسلام
 اور پیغمبر اسلام پر اعتراضات کرنے لگے۔ مولانا محمد قاسم ناٹو قی نے دہلی کے قیام
 کے زمانے میں جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہاں

نے سرائے خرمی مولانا محمد قاسم ناٹو قی سے ۱۳۵۲ھ تک ہے مولف تذکرہ مشائخ دیوبند نے
 اس حج کا ذکر نہیں کیا تذکرہ مشائخ دیوبند ۱۳۸۸ھ

ای طرح کھڑے ہو کر بازار میں دعوہ کیا کریں اور پادریوں کا رد کریں اور ایک دے
 اور بھی بغیر تعارف اور اظہار نامہ جمع میں پہنچے اور ایک پادری تارا چند سے منظرہ
 کیا اور اس کو سرسبز بازار شکست دی اس کے بعد ان کا تعارف مشہور منظرہ اسلام
 پر منصور ناصر الدین علی دہلوی دف ۱۳۲۲ھ میں ہوا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ
 تاریخ الاول ۱۲۹۲ھ تا چاندی الثانی ۱۳۲۲ھ کے درمیان کا واقعہ ہے۔
 اس زمانے میں مولانا محمد قاسم ناٹو قی منشی مزار علی کے مطبع مجتہبی
 دہلی میں مقیم تھے۔

انگریزی حکومت نے ایک خطرناک
 میلہ خدا شناسی شاہجہان پور

کے مقابل میں لاکھڑا کیا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی اہمیت حاصل رہی تھی
 انگریزوں نے اپنی پالیسی کے تحت ہندوؤں کو بڑھایا اور مسلمانوں کو گھٹایا جب
 عوامی و سیاسی میدان میں ہندو آگے بڑھ گئے تو ان کو مذہبی پتھر کی راہ
 سجائی اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابل میں منظرہ کے لئے تیار کیا اور اس کے
 واقعے بھی بہیم پہنچانے گئے کہ ہندو مسلمانوں سے کھلے عام منظرے کریں۔

شاہجہان پور (دہلی) کے قریب چانڈا پور گاؤں میں میاں کے زمیندار
 پیارے لال سبیر پنتی، پادری ٹونس کی سربراہی اور رابرٹ جارج گری کلکٹر
 شاہجہان پور کی تائید و اجازت سے ۸ مئی ۱۸۵۷ء کو ایک میلہ خدا شناسی
 منعقد ہوا جس میں عیسائی، ہندو اور مسلمان تینوں مذاہب کے نمائندوں کو بذریعہ
 اشتہارات دعوت دی گئی کہ وہ اپنے اپنے مذاہب کی حقانیت کو ثابت کریں مولانا

محمد زین العابدین اور مولوی ابی جنس رنجی بریلوی کی تحریک پر مولانا محمود
مولوی رحیم اللہ بخاری اور مولانا فخر الحسن کے ہمراہ مولانا محمد قاسم نانوتوی
میل میں پہنچے، مولانا نانوتوی کے علاوہ مولانا ابوالمنصور دہلوی، مرزا ابو عبد اللہ
مولوی احمد علی دہلوی، میر حیدر دہلوی، مولوی نعمان بن نعمان اور مولوی غلام
بھی شریک ہوئے۔ اور ان تمام علماء نے اس میل میں تقریریں کیں اور ان کا نام
اثر ہوا مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ابطل تئیکٹ و شرک اور اثبات توحید
ایسا بیان کیا کہ معاصرین میلہ مخالف و موافق ان گئے۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ

”۸ مئی سنہ ۱۸۷۶ء کے جلسہ میں مولانا قاسم صاحب

نے درس دیا اور فضائل اسلام بیان کئے، پادری صاحب نے تئیکٹ
کا بیان عجیب طور سے ادا کیا کہ ایک خط میں تین اوصاف پائے جاتے
ہیں، طول، عرض، عمق، سو تئیکٹ ہر طرح ثابت ہے، مولوی ہوش
نے اس کا رد اسی وقت کر دیا پھر پادری صاحب اور مولوی صاحب

تقریر کے مسئلہ میں بحث کرتے رہے اس میں جلسہ پر غصہ ہو گیا
تمام قرب و جوار اور چاروں طرف شور وغل مچ گیا کہ مسلمان
جیت گئے جہاں ایک عالم اسلام کا کھڑا ہوتا اس کے ارد گرد
ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے تھے اول روز کے جلسے میں جو اعتراضات

لے اخبار ”خیر خواہ عالم“ دہلی مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۷۶ء بحوالہ آریغ مصافت اردو جلد
دوم (حصہ اول) ص ۴۴۱-۴۴۲ نیز دیکھئے دی آریغ مسلح، انگریزی ص ۲۲۲ از دیوان

اہل اسلام کے تھے ان کا جواب عیسائیوں نے کچھ نہ دیا مسلمانوں
نے عیسائیوں کے جوابات حرف بحرف دیئے اور فتح باب چھ

دوسرے سال مارچ ۱۸۷۷ء میں یہ میلہ پھر منعقد ہوا۔ اب کی مرتبہ
مولانا محمد قاسم نانوتوی کو اسٹیج سے مولوی حفیظ الرحمن خاں وغیرہ لگے گئے اور
مولوی عبدالغفور کے ہمراہ ہوئے۔ اس مرتبہ منشی اندر من مراد آبادی اور گوید
کے بانی پنڈت دیانند جی دت ۱۸۷۷ء بھی شریک ہوئے دیانند جی نے
سکرت آئین ہندی میں تقریر بھی کی۔ پادری ٹولس نے ایک دوسرے پادری کھاٹ
کی بلایا تھا مولانا محمد قاسم کے ہمراہ مولوی محمد علی بھجراوینی تھے مولانا محمد قاسم
کا زیر بحث وجود اور توحید اور تحریف پر ہوئیں اور ہنایت کا سیلاب دہیا۔
اس مرتبہ علماء اسلام کے طعام و قیام کے فرائض محمد طاہر موٹی میاں نے
انجام دیئے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے میلہ خدا شناسی میں دونوں سال شریک
رہے عیسائیوں اور ہندوؤں کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ ایک بات یہاں خاص طور

پر محمد طاہر موٹی میاں کو مولانا مناظر الحسن گیلانی نے شاہ مدد شاہ آبادی دت
سنہ ۱۸۷۷ء کی اولاد لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے، موٹی میاں مولوی مدد (دجل الدین) دت ۱۸۷۷ء
پہنچے تھے، موٹی میاں ہیں مولوی عبداللہ بن مولوی نظام الدین ہیں مولوی عبداللہ بن مولوی مدد

مولوی مدد نے شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علوم معقول پر بات کی تھا (ملاحظہ ہو تاریخ
الہندستان پیر زمانیاں ص ۱۳۷-۱۳۸) لکھنؤ سنہ ۱۸۷۷ء

سے غور طلب ہے کہ خلیفہ خدا شناسی شاہجہاں پور اعلان و اشتہار کے ساتھ دو سال منعقد ہوا۔ اور اس میں ایک طرح سے مذہب اسلام کو چیلنج کیا گیا تھا۔ شاہجہاں سے بریلی اور دہلیوں بالکل قریب اور مثل اضلاع ہیں مگر اس میل میں علمائے دارالعلوم اور بریلی کی کسی دلچسپی کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

مثال ۱۲۹۵ محمد قاسم نانوتوی علامہ کرام کی ایک مناظرہ رٹھی اجتماع کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے ربیع الاول ۱۲۹۵ میں واپس ہوئے واپس ہی جہ سے مولانا نانوتوی کی طبیعت خراب ہو گئی، وطن کی طبیعت کسی قدر تسخیل گئی مگر مرض دشنہ نہ ہوا، اسی سال شعبان ۱۲۹۵ میں رٹھی سے اطلاع ملی کہ پنڈت دیانند جی یہاں پہنچے ہیں اور مذہب اسلام پر اعتراض کرتے ہیں مولانا نانوتوی باوجود کمزوری اور بیماری کے رٹھی پہنچے ہر چند چاہا کہ مجمع عام میں پنڈت جی سے گفتگو ہو جائے مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور رٹھی سے چل دئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ایما پر مولانا فخر الحسن اور مولانا محمود حسن نے عام جلسوں میں تقریریں کیں اور پنڈت جی کو چیلنج دیا۔ مولانا نانوتوی نے سبک جلسہ میں ان کے اعتراضات کے جواب دیئے اور استقبال قبلہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا لے

اس کے بعد پنڈت دیانند جی میرٹھ پہنچے انہوں نے وہاں بھی وہی انداز اختیار کیا۔ مسلماناں میرٹھ کی درخواست پر مولانا نانوتوی میرٹھ پہنچے پنڈت جی نے

لے ملا علی قاری اور علامہ قاسم نانوتوی مرتبہ فخر الحسن مرحومہ (دئیوندر ۱۹۵۲ء)

یہ بھی گفتگو نہ کی اور چلتے ہیے مولانا نانوتوی نے میرٹھ میں جلسہ عام میں ان کی اور اعتراضات کے جواب دیئے۔

حج سے واپس آنے کے بعد مولانا نانوتوی کی بیماری کا سلسلہ برابر جاری رہا درمیان میں علاج اور دواؤں سے کچھ افادہ ہو گیا

مثال

رضی گیا نہیں اور سائنس کا دورہ شروع ہو گیا، ۳۴ جمادی الاول ۱۲۹۶ء میں شیشہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کا دھال ہوا، بعد مغرب اس "خیزانہ" کو سپرد زمین کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا نانوتوی نے دو صاحبزادے محمد باشم اور شمس العلماء حافظ احمد ۳۴ جمادی الاول ۱۲۹۶ء اور دو صاحبزادیاں اکرام اور رقیہ یادگار چھوڑیں محمد باشم کا جوانی میں مکہ معظمہ میں انتقال ہوا، حافظ احمد صاحب کے دو صاحبزادے مولانا محمد طاہر اور مولانا محمد طیب ہوئے۔ مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند موجود ہیں

اکرام کی شادی مولوی عبداللہ شیبہ پٹوی سے ہوئی۔ جو صدر شعبہ نباتات ایم اے او کالج دہلی لکھتے تھے رقیہ کی شادی مولوی محمد مدین گنگوہی ہوئی۔ جن کے صاحبزادے مولوی محمد عرفان و ناظم متفرقات دارالعلوم دیوبند

لے

۱۲۹۵ء طیب صاحب نے سوانح قاسمی جلد اول و دوم ۱۲۵۰ تا ۱۲۵۰ء کے ایک طویل تاریخ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کی اولاد کی تفصیل درج کی ہے۔

تصانیف

مولانا محمد قاسم نانوتوی تصانیف کثیرہ کے مالک ہیں انہوں نے اپنے زمانے کے ان مسائل پر قدم اٹھایا ہے جو اس زمانے میں بحث تھے بلکہ مولانا نانوتوی کی تمام تصانیف کسی نہ کسی کے مستفاد کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مولانا نانوتوی کے مضامین اور بیان نہایت لائق اور مشکل ہیں مولوی منصور علی خاں مراد آبادی لکھتے ہیں۔

”میں نے جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو خوب دیکھا ہے اور ان کی تقریر بھی سنی ہے اور ان کے خیالات اور اوصاف پر غور کیا ہے ان کا ذہن مصنفین فلسفہ کے ذہن سے بھی عالی تھا وہ ہر مسئلہ شرعی کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرنے پر اور ہر مسئلہ فلسفی مخالف شرع کو دلائل عقلیہ سے رد کرنے پر ایسے قادر تھے کہ دوسرے کسی عالم کو میں نے ایسی قوت علیہ اور قوت بیانہ والا نہیں دیکھا“

چنانچہ اسی قوت علیہ اور قوت بیانہ کی پوری پوری بھلک مولانا نانوتوی کی تصانیف میں ملتی ہے منشی ممتاز علی مالک طبع مجتہد دہلی نے ۱۲۹۲ھ میں مولانا نانوتوی کی تاہم تصانیف کی اشاعت کا ایک پروگرام بنایا اور ”قاسم العلوم“ سلسلے کے تحت ان کو شائع کرنا شروع بھی کیا مگر انہوں نے یہ سلسلہ پورا نہ ہو سکا، قاسم العلوم کے صرف چار حصے شائع ہو سکے اس میں گیارہ مکتوب (در سالی) شائع ہوئے ان کا پہلا حصہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ اور چوتھا حصہ جمادی الثانی ۱۲۹۲ھ میں طبع ہوا، ان رسالوں کی تصحیح خود مولانا نانوتوی نے کی ہے اور اس زمانے میں مولانا نانوتوی کا قیام دہلی میں رہا ہوا خیال ہے کہ

ی تارا چند کا واقعہ بھی اسی زمانے میں ہوا ہوگا منشی ممتاز علی نے مولانا محمد قاسم کی تصانیف کا ایک پروگرام اور اشتہار شائع کیا تھا جس میں ان کتابیات (کتابوں) کی مکمل فہرست شائع کی تھی اس فہرست کو ہم یہاں اشتہار نقل کرتے ہیں

اشتہار قاسم العلوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”جناب مولوی محمد قاسم صاحب کو اکثر صاحب جانتے ہونگے مناقشہ مجاہد سی صدر کرتے ہیں اور عالم اہل عقلی میں آزادانہ لبر کرتے ہیں اگر کسی صاحب نے کبھی ملا دو در دست کی کسی مسئلہ مشکل و علم ما لائیل میں کیے استفسار کیا تو اس کا جواب لکھ دیا اور نہ کسی سے کہ کام نہیں اور گوئیگر جو بعض نیت کا نام نہیں بندہ اور ان کی وجہ ان آزادانہ کا عاشق اور ان کے کلام محققان کا شائق ہے درست ہے اس فکر میں ہمارے کسی طرح آپ کا کام حاصل کیجئے اور جناب کو عالی لسان روزگار کے نشانہ قدرت کا دکھا دیجئے مگر کہہ رہی ہوں باقی حق حسرت باقی تھی آخر حسن اتفاق ہی مولانا دینی میں کیوں اشتہار لے آئین اور غریب خانہ میں کیوں یہ قیام فرمایا، بہانہ خیر خوش ہوا آپ کا کلام حاصل کیا چنانچہ تمام خطوط کو جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے تیغ کر کے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام قاسم العلوم رکھا یہ رسالہ چھٹھیاں چورس جزو کا معلقہ آخر میں تصبیح دعا مبارک

مولوی صاحب مدد کے ماہ براہ ایک مرتبہ چھپ کر شائقین حق
علم دین و عاشقین جناب محبوب رب العالمین کی خدمت میں ارسال
کیا جائیگا۔ اہل شہر کوئی روپیہ ۲۰ جزو اور صاحبان بلاد
دور دست کوئی حبسہ و ایک آنہ سہ حصہ لاکھ دیا جائیگا کہ
اد قیمت رسالہ کی مشترک سی ماہ براہ لی جائے گی جن صاحب
کو خریدنا اس رسالہ کا منظور نہ ہو وہ صاحب براہ عنایت
رسالہ رسالہ کی قیمت ارسال فرما کر اپنی مافی الضمیر سی بذریعہ تحریر
مگر بخط پیٹ مطلع فرمائیں اور مشترکین اگر ٹکٹ مرسل فرمائیں
تو معہ نہیں بھجوائیں۔

المنہر محمد معارضی بہتم مطبع مجتہدی دہلی ساکن بازار پادری دہلی
مکتوب اول (فارسی) در جواب شب معین فضلار کہ در بارہ عدم وصول
ذکر در رسالہ بیتہ الشیخہ تحقیق کردہ شد بدل اوشان فرما
واقعی افتادہ بود در مولوی محمد فاضل صاحب کے خط کے جواب میں لکھا
مکتوب دوم (فارسی) در شرح حدیث ابی رزین قال قلت یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقت
قال کان فی حملہ امحہ ہوا و ما نطق بہا و خلق عرشہ علی الماء
کہ در مشکوٰۃ از ترمذی مروی است
در حق حسین احمد صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے

مکتوب سوم (فارسی) در تحقیق "اہل اللہ بنیر اللہ والصلح معنی تہذیب الخلق
اکثر منہا انزلہ اند مولوی محمد حسین صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے
مکتوب چہارم (فارسی) در معریتہ انبیاء علیہم السلام و ہم تحقیق حقیقتہ کی علمی دیہ
بھی مولوی محمد حسین کے خط کے جواب میں لکھا ہے

مکتوب پنجم (فارسی) در تطبیق حدیث "المکاتیب عبدالمطلب علیہ السلام
در رسم رواہ الیہ او در حدیث "انما صلب المکاتیب حدیث
میرزا نادر تہ بجاپ ماعتق "رواہ الیہ او در حدیث "وللہما محمد حسن
ارد مولوی کے خط کے جواب میں لکھا ہے

مکتوب ششم (فارسی) خط مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی در استفسار جوابات
مطلوبان بر مجربات و ثبوت از معجزہ و حصول یقین از حبسہ
متواتر دیہ مولوی محمد حسین بٹالوی سرگرمہ اہل حدیث کا اصل
خطبہ جو پانچ صفحات پر مشتمل ہے

مکتوب ہفتم (فارسی) در جواب شبہات مطہران معجزہ و ثبوت از معجزہ و
حصول یقین از خبر متواتر دیہ مولوی محمد حسین بٹالوی (رف
۱۳۳۳ھ) کے استفسار کا جواب ہے

مکتوب ہشتم (فارسی) در تحقیق و اثبات شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ
موانع قواعد سنائی و مولوی نذیر الحسن مدرس مدد
دہلی کے جواب میں لکھا ہے

مکتوب نہم (فارسی) جواب خرافات علامہ مولوی مبارک انصاری و بیان انصاری

اختلاف امتی و حدیث مستخلف الخ (یہ مکتوب بھی مولوی
 غفر الرحمن مدرس مدرسہ دینی کے جواب میں لکھا ہے)
 مکتوب دوم (ناری) در بیان معنی حدیث لم یخرف امام زمانہ فقہات میت
 جاہلیہ (یہ مکتوب بھی مولانا عبدالعزیز کے جواب میں لکھا ہے)
 مکتوب یا زودکم (اردو) تحذیر اناس عن انکار آخرین عباسیہ اعتراضات
 علماء دینی و رد جواب او شان مع اقوال بزرگان بتائید کلام
 مولوی صاحب دمولانا محمد احسن نافوٹوی کے خط کے جواب میں لکھا ہے
 مکتوب و زودکم (ناری) در بیان عدم جواز گرفتن بر مسلمانان راہ بند
 و نیم در بیان عدم جواز آمدنی اراضی مرمونہ وغیرہ و مولانا
 احسن امروہوی کے خط کے جواب میں لکھا ہے)
 مکتوب سیزدہم در تحقیق صحیح حدیث
 مکتوب چہاروم در بیان وجہ اختیار فرزند و نفقات و داؤدی و سورہ
 و قل اعوذ برب ان میں "یا مکتوب معوذہ و احد است
 و کفار کون بیک صفت و سورہ "قل اعوذ برب العلمین
 یا آئمہ معوذہ متداولہ و تحقیق معنی آیت شریفہ
 ہل یجازی الا الکفور کہ بظاہر حشرش صحیح نیست
 مکتوب پانزدہم در بیان عدم جواز گفتن کلمات تا سلامیہ بشان حیدر الامین
 الرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام چنانکہ مشر از زمانہ عارت و اردو
 مکتوب شانزدہم در بیان عدم صحت خلافت یزید

مکتوب ہفتدہم در بیان معنی حدیث "لا اراکم فاعلمین" کہ امام احمدیہ
 کردہ اند

مکتوب ہشتدہم بحواب ارجعین المرافعات شیعہ
 مکتوب نوزدہم در بیان ثبوت سنت بست رکعت نماز پنج
 مکتوب بستم تقریر فی تہذیب و در بیان وحدت و رسالت
 مکتوب و نیم بدین الشیعہ
 مکتوب بست دوم آب حیات و تحقیق حیدرۃ الغنی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بشن جواب فردک تحریرات

مکتوب بست و سوم بحواب شبہات میرا محمد علی صاحبہ حدیث و سورہ
 مکتوب بست و چہارم در تحقیق معنی حدیث "فضل العالم علی العابد کف نفسی
 علی ادنامک
 مکتوب بست و پنجم رسالہ محمدیہ
 قاسم العلوم کے مذہب و ذیل حرف چار نمبر شائع ہوئے اس رسالہ کا سائزہ

۲۰۳۲ ہے۔

۱) قاسم العلوم و زہد اول اس میں مکتوب اول اور مکتوب دوم شائع ہوئے ہیں
 پہلا مکتوب "مفحات" اور دوسرا مکتوب "مفحات" پر مشتمل ہے
 ۲) قاسم العلوم و زہد دوم اس میں بھی مکتوب سوم، چہارم و پنجم شامل ہیں مکتوب دوم
 "مفحات" مکتوب چہارم "مفحات" اور مکتوب پنجم "مفحات" پر مشتمل ہے

(۲) قاسم العلوم (دربار) اس مجریس مولوی محمد حسین جلاوی کا اصل مکتوب (مکتوب
ششم) مولانا لالوئی کا جواب (مکتوب ہفتم) اور مکتوب ہشتم
(اشہار کرم مطابق مکتوب دوازدہم) شامل ہیں۔ دوسری مجموعہ
کا مکتوب (ششم) ۵ صفحات پر مکتوب ہفتم ۳ صفحات اور مکتوب
ہشتم ۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) قاسم العلوم (نیر جازس) ہی ٹبر میں مکتوب نہم، مکتوب دہم، مکتوب یازدہم،
 شہنار کے مطابق مکتوب ہشتم، مکتوب نہم، مکتوب دہم شامل
 ہیں مکتوب نہم ۷۱ صفحات مکتوب دہم ۱۹ صفحات اور مکتوب
 یازدہم ۱۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) مصابیح التراویح | مولوی احمد حسن ارموہوی نے آخر رمضان ۱۳۳۵ھ میں اس سلسلہ میں ایک استفسار کیا تھا اس کے جواب میں مولانا محمد قاسم نانوتوی نے رمضان کے آخری عشرہ میں یہ کتاب لکھ دی ۱۳۳۵ھ میں مطبع فیضیائی میرٹھ سے مولوی محمد حیات نے شائع کی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد نانوتوی کی تقریر شامل ہے۔

(۳) حضرت الشیخہ
 ایک فضیلت الیف ہے جس میں مولانا نور علی نے شیعوں کے
 اعتراضات کے متصل اور مدلل جوابات دیئے ہیں اسی حال میں
 کراچی سے طبع ہوئی ہے

(۵) الدلیل الحکم علی قراۃ الفاتحہ المومنین | قراۃ فاتحہ خلف امام کے بحث پر ایک نکتہ اور جامع رسالہ ہے اسے پیش نظر عالمی کتب خانہ لاہور مطبوعہ ۱۹۵۸ء کے نسخہ ہے اس کے آخر میں ایک خطیہ لکھی گئی ہے کہ نام شامل ہے جس میں تقیہ اور اس طرح کے تراویح کا بیان ہے۔

(۶) جو یہ اربعین | اس میں شیعوں کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

(۷) اسرار قرآنی | یہ رسالہ پانچ مکتوبات کے عجاوبت پر مشتمل ہے جن میں مولانا محمد تقی امجد قاسم بالقرنی نے بعض مسائل کے متعلق استفسارات کے لئے یہاں پہلے تین خط مولانا محمد صدیق مراد آبادی، چوتھا مولوی احمد حسن امروہوی اندر پانچواں خط مرزا عبدالحق مراد آبادی کے نام ہے ہمارے پیش نظر کتب خانہ مولانا درویش علی صاحب ۱۹۵۲ء کا نسخہ ہے۔

(۸) تصفیۃ العقائد

مولانا محمد قاسم نانوتوی اور سر سید احمد خاں بہادر کے درمیان عقائد اسلام سے متعلق ایک مراسلت چھپ کر شائع ہوئی۔ اسی خط و کتابت کو مولوی محمد حیات میرٹھی نے تصفیۃ العقائد کے نام سے چھاپ دیا ہے۔ پہلا خط سر سید احمد خاں کے نام اور دوسرا خط سر سید احمد خاں کے نام ہے، سر سید احمد خاں کا خط سب سے پہلے چھپا ہے اس میں شامل ہے۔

(۹) تحذیر الناس

مولانا محمد امین نانوتوی نے ایک استغاثہ بریلی سے اثرات عباس کے بارے میں بھیجا تھا مولانا محمد قاسم نے اس کی صحت اور تائید میں جواب لکھا اور اس کا نام تحذیر الناس من افکار ابن عباس رکھا یہ رسالہ سب سے پہلے ۱۲۹۹ھ میں مطبع صدیقی بریلی سے باہتمام مولوی محمد رفیع نانوتوی شائع ہوا۔

(۱۰) رد قول الفیض

مولوی فیض الدین بدایونی و قلیز مولانا عبدالقادر بدایونی نے تحذیر الناس کے رد میں ایک رسالہ قول الفیض لکھا تھا یہ رسالہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے قول الفیض کے رد میں لکھا ہے اس رسالہ کا قلمی نسخہ دستخطی مولانا محمد قاسم نانوتوی، ابن ترقی اور دکنی کے کتب خانہ قاسم میں موجود ہے اس مخطوطہ کا مؤلف نامہ قلمی ہے اس کا سائز ۱۲×۸ اصحاحات ۷۰ ہیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے خود آخر میں لکھا ہے ”میں نے خود اس رسالہ

کی تصحیح کی ہے

(۱۱) حجتہ الاسلام

سید خدائشی منعقدہ جائزہ اور ضلع شاہجہاں پور کے مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ایک تقریر بھی مولوی نور الحسن گنگوہی نے اس کا ہم حجتہ الاسلام رکھا یہ رسالہ حقایق اسلام پر ایک مدلل بیان ہے ہمارے پیش نظر کتب خانہ اعجازیہ دیوبند مطبوعہ ۱۳۵۹ھ

اس سلسلہ میں ایک کتاب ”قطاس فی موازنت ابن عباس“ کا نام طرے قابل ذکر ہے جو مولانا فتح محمد نانوتوی کی تصنیف ہے اس میں مولانا عبداللہ فیضان الدین ابن عباس کا موازنہ ابن عباس کا موازنہ طرے رد کیا ہے ان کے پیش نظر غریب السلیس فی رد قول الجالین اور نصر المسلمین فی رد قول الجالین کا رد بھی دیا ہے اور ابن عباس کی صحت کے قائلین میں مولانا عبداللہ گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کتب خانہ ابن ترقی فرمایا ہے۔

(۱۲) گفتگوئے مذہبی (میلہ خدائشی)

شاہجہاں پور کے ضلع میں بمقام جائزہ اور منعقد ہوا تھا اور اس میں مولانا محمد قاسم نے جو تقریر فرمائی ہے۔ وہ تقریر تقریریں رد و رد کے ساتھ اس کتاب میں شامل ہے۔ ہمارے پیش نظر مطبع فقہانی دیوبند مطبوعہ ۱۳۵۹ھ کا نسخہ رہا ہے۔

(۱۳) مباحثہ شاہجہاں پور

۱۹۰۹ء مارچ ۱۰ء عشرہ میں دوبارہ میلہ خدائشی منعقد ہوا اور شاہجہاں پور میں منعقد ہوا اس کی تفصیل اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تقریر اس میں شامل ہے مباحثہ کا نسخہ

مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ہمارے پیش نظر رہا ہے۔

(۱۴) انتصار الاسلام | مولانا محمد قاسم جب روکی تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے تین دن تک پنڈت دیانند جی کے اعتراضات کے جوابات دیئے تھے بعد کو ان کا رد کو مضبوط تحریر میں لے آئے۔ مولوی فخر الرحمن نے اس کا نام انتصار الاسلام رکھا۔ اس رسالہ میں پنڈت دیانند جی کے اعتراضات شیطان، جن اور فرشتوں کے وجود خارجی کا خاص طور سے جواب دیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں سر سید احمد خاں کے ادہام کا بھی رد کیا ہے کیونکہ انہوں نے بھی ان چیزوں کے وجود سے انکار کیا ہے۔ ہمارے پیش نظر ۱۳۰۷ھ کا نسخہ مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد رہا ہے۔

(۱۵) قیلہ نما | پنڈت دیانند جی کا استقبال قبلہ پر اعتراض تھا مولانا نانوتوی نے استقبال قبلہ اور بیت پرستی کا فرق اور حقیقت قبلہ کو بیان کیا ہے ہمارے پیش نظر مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۱۵ھ کا نسخہ رہا ہے دراصل یہ انتصار الاسلام کا دوسرا حصہ ہے۔

(۱۶) جواب ترکی بہ ترکی | میرٹھ میں آریل نے مذہب اسلام پر جو اعتراض اور تقریری اعتراضات کئے تھے ان کا جواب ہے اس کو مولوی عبد العلی نے مرتب کیا ہے۔ مگر اس کے خیالات و معانی مولوی محمد قاسم نانوتوی کے ہیں۔

(۱۷) تقریر دلیندیر | اس کتاب میں مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حقانیت اسلام و توحید و نبوت کو بیان کیا ہے اور عشقِ اہل

دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نجات کا انحصار اسلام میں ہے مطبع مجتہائی دہلی ۱۹۱۵ء کا مطبوعہ نسخہ ہمارے پیش نظر رہا ہے۔

(۱۸) توشیح الکلام در مبحث خلف الامام | نام سے مضمون کتاب ظاہر ہے اس رسالہ میں مولانا نانوتوی نے گوشت خوری کو عقلاً اور (۱۹) تحفہ حمیہ | نقل ثابت کیا ہے۔

(۲۰) انتباء المؤمنین (فارسی) | یہ رسالہ لکھا ہے اس میں شیعی اعتراضات کے جواب دیتے گئے ہیں اس رسالہ کے آخر میں مولوی حبیب الرحمن ابن نولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے شاہ اسماعیل شہید کا ایک عربی خط اور اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے۔

(۲۱) فیوض قاسمیہ | اس میں پندرہ مکتوبات کے جوابات تبصریح ذیل سنائی ہیں۔

مکتوب اول در تحقیق ایمان شیعہ و خواراج (فارسی)
مکتوب دوم بنام حکیم ضیاء الدین رام پوری، باب کیفیت مباحثہ مولوی حامد حسین لکھنوی (فارسی)

مکتوب سوم بنام پیر علی مظفر نگری در جواب شبہ شیعہ (اردو)
مکتوب چہارم بنام مرزا قاسم علی بیگ در جواب بعض شبہات شیعہ (فارسی)
مکتوب پنجم بنام مولوی عبدالحق صاحب در تحقیق وراثت (فارسی)

مکتوب ششم بنام محمد صادق صاحب متعلق حکم محمد (فارسی)
 مکتوب ہفتم بنام حکیم داکم علی صاحب ٹوٹی دربان قصور شیخ (فارسی)
 مکتوب ہشتم بنام مولوی عبدالرحیم خیر سائل کا ذکر ہے (اردو)
 مکتوب نہم بنام نصر اللہ خان صاحب متعلق ایمان و کفر نیر (اردو)
 مکتوب دہم متعلق خیر جان (اردو)
 مکتوب یازدہم وجہ جبر قرآنہ در سمنار (فارسی)
 مکتوب دوازدہم بنام حکیم عبداللہ بن در تحقیق معنی سنت و بدعت (اردو)
 مکتوب سیزدہم بنام مولوی عبداللطیف در بیان علم خبیث (فارسی)
 مکتوب چار دہم بنام حکیم عبدالعزیز در بیان قصور شیخ (فارسی)
 مکتوب پانزدہم بنام منیر الدین در تحقیق نفس (فارسی)
 اس مجرور کو مولوی حافظ محمد عبداللہ صاحب علف حافظ غایت علی ساکن

بجائے ضلع مظفر نگر نے مستلزم اس میں بیع کیا تھا اور یہ مجموعہ سب سے پہلے مستلزم
 میں مٹیں با شہی میرٹھ میں طبع ہوا یہ پہلا حصہ ہے اس میں دوسرے حصہ کا اشتہار
 بھی شامل تھا دوسرے حصہ کی فہرست مضامین درج ذیل ہے

- (۱) در مقدمہ بیان تقدیر
- (۲) در باب تاول کیا نام اول المؤمنین
- (۳) در بابہ تقدیر
- (۴) حضرت نفس و چند مسائل
- (۵) متعلق پرانہ کتب تراویح
- (۶) وحدت الوجود و سماع موتی

اسے فخر قاسم کا دوسرا حصہ ملا ہے ہوا اس فہرست کی غیر ساری متعلق صورت یہ ہے

- (۴) در مقدمہ بیان و خطار و تعلید
- (۵) در بیان دیدار خداوندی و
- (۶) سموات و خلافت
- (۷) اسکان و امتناش نظیر
- (۸) مکتوب خیر اناس
- (۹) در تحقیق معنی آیت بن بخاری لا کفور
- (۱۰) در تحقیق معنی حدیث فضل العالم علی العابد
- (۱۱) مکتوب شب پادریاں
- (۱۲) جواب شب پادریاں
- (۱۳) احوال مباحثہ روکی

مولانا محمد قاسم ٹوٹی کے دو خطوط کا مجموعہ ہے جو انہوں نے
 (۲۲) حال قاسمی | محمد جمال الدین دہلوی کو لکھے تھے جمال الدین نے ۱۲۹۵ھ
 میں ان کو مرتب کیا اور حال قاسمی ان کا نام رکھا ہے۔

- (۱) مکتوب اول در بیان وحدت الوجود و رموزی توحید ۱۲۹۵ھ
- (۲) مکتوب دوم در بیان سماع موتی ۱۲۹۵ھ

طبع چمپائی میں ۱۲۹۵ھ میں برسر الطبع ہوا ہے۔
 اس رسالے میں مندرجہ ذیل خطوط شامل ہیں
 (۳۳) لطافت قاسمیہ | (۱) مکتوب بنام محمد بن مراد اداہی بابت حیات النبی

- (۲) در بیان اثبات تراویح
- (۳) مکتوب مولانا رشید احمد بنام عبدالرحیم خان بابت تراویح

- (۴) بنام محمد صدیق در فضیلت علم
(۵) در جواب سوال حافظ بشیر الدین مراد آبادی
(۶) بنام مرزا عبدالقادر بیگ
(۷) بنام مرزا محمد عالم بیگ
(۸) " " " "

(۹) میر محمد صادق بابت تحقیق مجموعہ

یہ کتاب مطبعہ نبوتی دہلی میں سن ۱۳۱۷ء میں طبع ہوئی ہے۔

(۲۳۴) مکتوبات قاسمیا | نانوتوی کے آٹھ خط شامل ہیں جن میں تصوف و سلوک کے مسائل بیان کئے گئے ہیں آخر میں عالمی امداد اللہ صاحب کے آٹھ خط اور مولانا رشید احمد گنگوڑی کا ایک خط بھی شامل ہے۔

(۲۳۵) الاجوبہ الکاملہ فی الاسولۃ الخیامیہ | شیعت کے رد میں ہے۔

(۲۳۶) قصائد قاسمیا | مولانا محمد قاسم نانوتوی کو شعرو شاعری سے بھی ذوق تھا۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی توہید و ربانیت ہے کہ بعضین میں مولانا محمد قاسم نے بعض قصوں کو نظم بھی کیا تھا یہ مولانا نانوتوی کے ہندو قصائد کا مجموعہ ہے قصیدہ ادلی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے اس کے علاوہ تین قصیدے سلطان عبدالحمید کی مدح میں ہیں پہلا اردو میں دوسرا فارسی

اور ایک عربی زبان میں ہے۔ اس مجموعہ میں مولانا ذوالفقار علی، مولانا فیض الحسن اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے عربی قصائد بھی سلطان عبدالحمید کی مدح میں ہیں۔ آخر میں مولانا محمد قاسم کا نظم کیا ہوا چشتیہ سابر یہ شعر بھی شامل ہے۔

تمت بالخیر

تقاریف

۱۔ مولانا محمد طیب، مہتمم دارالعلوم، دیوبند

آپ نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ایک بڑے اہم مخطوطہ کا انکشاف فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے فیض عطا فرمائے... آپ علمائے کرام کے حالات پر جس محنت و تحقیق اور تفصیل سے لکھ رہے ہیں وہ یقیناً قابل ستائش ہے

۲۔ مولانا محمد میاں، ناظم جمعیتہ العلماء ہند، دہلی

”العلم“ کے مطالعہ سے مشرف و مخطوط ہوا، مولانا محمد احسن صاحب مدظلہ ہمارے یہ جو کچھ جانبینہ تحریر فرمایا وہ فی الحقیقت ریسرچ اور تحقیق کی بہترین مثال ہے اللہ تعالیٰ آپ کی جدوجہد مقبول و مشکور فرمائے۔

۳۔ مولوی محبوب مصوری، مہتمم شعبہ تاریخ دارالعلوم، دیوبند

مولانا محمد احسن پر آپ کا راقیہ مضمون پڑھا، اظہار کوئی غلطی یا کمی نظر نہیں آئی، میرے خیال میں اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ جو کچھ لکھا جاسکتا ہے آپ نے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا جس کا حق ادا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے فیض عطا فرمائے۔

۴۔ پروفیسر حامد حسن قادری مرحوم (دکراچی)

اعلم (دکراچی) میں مولانا محمد احسن نانوتوی پر آپ کا ایک مفصل مضمون نظر آیا جو راجست خوش ہوئی آپ نے بہت محنت و تحقیق سے نانوتوی صاحب کے حالات لکھے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے فیض عطا فرمائے آپ اس کا غلام کر دیں مگر میں اپنی کتاب داستان تاریخ اردو میں شامل کر سکتا ہوں

کتابیات

آب حیات

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجاہد دہلی)

ابطال اغلاط قاسمیہ

عبد الغفار

(مطبع کتب خانہ امیر سال طباعت)

۱۸۵۷ء اور جانبازان حریت

مولانا محمد میاں

(دہلی ۱۹۶۰ء)

آثار الصنادید

سر سید احمد خاں

(زول کثیر پریس لکھنؤ ۱۸۶۷ء)

احسن المسائل

مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۹۲۴ء)

اخبار الصنادید (جلد اول)

نجیم الغنی رام پوری

(لکھنؤ ۱۸۶۸ء)

اخبار الصنادید (جلد دوم)

نجیم الغنی رام پوری

(رام پور ۱۹۱۸ء)

اشتر شہنشاہی

حاجی محمد اشرف

(لکھنؤ ۱۸۹۹ء)

ارواح ثلاثه (ترتیب و اصلاح مولانا اشرف علی تھانوی)

و نظام العلوم بہار پور ۱۳۶۰ھ

ازالۃ الخفاہ شاہ ولی اللہ دہلوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۳۸۹ھ)

اسرارستانی مولانا محمد قاسم نانوتوی

رکت خانہ امدادیہ ۱۹۵۲ء

اکمل التاریخ (جلد اول) محمد یعقوب ضیاء القادری

(بدایین ۱۹۱۵ء)

الیانہ الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی محمد حسن تربتی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۳۸۶ھ)

امداد المشاق فی اشرف الاخلاق مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی

(مقاہ جون ۱۹۲۹ء)

انصار الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع گزدار ابراہیم مراد آباد ۱۳۰۰ھ)

انوار الحارثین محمد حسین مراد آبادی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۲۹۰ھ)

بیاض شمس العلماء سید اسماعیل جامع مسجد دہلی (قلمی)

(ملوکہ سید یوسف بخاری کراچی)

بیاض مولانا محمد احسن نانوتوی (قلمی)

(ملوکہ عزیز حسن کراچی)

اریخ ادبیات ہندی و ہندوستانی (اردو ترجمہ)

گارسالی داسی (ترجمہ لکھنؤ)

(۱۸ پاب شدہ ملوکہ ڈاکٹر ابوالیث صدیقی کراچی)

اریخ اودھ (جلد دوم)

بیم الغنی رام پوری (لکھنؤ ۱۹۱۹ء)

اریخ پنجاب سہمی بگٹھن پنجاب

پنڈت دیپ پرشاد

(مطبع عمدۃ الانباء بریلی ۱۸۸۵ء)

اریخ دیوبند

سید محبوب رضوی

(دیوبند ۱۹۵۳ء)

اریخ روہیل کھنڈ

مینا ز احمد خاں پوٹش

مطبع روہیل کھنڈ ٹریڈری سوسائٹی بریلی ۱۸۹۹ء

اریخ شاہجہان پور

صبح الدین میاں

(لکھنؤ ۱۹۳۳ء)

اریخ صحافت اردو (جلد دوم) مولانا امداد صابری

(مطبوعہ دہلی، بغیر سال طباعت)

اریخ عروج عہد سلطنت انگلشیہ

مولوی ذکار اللہ دہلوی

(شش المطابع دہلی ۱۹۰۴ء)

اریخ ہندوستانی (فارسی ترجمہ) (قلمی) از مولانا فضل نام خیر آبادی

(ملوکہ فضل حمید لاہور)

تاریخ فتوح دہلی، مرتبہ ۱۲۷۱ھ) فاب صدیق حسن خاں

د مخزنہ مسلم یونیورسٹی، لائبریری، علیگڑھ
تبصرہ الشیاطین بامداد وجود الحق المبین مولوی عبدالصمد سہوانی
(رائٹی ٹیٹ پریس علی گڑھ ۱۳۸۵ھ)

تحذیر الناس مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۲۹۱ھ)

تحفۃ المحسنین

مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع مصطفائی کراچی ۱۳۶۹ھ)

تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ مولوی فضل محمد بدایونی

(مطبع الہی اکبرہ ۱۳۸۹ھ)

تحقیق وعدت الوجود والشہود مرتبہ شتار الحق

(راک اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۳ء)

تذکرہ رحمانیہ الطاف حسین حالی

(نقوش لاہور، اپریل ۱۹۵۳ء)

تذکرہ اہل دہلی (سرسید احمد خاں) مرتبہ قاضی احمد میاں اختر

(انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء)

تذکرۃ الرشید (جلد دوم)

مولانا عاشق الہی میر غنی دیر بند ۱۹۰۵ء)

تذکرہ طبقات الشعراء ہند مولوی کریم الدین

(مطبع العلوم مدرہ دہلی ۱۸۳۵ھ)

تذکرہ علمائے ہند (فارسی) مولوی رحمان علی

(نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء)

تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) (اردو ترجمہ)

مترجمہ و مرتبہ محمد الیوب قادری

(پاکستان پبلشرز پریس کراچی ۱۹۳۵ء)

تذکرہ فرائد الدہر

مولوی کریم الدین پانی پتی

(مطبع العلوم مدرہ دہلی ۱۸۳۷ھ)

تذکرہ کاملان رام پور احمد علی خاں شوق

(دہلی ۱۹۲۹ء)

تذکرہ مشائخ دیوبند مفتی عزیز الرحمن

(زرین کتب خانہ، بجنورہ ۱۹۵۸ء)

تذکرہ مشاہیر کاکوری محمد علی حیدر

(راستہ انشابل لکھنؤ ۱۹۳۷ء)

تذکرہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی سی۔ ایف۔ اینٹر ریوژ

(ترجمہ ضیاء الدین بریلی (تعلیمی مرکز، کراچی ۱۹۵۲ء)

تراجم علمائے اہل حدیث ابو یحییٰ ام خاں نوشہروی

(دہلی ۱۹۳۸ء)

تصفیۃ العقائد (کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، الخیر سال طباعت)

تقریر دلپذیر مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجبائی دہلی ۱۳۱۵ھ)

تبیینہ المجال بالہام الباسط المتعال منقح حافظ بخش بدای

(مطبع بہارستان کشمیر لکھنؤ ۱۲۹۲ھ)

تبہید الریق علی مفاصلہ ثبوت الحق المحقق مولانا محمد احسن نانوتوی

(تیسری پریس بریلی بغیر سال طباعت)

تواریخ ضلع بریلی (قلمی) منشی کورای لال

دخترہ نشین میوزیم آف پاکستان، کراچی

تہذیب الایمان مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۸ھ)

جمال قاسمی دکتوبات مولانا محمد قاسم نانوتوی

مرتبہ جمال الدین دہلوی

(مطبع مجبائی دہلی ۱۸۹۱ھ)

حالات مشائخ کاغذہ مولوی احتشام الحق کاغذہ لوی

ادارہ اشاعت دینیات، دہلی ۱۳۵۵ھ

حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

(کتب خانہ اعجازیہ دیوبند، ۱۳۵۹ھ)

حائل شریف (ذاتۃ الطبع) (مطبع مجبائی دہلی ۱۳۳۰ھ)

حمایت الاسلام مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۳۹۰ھ)

حجتہ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ) تصنیع و ترتیب مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۸ھ)

حیات اعلیٰ حضرت (مدلول) مولانا فخر الدین بہاری

(کراچی ۱۹۵۵ء)

حیات جاوید رسوخ عمری سر سید احمد خاں

خواجہ الطاف حسین حالی (راگڑہ ۱۹۰۳ھ)

حیات حافظ رحمت خاں سید الطاف علی بریلوی

(نظامی پریس جالپور ۱۹۳۳ھ)

حیات شبلی مولانا سلیمان ندوی

(اعظم گڑھ ۱۹۳۳ھ)

حیات العلماء عبدالباقی سہولانی

(لکھنؤ ۱۹۲۲ھ)

حیات التذیر افتخار عالم مارہروی

(شمسی پریس دہلی ۱۹۱۲ھ)

خطبات نگار سائنس دانسی (ادولنگ آباد وکن ۱۹۳۵ھ)

خیر مبین ترجمہ حصن حصین مترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی

(دہلی ۱۳۱۰ھ)

(۱۹۹۲ء)

داستان تاریخ اردو حامد حسن قادری

(لاگرہ ۱۹۴۱ء)

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس مولانا عبدالحی فریدی محلی
(مطبوعہ حلوی لکھنؤ ۱۹۲۹ء)

دہلی کا آخری سائنس و اقتباسات احسن الاخبار بمبئی ۱۹۲۸ء

مترجمہ سید محمد ناصر دہلوی

رشائع کردہ خواجہ حسن نظامی دہلی ۱۹۲۵ء

رپورٹ جنرل کمیٹی دہلی کالج ۱۸۴۱-۴۲-۴۳-۴۴ء

(فولڈ اسٹیٹ کاپی، ملوکہ بیگم رضیہ شیر کراچی)

روقول الفیصیح (تلمی) مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مخزومہ کتب خانہ قاسم انجمن

ترقی اردو، کراچی)

رسالہ عروض مولانا محمد احسن نانوتوی

(دارالآباد ۱۸۷۷ء)

آئندہ نام نکلس درمیتھ ڈاکٹر انگریزی،

درام پورہ ۱۹۲۷ء

سلک مروارید (ترجمہ عقد الجید) مترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۱۹۳۹ء)

سوانحیات المتأخرین آنولہ دتلمی درملوکہ محمد ایوب قادری، کراچی

حکیم عبدالغفور

سوانح عمری مولوی سمیع اللہ خاں مولوی ذکاء اللہ دہلوی

(مطبوعہ انوار الاسلام حیدرآباد دکن ۱۹۰۹ء)

سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی

(مطبوعہ صادق الانوار مجاہد پورہ ۱۹۲۹ء)

سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی مولوی محمد یعقوب نانوتوی

(کتب خانہ امدادیہ دیوبند بغیر رسالہ طباعت)

سوانح قاسمی (جسداول) مناظرہ احسن گیلانی

(دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۲ھ)

سوانح قاسمی (جسداول) مناظرہ احسن گیلانی

(دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۳ھ)

سیرت حاجی امداد اللہ از مولانا امداد علی صابری

(دہلی ۱۹۵۵ء)

شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک عبید اللہ سندھی

(کتب خانہ پنجاب، لاہور ۱۹۲۷ء)

شجرہ شیخ زادگان نانوتہ دتلمی

ملوکہ و مرتبہ منشی ظفر احمد نانوتوی (کراچی)

شفا قاضی عیاض تصحیح بخیر مولانا احمد حسن مراد آبادی

مولانا محمد حسن نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۲۸۴ء)

صوبہ شمالی مغربی کے اخبارات و مطبوعات محمد عتیق صدیقی

(انجمن ترقی اردو دہلی علی گڑھ ۱۹۹۲ء)

طوالع الانوار مولوی انوار الحق بالوئی

(صبح صادق پریس سیٹاپور ۱۲۵۹ء)

علمائے حق (حمد اول) مولوی محمود میاں (دہلی ۱۹۳۷ء)

عین الیقین مرتبہ مہدی حسن

(مطبع فاروقی دہلی سن طباعت ندارد)

غایتہ الاوطار مولانا محمد حسن نانوتوی

(نول کشور پریس کنستونٹنوپل ۱۸۹۳ء)

قوائی بے نظیر و نفی مثل آنحضرت بشیر وندیر

(مطبع اسدی کنستونٹنوپل ۱۱۹۰ء)

فتاویٰ عزیزی تصحیح و ترتیب مولانا محمد حسن نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۲۲ء)

فرنگیوں کا حال مولانا اسد مابری (دہلی ۱۹۴۹ء)

فضائل صحابہ و اہل بیت شاہ عبدالعزیز دہلوی

(دہلی اکادمی، کراچی ۱۹۹۵ء)

فہرست مطبوعات سبحان اللہ اور فیصلہ لائبریری (دہلی دوم)

ابراہیم فاروقی (علی گڑھ ۱۹۳۲ء)

فیوض قاسمیہ مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع ہاشمی میرٹھ ۱۳۰۳ء)

قاسم العلوم (دہرادل) مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ء)

قاسم العلوم (دہرادل) مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ء)

قاسم العلوم (دہرادل) مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ء)

قاسم العلوم (دہرادل) مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ء)

قبلہ نما مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۵ء)

قرۃ العین فی تفضیل الشیخین شاکا ولی اللہ

(تبع و ترتیب مولانا محمد حسن نانوتوی)

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۰ء)

قسطاس فی موازنۃ اثرا بن عباس مولانا شیخ محمد تقی نانوتوی

(اعلیٰ پریس میرٹھ ۱۲۹۵ء)

مباحثہ شاہجہان پور مولانا محمد قاسم نانوتوی
(مطبع مجتہائی دہلی ۱۹۰۳ء)

تصانف قاسمی مولانا محمد قاسم نانوتوی
(مطبع مجتہائی دہلی بغیر سال طباعت)

قواعد اردو (حصہ چہارم) مولانا محمد احسن نانوتوی
(میرٹھ ۱۹۰۵ء)

کرامات امدادیہ مرتبہ مولانا شرف علی نقوی
(مطبع انتخابی کان پور ۱۳۱۴ھ)

مجموعۃ الفتاویٰ (جلد اول) مولانا عبدالحی فرنگی علی
(مطبع پوسنی لکھنؤ ۱۳۲۱ھ)

کشاف (ترجمہ الانصاف) مترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی
(مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۱۴ھ)

کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ آفتاب بیگ
(دہلی ۱۳۲۳ھ)

گفتگوئے مذہبی (سیلہ دانشناسی) مولانا محمد قاسم نانوتوی
(مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۱۴ھ)

لائل محمد نس آف انڈیا سر سید احمد خاں
(مفصلہ پریس آگرہ ۱۸۶۱ء)

لطائف قاسمیہ مولانا محمد قاسم نانوتوی
(مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۰۹ھ)

ماثرہ صدیقی (جلد اول) نواب علی حسن خاں
(قoul کشور پریس لکھنؤ ۱۹۲۸ء)

محاربہ عظیم کنہیا لال
(قoul کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۶ء)

مذاق الحارثین مولانا محمد احسن نانوتوی
(قoul کشور پریس ۱۳۸۵ھ)

مذہب منصور (جلد دوم) منصور علی خاں
(حیدر آباد کن، بغیر سال طباعت)

مصابیح التراویح مولانا محمد قاسم نانوتوی
(مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۰ھ)

مرحوم دہلی کالج مولوی عبدالحی
(انجمن ترقی اردو دہندہ) دہلی ۱۹۲۵ء

مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملار (ستمی) محمد حسین بن بخش علی
(خزود کتب خانہ قادریہ، بدایوں)

مقدمہ عمدة الرعاۃ فی حل شرح الوقایہ مولانا عبدالحی سندھو
(مطبع پوسنی لکھنؤ ۱۹۲۲ء)

مفتی الطالین

مولانا محمد احسن نانوتوی

(دارالاشاعت، کراچی، بغیر سال طباعت)

مکتوبات مولانا محمد یعقوب

از مولانا محمد یعقوب نانوتوی

مرتبہ حکیم امیر احمد عشرتی

طبع احمدی علی گڑھ ۱۳۲۵ھ

مقالات ششروانی

فرب صیب الرحمن، فاضل شروانی

(شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ ۱۹۳۳ء)

مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی

مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی

(دہلی ۱۹۲۹ء)

مناظرہ احمدیہ

مرتبہ محمد زید سہوانی

(طبع شملہ طورسان پور ۱۲۹۵ھ)

نافعہ خسریاران

مولانا محمد احسن نانوتوی

(طبع نظامی کمان پور ۱۲۶۵ھ)

نفحۃ الیمین

(احمد شروانی)

تیسع دہاشی مولانا محمد احسن نانوتوی

(طبع مہبتانی دہلی)

واقعات دارالحکومت

مولوی بشیر الدین

(لاہور ۱۹۱۹ء)

ہدیۃ الشیخہ مولانا محمد قاسم نانوتوی

(کتب خانہ حقانیہ، کراچی ۱۳۸۲ھ)

ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں

ابوالحسنات ندوی

(عظیم گڑھ ۱۹۳۶ء)

یادگار دہلی

سید احمد دلی اللہی (دہلی ۱۹۰۲ء)

یادگار ضمیمہ

عبد اللہ غلام ضمیمہ

(طبع گلزار دکن حیدرآباد دکن ۱۳۳۳ھ)

یہ دلی ہے

سید یوسف بخاری (کراچی ۱۹۶۱ء)

رسائل و تبرائید

استدراک "از مولانا محمد طیب" دارالعلوم "دلیو بندہ جہوری ۱۹۵۶ء

تحریر کیا دلیو بندہ

محمد ایوب قادری

انجم (کراچی) ہزنہ ۲۲، مارچ ۱۹۶۲ء

غالب اور قاری جعفر علی

از صغیر اصغر جادوی

ماہ نور کراچی نزدی ۱۲۶۵ھ

مفتی حافظ بخش بدایونی

از محمد ایوب قادری

الحمد کراچی نزدی ۱۲۶۵ھ

مولانا خرم علی بلہوری اور ان کی علمی خدمات کا تفصیلی جائزہ

از مولوی عبدالحکیم چشتی

مطبوعہ معارف انجم گڑھ علی آجلائی ۱۹۵۶ء

مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

از سید احمد غلام

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء

[illegible]

ب
بر علی متفکر نجفی ۳۵۱ جمال الدین منشی ۹۹۰
بنی در سنگه ۳۳
ت
تخت فاضل ۵۱ ۱۹۹
بدالدین شیخ ۵۱ آرا چند یادی ۲۵۵
برکت ۱۹۸۱ تراب علی فرخی علی ۵۵
بشیر بخاری ۱۹۸ افضل حسین شیخ ۱۸۵۴
بشیر محمدی منبری و خلیف ۲۳۸ ۲۰۸
بشیر الدین نجفی ۵۹ تقی حسین ۳۴
بشیر الدین مراد آبادی حافظ ۳۳
بشیر الدین ۱۸۰۱ ۱۲۳ شیره ۱۲۹
ب ۵ شهاب الحق مولوی ۱۳۴
بهاره شاه خورشید الدین ۱۶۴
ب ۳۳۱۳۱ حارث حسین گمشوی ۲۳۵
بهبودی پیر ۳۳۱ حارث علی خاں ۱۴۳
پ ۱۶۴ حبیب الرحمن حافظ ۸۳
پیر ۲۱۴ جلال الدین ۱۹۹
پیاره لال کریم هشتی ۲۱۹ جمال الدین افغان ۱۸۳
پیرخان ۱۲۳ جمال الدین دلووی ۳۳۴

جیببہ الرحمن سہارن پوری مولوی خدامت بخش شیخ ۹۲۰ دیر پشاد کھڑ ۶۰۵۸

۲۳۵۰ خدیجہ بنت محمد متعربہ انزوی

حسن علی لکھنوی مرزا ۱۲۰۱ ۱۹۰

حسن علی حاجی ۵۵۶۳۵۸۰ خدیجہ بیگم ۱۶۸

حبیبہ کشمیری شیخ ۱۶۵۰ خرم علی اودھانی ۱۱۶۰ ۱۵۶

حسین بخش منشی حسین ۱۹۰ خلیل احمد نقاش ۴۲۰

حسین شاد بخاری سید ۱۰۰ غلیل انیسوی ۱۹۳۱۵۰ ۱۳۹ ۱۸۵

حسین احمد علی آبادی مولوی غلیل احمد رستگاری مولوی ۴۳

۱۲۰ خلیل الرحمن برہان پوری مولوی ۳۴۵۳۸۴۰ ۳۶۴۳۵

سین احمد مفتی ۲۲۶ ۱۶۲

حضور احمد سہرولی ۵۹۰۵۸۰ خورشید حسن منشی ۱۵۳۰

۴۹ خیر محمد خان دہری مولانا ۸۳۱۰ ذوق ۱۹۹۰

حافظ الرحمن خان مولوی ۲۲۱

محمد ایدہ شیخ ۵۳۰ دام علی لڑکی حکیم ۳۳۰

حمیدہ خاتون ۱۶۹۰ داؤد احمد ۲۲

۲۰۹۱۸۶ ۱۹۹۰

خ

خادم حسین شیخ ۱۹۰۴۱۸۰ دایہ بخش ۱۳۳۰

۱۲۲۰ دایہ منڈی ۲۲۱۰۲۲۱۰ ۲۲۳۳۰

خان بہادر خان ۵۱۵۰۳۹۰ دسی پشاد منڈت ۶۸

رحمت حسین ۸۷۰

رحیم خان، حافظ، ۵۱۳۹	۱۷۱	سعادت علی قاسم، ۵۲۱۵۰
۱۹۳	رقیہ، ۱۹۹/۳۳۳	سعادت علی شیشا، ۵۸۱۳۳
رحیم الدین بھٹی، مولوی	۵۸۱۳۵	سعد الدین مراد آبادی، مفتی
۲۲۰	ذ	۱۸۷/۱۳۰۹۱۳۳
رحیم الدین خان، مولوی، ۵۱	زبدہ، ۱۵۳۱	سعد الدین عثمانی، مولوی
رحیم بخش، ۱۷۱	زین العلیٰ جرجانی، ۷۱	۷۱/۷۷۷۷۷۷
رشید احمد گنگوہی، مولانا، ۲۲۱	زینب، ۱۱۹/۱۹۹	سعد الدین، ۱۲۱
۱۳۰/۳۱۳۳۳۳۳۳۳۳۳	س	سیدہ بیگم، ۱۹۸
۱۱۹/۱۱۹۱۱۹۱۱۹۱۱۹	سنان بخش شکار پوری، ۲۵۱	سکندر دوی، ۱۵۱
۱۵۸/۱۰۹۱۰۹۱۰۹۱۰۹	۱۳۰/۳۰۳۰۳۰۳۰۳۰۳۰۳۰	سکیت (ڈوبوہرہ والا)، ۱۹۸
۱۸۳/۲۰۹۱۹۱۹۱۹۱۹۱	۱۳۰/۳۰۳۰۳۰۳۰۳۰۳۰	سلطان بیگم، ۱۹۸
۲۳۹/۲۳۹۲۳۹	سعادت حسین، مولوی، ۸۳	سلیمان ندوی، علامہ، ۱۳۳
۱۵۳/۱۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷	سعادت علی، نیشاپوری، مولوی	سمیع الدین دہلوی، مولوی، ۱۸۳
۱۸۵	سیدہ الدین، ۱۳۰	سوزن لال، ۲۲
۱۹۹/۱۹۸۱۹۸۱۹۸۱۹۸	سراج الدین انیسٹنس والا پور، سید احمد خان، سر، ۲۳۳	سید احمد دہلوی، ۱۳۰
۱۳۹	رضا علی خان، مولوی، ۸۵۱	۷۷۷/۱۳۱۱۳۱۱۳۱۱۳۱
رضی الدین کاکڑوی، ۸۷	سعادت علی، ۱۳۲	۱۸۵/۲۳۳۲۳۳
رضیع الدین شاہ، ۱۷۷	سعادت علی سہارنوی، ۱۵۳	سید احمد شاہ، مولوی، ۵۸

- عبدالرشید حکیم ۸۳ ۱۹۹۱/۱۴۰۱/۱۴۵۱/۱۹۹۱ عبدالقادر دہلوی، شاہ ۱۳۵۰
عبدالرشید مولوی ۸۳ عبدالعزیز مولوی ۶۳/۵۸ ۱۴۱۱/۱۱۰۰
عبدالرزاق ۸۳ عبدالعزیز قاری ۸۳ عبدالقادر مراد آبادی، مرزا
عبدالصمیم دیوان، حکیم ۱۰۰ عبدالعزیز خان، قصاب ۵۸، ۲۳۱
۱۸ عبدالعزیز ۶۳ عبدالقادر بیگ مرزا ۲۳۸
عبدالصمیم نالوتوری حکیم ۱۶۹ عبدالحق مولوی ۲۳۸ عبدالقدوس، شاہ ۱۴۰
عبدالصمیم شیخ ۱۸۰/۱۴۰ عبدالعلیم ۱۶۸ عبدالقدوس قدوسی، محمد
عبدالصمیم بیدل ۱۴۰ عبدالقادر ۹۳ عبدالقدوس ۲۰۳
عبدالمکرم کھنکھری، مولانا عبدالقادر قاری، حمزہ ۹۰ عبدالقدوس سہوگانی ۱۱۰/۸۰
۱۴۳/۱۳۶ عبدالغفور مولوی ۲۲۱ عبدالکریم مولوی ۱۹۳/۵۸
عبدالصمد حکیم ۲۳۶ عبدالغنی سنگوری ۱۵۳ عبداللطیف ۱۶۰
عبدالصمد سہوگانی، مولوی عبدالغنی حمزوی، شاہ ۱۵۱ عبداللطیف مولوی ۲۳۶
۱۳۰/۱۳۰ عبدالغنی ۳۲/۳۳/۳۳/۳۳/۳۳ عبدالغنی، حاجی ۱۶۸/۴۰
عبدالصمد خان ۴۹ عبدالحمید ۱۱۳/۴۳/۱۴۵/۵۹/۳۰ عبدالحمید ۱۶۸
عبداللہ، محمد حافظ ۲۳۶ عبدالحمید ۱۱۳/۱۵۰/۱۵۰/۱۵۰ عبدالحمید بدایونی مولوی ۶۰
عبدالعزیز ۱۶۲/۱۶۹ عبدالعزیز ۲۰۹/۱۶۸ عبدالحمید ۱۶۸
عبدالعزیز شکر باد ۱۸۰ عبدالقادر بدایونی، مولانا ۸۵ عبدالودود، منشی ۵۸
عبدالعزیز دہلوی، شاہ ۱۶۰ عبدالعزیز ۱۹۳/۱۹۳/۱۹۳/۱۹۳ عبدالودود ۱۴۱/۱۴۱
۱۳۶/۱۳۶/۱۳۶/۱۳۶ عبدالودود مولوی ۲۳۳

- ۲۴۲ عطارد الرحمن ۱۶۰ عنایت علی، مولوی ۱۵۵
عبدالوہاب مولوی ۶۳/۵۸ عنایت اللہ اکبر آبادی، شیخ
عبدالہادی، شیخ ۶۶ عنایت علی، قاضی ۵۳، ۵۳
عبداللہ، مولوی ۹۳ عظیم اللہ حکیم ۱۳۱ غ ۵۰/۵۰
عبداللہ سندھی، مولانا ۶۹ علامہ الدین شیخ ۱۶۱۶/۱۶۱۵ غازی الدین خان فیروز پور
۱۴۲/۱۴۲/۱۴۲/۱۴۲/۱۴۲ علی احمد ۱۶۸ غازی الدین ۲۶
عبدالحق الرحمن، مفتی ۳۸ علامہ الدین ۱۹۸/۱۹۸ غائب دہلوی ۱۶۷/۱۹۴
عزیز بخاری ۱۶۸ علی محمد ۱۶۹ غلام احمد، حافظ ۶۳
عزیز الدین منشی ۱۸۳ علی بخش ۱۲۴ غلام بسم اللہ بریلوی ۶۹
عزیز حسن بدایونی ۱۶۵/۱۶۶ علی بخش شیخ ۱۶۳/۱۶۳/۱۶۳ غلام جیلانی، حافظ ۴۲
عزیز حسن نالوتوری ۱۵۱/۱۴۰ علی حسن خان، نواب ۷۰ غلام حسین، حافظ ۷۵
عزیز حسن چوڑی، ولی ۱۶۵ علیم الدین کاکردی ۱۳۰ غلام حسین مولوی ۲۱
عزیز الدین مولوی ۲۶ علی محمد شیخ ۱۶۸/۱۶۸ غلام حسین ۲۱
عزیز الدین نظامی ۸۳ غلام حمزہ، قاضی ۶۳/۵۸
عزیز الرحمن، مفتی ۱۵۵ عمدة السار ۱۸۹/۱۸۹ غلام حیدر مولوی ۱۳۳
۱۹۳ ۱۹۴ غلام رسول سرحدی، مولانا
عشرت، غلام علی ۶۳ عنایت احمد مفتی ۲۸/۲۸/۲۸ غلام شاد، شیخ ۱۸۰
عصمت ۱۵۳ ۴۹ غلام شاد ۱۸۰
عبداللہ، شاہ ۶۶ عنایت حسین ۷۵ غلام شاد ۲۰۴/۲۰۴/۲۰۴

غلام شریف ۱۸۶۹ فیض الدین ربن چیمه الدین ۸۳-
 غلام علی آزاد بلگرامی ۱۶ فضل الرحمن مولوی ۹۶
 غلام قادر بیگ امرتا ۸۲ فیض الدین بریلوی ۱۰۸/۱۰۱/۱۰۲/۱۶۰
 غلام محمد ۸۱ ۳۲۳۰۹۲ ۱۶۲-
 ف فضل الشریف توفی مولوی فضل رسول ۱۴۱/۱۴۲/۱۴۱-
 فاضل بخش خان راولا ۱۹۰ ۱۲۰- فضل رسول بریلوی مولوی
 فخر بنت محمد یعقوب نانوتوی فضل امام خیر آبادی مولانا ۱۹۴۰/۹۳۰/۹۲۰/۹۴۰
 ۱۹۸/۱۹۷ ۱۸۸- فضل مجید بریلوی مولوی ۹۱
 فتح علی ۷۵- فضل حق حافظ ۱۵۵ فیردشاه شیراز ۱۸۸
 فتح محمد توفی ۱۹۳- فضل حق دام پوری مولانا فیض الحسن بهار پوری مولانا
 فخر الحسن مولانا ۱۹۳ ۸۱- ۲۳۹/۲۰۰/۱۲۱
 ۲۲۰/۲۲۳/۲۲۸/۲۲۴ فضل حق خیر آبادی ۸۱ ق
 ۲۳۳/۲۳۴ ۹۲- قادر بخش ۳۴
 فخر الدین دہلوی شاد ۱۴۴ فضل الرحمن مولانا ۳۴ قادر علی قاسم علی مولوی
 ۱۹۱ ۲۵/۲۶/۳۸/۳۹/۴۰ ۸۲-
 فدا حسین قاسمی ۴۰ ۱۵۲/۱۵۰/۱۴۴/۱۴۳ قاسم علی خواجه مولوی
 فدا علی میرٹھی ۷۶ ۲۱۵- ۴۴/۴۶/۴۵/۴۴
 فرید الدین ۱۹۸ فضل الرحمن مولوی میرزا ۴۴ قاسم علی بیگ امرتا ۳۳۵
 فرید الدین فتح شکر بابا ۱۹۱ فضل الرحمن فتح مولوی آبادی شاد قادر عظیم محمد علی جلال ۱۶۹

فتح علی بریلوی مولوی ۸۳- کشف پر شا ۳۴ لطف اللہ رحیمی مولانا
 فتح بخش بریلوی مولانا ۹۲ کربک ۳۳ ۳۸-
 طب شاه مولوی ۱۵۱ کلب علی خان نواب ۱۳۹ لطف علی ۱۰۸/۱۰۷/۱۰۶
 طب الدین ۱۹۷ کلب علی شاه مولوی ۵۸ ۱۵۴/۱۵۵/۱۵۴
 طب الدین مولوی ۷۵ ۶۳/۶۳- لعل شاه باز قندرز ۱۹۱
 طب الدین دہلوی مولوی کاشم ۱۵۲/۱۵۳- یاقوت علی میرزا ۵۹
 طب ۱۴۴/۱۴۳/۱۴۴ کمال متین ۱۶۸ یوسف علی امیر ۱۳۸-
 طب علی ۱۲۴- کیدار ناتھ ۳۴/۳۴- ص
 طب الدین حافظ ۱۵۵ کیچین ۱۳۳- مانو بخار زکریا ۱۱۳-
 ک مبارک الدین ۱۲۴ گ
 کافری مولانا کاکڑی مولانا ۲۵ مصطوفی لال منشی ۶۹
 کی چیمه ۳۴ ۱۰۴/۱۰۴- محمد اصف ثانی ۱۶۳
 کی خان ۱۶۲ مگڑی زبانی قاسمی ۱۶۹/۱۶۸/۱۶۹-
 کیم حسین دہلوی ۳۴ مگڑی لال منشی ۳۳ محب احمد بریلوی مولوی
 ۱۹۷ ۱۹۷- گھیا میاں جی ۳۳۱ ۹۳-
 کیم شیخ ۱۲۴- ل
 کیم الدین پانی پتی مولوی لائق علی مولوی ۸۳/۸۱/۸۱- محبوب الرحمن حافظ ۱۹۰
 ۱۵۰/۱۴۷/۱۴۶/۱۴۸/۱۴۳ لطف اللہ محمد مولوی محبوب علی منشی ۷۶
 ۱۸۸- ۹۱- محمد ابراہیم مولوی ۹۱

۱۳۱۳/۱۳۱۲/۱۳۱۱/۱۳۱۰ محمد منظور نعمانی ۱۲۹۰ محمد حسین ولی پندی ۳۳۳
 ۱۳۱۱/۱۳۱۰/۱۳۰۹/۱۳۰۸ محمد میر دوستی ۷۱۰ ۱۹۳ برای آقاری ۱۸۵
 ۱۳۱۰/۱۳۰۹/۱۳۰۸/۱۳۰۷ محمد میرزا نوروزی مولانا ۹۸۰ محمد بن ۱۵۳۰
 ۱۳۰۹/۱۳۰۸/۱۳۰۷/۱۳۰۶ محمد یعقوب دغوی ۱۵۳۰/۱۵۲۹/۱۵۲۸/۱۵۲۷ محمد یعقوب شاد دغوی ۱۵۳۰
 ۱۳۰۸/۱۳۰۷/۱۳۰۶/۱۳۰۵ محمد قاسم نیانگری، مشفق ۱۱۵۱/۱۱۵۰/۱۱۴۹/۱۱۴۸ ۱۹۹
 ۱۳۰۷/۱۳۰۶/۱۳۰۵/۱۳۰۴ محمد یعقوب نانوری ۱۵۲۹/۱۵۲۸/۱۵۲۷/۱۵۲۶ ۲۹
 ۱۳۰۶/۱۳۰۵/۱۳۰۴/۱۳۰۳ محمد رحیم ۱۸۲۱/۱۸۲۰/۱۸۱۹/۱۸۱۸ ۲۹
 ۱۳۰۵/۱۳۰۴/۱۳۰۳/۱۳۰۲ محمد حسن بهاری ۷۳۰ محمد علی مولانا ۱۲۶۰/۱۲۵۹/۱۲۵۸/۱۲۵۷ ۳۱
 ۱۳۰۴/۱۳۰۳/۱۳۰۲/۱۳۰۱ محمد محمود مولوی ۱۵۲۱/۱۵۲۰/۱۵۱۹/۱۵۱۸ محمد میر رسولانی مولوی ۸۵۰
 ۱۳۰۳/۱۳۰۲/۱۳۰۱/۱۳۰۰ ۸۶ ۱۹۹/۱۹۸/۱۹۷/۱۹۶ محمد نسیم خلیف ۵۲۳۵/۵۲۳۴/۵۲۳۳/۵۲۳۲
 ۱۳۰۲/۱۳۰۱/۱۳۰۰/۱۲۹۹ محمد مظفر نانوری، مولانا ۱۸۰/۱۷۹/۱۷۸/۱۷۷ ۲۱
 ۱۳۰۱/۱۳۰۰/۱۲۹۹/۱۲۹۸ محمد نظام مولوی ۷۵۰ ۱۹۷/۱۹۶/۱۹۵/۱۹۴
 ۱۲۹۹/۱۲۹۸/۱۲۹۷/۱۲۹۶ محمد نعمان ۱۵۳۰/۱۵۲۹/۱۵۲۸/۱۵۲۷ ۳۱
 ۱۲۹۸/۱۲۹۷/۱۲۹۶/۱۲۹۵ محمد نسیم، مشفق ۹۱۹۰ ۱۲۹/۱۲۸/۱۲۷/۱۲۶
 ۱۲۹۷/۱۲۹۶/۱۲۹۵/۱۲۹۴ محمد نواز مولوی ۳۰۸ محمد دوست حکیم ۱۳۰۸
 ۱۲۹۶/۱۲۹۵/۱۲۹۴/۱۲۹۳ محمد حسین مولانا ۸۱۲۰/۸۱۱۹/۸۱۱۸/۸۱۱۷ محمد باشم مولوی ۱۸۱۵

۱۲۹۵/۱۲۹۴/۱۲۹۳/۱۲۹۲ مظفر حسین کازر مولوی ۱۷۵۸ ۱۲۹۳/۱۲۹۲/۱۲۹۱/۱۲۹۰ مظفر جاکان مرزا ۱۵۲۳/۱۵۲۲/۱۵۲۱/۱۵۲۰ مظفر الدین قاضی ۱۵۰
 ۱۲۹۴/۱۲۹۳/۱۲۹۲/۱۲۹۱ معین الدین حکیم ۱۹۶۹/۱۹۶۸/۱۹۶۷/۱۹۶۶ ۲۱۳
 ۱۲۹۳/۱۲۹۲/۱۲۹۱/۱۲۹۰ نور احمد نانوری، مشفق ۱۹۰/۱۸۹/۱۸۸/۱۸۷ ۲۲۵
 ۱۲۹۲/۱۲۹۱/۱۲۹۰/۱۲۸۹ معین الدین ۱۵۰ ۲۲۲
 ۱۲۹۱/۱۲۹۰/۱۲۸۹/۱۲۸۸ نور الحسن شیخ اینه ۵۳۰/۵۲۹/۵۲۸/۵۲۷ منظم علی خان حکیم ۵۰
 ۱۲۹۰/۱۲۸۹/۱۲۸۸/۱۲۸۷ حسین الدین، محمد ابرار ۹۱۱/۹۱۰/۹۰۹/۹۰۸ ۲۶
 ۱۲۸۹/۱۲۸۸/۱۲۸۷/۱۲۸۶ مقبول الرحمن ۱۶۰ ۱۵۸
 ۱۲۸۸/۱۲۸۷/۱۲۸۶/۱۲۸۵ منصور اعلی خان مراد آبادی ۱۶۰
 ۱۲۸۷/۱۲۸۶/۱۲۸۵/۱۲۸۴ مقبول حسین سیو ۹۳۵۸/۹۳۵۷/۹۳۵۶/۹۳۵۵ حکیم ۲۲۲
 ۱۲۸۶/۱۲۸۵/۱۲۸۴/۱۲۸۳ ملک اعلی، مولانا ۹۸۹۶/۹۸۹۵/۹۸۹۴/۹۸۹۳ منیر احمد سنبهشتی ۱۹۸۰
 ۱۲۸۵/۱۲۸۴/۱۲۸۳/۱۲۸۲ نور عالم مولوی، مولانا ۶۹ ۱۹۱
 ۱۲۸۴/۱۲۸۳/۱۲۸۲/۱۲۸۱ بان علی، مولانا ۸۱ ۲۲۰
 ۱۲۸۳/۱۲۸۲/۱۲۸۱/۱۲۸۰ بانق احمد شیخ ۲۳۰ ۱۹۹
 ۱۲۸۲/۱۲۸۱/۱۲۸۰/۱۲۷۹ بیت الشرف داری ۱۲۱۰ ۱۹۰
 ۱۲۸۱/۱۲۸۰/۱۲۷۹/۱۲۷۸ مولوب الرحمن ۱۶۰ ۲۰۸
 ۱۲۸۰/۱۲۷۹/۱۲۷۸/۱۲۷۷ حبیب الرحمن مولوی ۸۰۸ ۱۵

عقد الحیدر ۱۳۳۱-۱۳۳۰

عمرة الاخبار ۶۸

غایت الاقطار ۷۹

۱۳۹۰-۱۳۹۱

غایت السلام فی حقیقت الصدیق قرا دارود حصہ ہارم ۳۳

مذاہک الدلائل ۷۹-۱۳۳

فتاویٰ عالمگیری ۱۳۲

فتاویٰ عالمگیری ۱۵۰-۲۰۸

فتاویٰ عالمگیری ۱۵۹

فتاویٰ عالمگیری ۱۶

فتاویٰ عالمگیری ۱۶۰

فیوض قاسم ۲۳۵

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

قاسم العلوم ۲۳۵-۲۳۶

نصر المؤمنین فی رد قول الجاہلین اردو فوٹو پرنٹ پورٹو ۱۳۳

۹۱

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

۱۳۸

اماکن

پاکستان سہ ماہی سوسائٹی نے اس قابل قدر کتاب کو شائع کیا ہے۔
قیمت چند روپے

کالا پانی

مولوی محمد جعفر تھانوی، تحریک جہاد کے سرگرم کارکن تھے انہوں نے سید احمد شہید کے رفقاء کے ساتھ تحریک جہاد دین میں بڑا کام کیا ہے اتفاق سے سلاطین میں اسیلا پر انگریزوں نے جہادین کی لڑائی ہوئی اس کے بعد انگریزی حکومت نے جہادین کو "وہابی" کہہ کر اپنے مظالم کا نشانہ بنایا۔ سینکڑوں کو جیلوں میں بھنوس دیا۔ جائدادیں ضبط کیں اور بہت سے کالے پانی پیچھے گئے۔ ان ہی میں مولوی محمد جعفر تھانوی تھے۔ مولوی محمد جعفر نے اپنے کالے پانی کے حالات نہایت سادہ سادگی اور دلچسپی انداز میں لکھے ہیں یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی تھی۔ محمد ایوب قادری صاحب نے اس کتاب پر ایک فاضلانہ مقدمہ لکھا ہے اور حسب ضرورت حواشی لکھے ہیں۔ آخر میں دو معلوماتی ضمیمے شامل کئے ہیں۔ اب اس کتاب کی تاریخی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

قیمت چار روپے اور پچاس پیسے

خط و خطاطی

محمد ایوب قادری صاحب کے کتب خانے میں ہندوستان کے مختلف خطاطوں کے تقریباً ڈیڑھ سو کتبے تھے۔ جن میں نامور خطاط: میر نجیب کش،

عبدالرشید بیگ، بھولا ناتھ مشکور وغیرہ ہیں۔ ان ہی کتبات پر قادری صاحب نے ایک پر مغز معلوماتی مقالہ لکھا تھا۔ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس نے اس مقالہ کو اس موضوع سے متعلق ایک دوسرے مقالے رقم زدہ شیخ ممتاز حسین جرنلری کے ساتھ خط و خطاطی کے نام سے شائع کیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

مخدوم جہانیاں جہاں گشتِ رح

(تونی سپہ سالار)

مرتبہ محمد ایوب قادری ایم اے

آٹھویں صدی ہجری کے مشہور صوفی بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشتِ سہروردی سلسلہ کے ایک اعلیٰ شیخ تھے حضرت رکن الدین ابوالفتح ملتان کے مرید و خلیفہ تھے اور چشتی سلسلہ میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے اہانت و خلافت رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم رشید دہلی کے علاوہ ظاہری علوم میں بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں مخدوم صاحب اور ان کے خاندان کے ذریعہ اسلام کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے حالات نہایت تحقیق اور محنت سے محمد ایوب قادری صاحب نے لکھے ہیں۔ اس کتاب میں بڑی عریک ہم عصر مآخذ خاص طور سے مخدوم صاحب کے ملفوظات کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اس سلسلہ میں قادری صاحب نے علی گڑھ، رام پور، ملتان، بھاولپور اور چک کامفر کیا ہے۔ کتاب دیکھنے سے اتفاق رکھتی ہے۔

قیمت سات روپے

کار آمد اور معلومات آفریں ہے۔ تاریخ کا یہ اہم ماخذ اب تک زیر طبع سے
آراستہ نہیں ہوا تھا۔ محمد ایوب قادری صاحب نے اس کتاب کو نہایت محنت
دیدہ دینی اور قابلیت سے مرتب کیا ہے قیمت فی جلد بارہ روپیہ

مقالات یوم عالمگیر

یکم مئی ۱۹۶۵ء کو دائرہ معین المعاریت کا زیر اہتمام "یوم عالمگیر" منایا گیا
جس میں ملک کے نامور دانشوروں اور مورخوں نے حصہ لیا اور مقالے پڑھے۔ محمد ایوب
قادری صاحب نے ان تمام مقالوں کو مرتب کر دیا ہے اور شروع سے جلسہ کی روداد
شامل کر دی ہے۔ قیمت فی جلد چار روپیہ

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

ہر مسخر پاک و ہند میں مسلمانوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزی استعمار کے خلاف
ایک باقاعدہ اور منظم جنگ شروع کی اور ملک کے طول و عرض میں حکومت سے
مجادلہ و مقابلہ ہوا۔ اس جنگ کو اب تک "غدر" کے نام سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔
ملک کے مشہور دانشور اور محقق محمد ایوب صاحب قادری نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء
پر نہایت محنت اور تحقیق سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس
زمانہ کے بعض روزناموں اور کتابوں سے بعض مقامات کے جنگ کے چشم دید
حالات لکھے ہیں۔ کتاب زیر طبع ہے۔

مجموعہ وصایا اربعہ

مولفہ] شاہ ولی اللہ دہلوی
شاہ اہل اللہ دہلوی
قاضی شاد اللہ پانی پتی

اس مجموعہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دو وصیت نامے
کے چھوٹے بھائی شاہ اہل اللہ دہلوی کا ایک نصیحت نامہ اور حضرت
نبی شاد اللہ پانی پتی کا ایک وصیت نامہ شامل ہے یہ مجموعہ مسلمانوں کے
صل ایک مختصر دستور حیات ہے، محمد ایوب صاحب نے ان وصایا اربعہ
فارسی متن کو مختلف نسخوں کی روشنی میں مرتب کیا ہے اور ساتھ ہی اردو
ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک فاضلانہ مقدمہ لکھا ہے۔
قیمت ۳ روپے بچھر پیسے

عہد نبش کی سیاسی، ثقافتی اور علمی تاریخ

مغلوں کے آخری دور میں فرخ آباد دہلی میں نبش چٹانوں نے نیم خود مختار
ست قائم کر لی تھی جس کے پہلے نوب محمد فیاض نبش تھے اور ریاست کے مفصل حالات
ولی اللہ فرخ آبادی نے لکھے ہیں لکھے کتاب کے آخر میں اس دور کے حوالہ و فقرہ نامہ اور
تعارف، شعراء اور خطاطوں کے حالات بھی نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ یہ حصہ نہایت

جہاد ہنومان گڑھی (اجودھیا) ۱۸۵۵ء

از محمد الیوب قادری۔ ایم۔ اے

اودھ کے آخری حکمران واجد علی شاہ کا زمانہ نہایت اتری کا دور تھا۔ سلطنت کے نظم و نسق پر انگریزی ریڈنٹ کا اختیار اور غلبہ تھا۔ اسی زمانے میں سہولت میں ہنومان گڑھی (اجودھیا) پر سرکش ہندوؤں نے دہاں کی قدامت پرست شاہی مساجد کو نقصان پہنچا۔ شہر آن کریم کی بے حسرتی کی اور مسلمانوں کو قتل کیا۔ اس موقع پر مولوی امیر الدین علی ساکن امیتھی نے علم جہاد بلند کیا۔ اکتاف و اطراف کے مسلمان مولوی امیر الدین علی کے جھنڈے کے پیچھے جمع ہو گئے اور مولوی صاحب کی قیادت میں مسجد کی واکرائی کے لئے مسلمانوں نے جہاد کیا۔ مگر ہندوؤں کے اثر و رسوخ اور انگریز ریڈنٹ کے اثر سے واجد علی شاہ کو ذکر سکے اور بہت سے دینارست ظلم نے بھی مقصد جہاد کو نقصان پہنچایا اس واقعہ کے نہایت مفصل اور مستند واقعات ہم عصر مآخذ کی روشنی میں جناب محمد الیوب قادری صاحب ایم اے نے مرتب کئے ہیں۔

(ذریعہ طبع)

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com